کراماتِ بینات محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ
محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی حضرت شیخ غوثِ اعظم جیلانی

گلدستہ کرامات

مصنف
مورخ اسلام حضرت علامہ
مفتی معنی پرور
علامہ غلام سرور قریشی
لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۲۴۴ھ ــــ ۱۸۲۷ء
وفات ۱۳۰۷ھ ــــ ۱۸۹۰ء

مکتبہ شرفیہ بازار مسجد مہاجرین مریدکے ضلع شیخوپورہ

کراماتِ منیات محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ

محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی حضرت شیخ غوثِ اعظم جیلانی





۱۲۳۳ھ — ولادت — ۱۸۳۷ء

۱۳۰۷ھ — وفات — ۱۸۹۰ء

مکتبہ شرفیہ بازار مسجد مہاجرین مریدکے ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : **گلدستہ کرامات**

مصنف : حضرت مولانا مفتی غلام سرور لاہوری علیہ الرحمہ

بایمائے محبت : حضرت مولانا الحاج مفتی محمد محب اللہ نوری مدظلہ
شیخ الحدیث دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (اوکاڑہ)

نگران : مولانا محمد منشا تابش قصوری (مرید کے) لاہور

معاون خاص : استاذ القراء مولانا الحافظ القاری ذوالفقار احمد برسالوی مدظلہ

باہتمام : جناب محمود احمد حافظ قصوری، پروفیسر حافظ محمد مسعود اشرف قصوری ایم اے

پرنٹنگ، ڈیزائننگ بائنڈنگ : شیخ عبدالوحید ہادی 0301-4735853

بار اول (پاکستان): ۱۴۳۲ھ / 2011ء

ملنے کا پتہ

مکتبہ اشرفیہ بازار مسجد مہاجرین۔ مرید کے ضلع شیخوپورہ

رابطہ موبائل نمبر : 0300-8002585, 0345-4680027

نشان منزل

محمد منشا تابش قصوری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہل بیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد محبوبیت ومقبولیت کا جو مقام سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اکابر امت محمدیہ نے نہ صرف جلیل القدر القاب واوصاف سے آپ کے مناقب وقصائد بیان فرمائے بلکہ عقیدت ومحبت کے عالم میں آپ کی حیات مقدسہ کو ضخیم ترین کتب کی صورت میں پیش کیا۔ آپ کے احوال وآثار اور سیرت وسوانح کو ہر زمانے کے اہل علم وقلم نے نظم ونثر میں حرزِ جاں کیا۔ دنیا کی ہر زبان آپ کی مبارک زندگی کی ترجمان ہے۔ نیز ہر مذہب ومسلک کے فضلاء کی تصانیف آپ کی ذات ستودہ کمال پر بکثرت پائی جاتی ہیں۔ آپ کی شہرت کا آفتاب آج بھی نصف النہار پر ہے۔ جبکہ آپ ۴۷۰ھ بمطابق ۱۰۷۷ء کو شمالی فارس میں بحیرہ خزر (کیسپین) کے جنوبی ساحل پر گیلان (جیلان) نامی زرخیز صوبہ کی ایک بستی نیف میں پیدا ہوئے۔ بعض نے اس بستی کا نام بَشْتِیر بھی لکھا ہے۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کا اسم گرامی ابو صالح موسیٰ جنگی دوست اور والدہ ماجدہ کا نام نامی ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت سید عبداللہ صومعی ہے۔ آپ والد ماجد کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی نسب رکھتے ہیں اسی لئے آپ کو نجیب الطرفین سید کہا جاتا ہے۔ مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو

اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سن ولادت، مدت عمر اور وصال شریف کے متعلق کسی نے کیا خوب لکھا ہے۔

اِنَّ بَازَ اللّٰہِ سُلْطَانَ الرِّجَالِ

جَآءَ فِیْ عِشْقٍ وَّ مَاتَ فِیْ کَمَالِ

بیشک آپ شہباز الٰہی اور شہنشاہ اولیاء کرام ہیں۔ آپ عشق میں جلوہ افروز ہوئے اور کمال عشق میں وصال فرمایا۔

قاعدہ حروف ابجد کے حساب سے مادہ تاریخ ولادت "عشق" ہے جس سے ۴۷۰ کے عدد برآمد ہوتے ہیں اور مدت عمر "کملہ" کمال سے ظاہر ہے جس کے عدد ۹۱ ہیں جبکہ کمال عشق کی صورت میں کل عدد ۵۶۱ بنتے ہیں جو تاریخ وصال پر شاہد ہیں۔

قارئین کرام! خود ہی تصور فرمایئے! جس ہستی مقدس کا ظہور عشق میں اور وصال کمال عشق پر ہو اس ذات عظمت نشان کے فضائل وکمالات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

تعلیم وتربیت

ابھی آپ بچے ہی تھے کہ والد ماجد وصال فرما گئے۔ آپ کے نانا جان حضرت سید عبداللہ صومعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پرورش فرمائی۔ ابتدائی تعلیم انہی کی زیر نگرانی اپنے مولد میں ہی پائی۔ پھر ۴۸۸ھ/۱۰۹۵ء کو اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد شریف پہنچے اور جلیل القدر علمی وروحانی شخصیات سے تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف کے علاوہ دیگر علوم وفنون میں کمال پایا۔ ساتھ ہی ساتھ ریاضت ومجاہدہ کے دشوار گزار مراحل بھی طے کئے۔

عملی زندگی

۵۲۱ھ/۱۱۲۷ء کو محلہ برانیہ میں آپ نے اپنی پہلی تقریر سے تبلیغ اسلام کا آغاز فرمایا۔ محلہ باب الازج میں حضرت شیخ ابوسعید مخرمی کا مرکزی دارالعلوم تھا جسے انہوں نے آپ کے سپرد کر دیا۔ پھر اطمینان قلب سے وہاں پر آپ نے درس وتدریس، تعلیم وتعلم، افتاء و وعظ اور علمی وعملی اجتہاد وجہاد کا کام شروع کیا۔ تشنگان علوم شریعت وطریقت پروانہ وار آپ کی خدمت میں آنے لگے جگہ کی کمی کے باعث مدرسہ کو وسعت دی گئی۔ حتیٰ کہ ۵۲۸ھ/۱۱۳۳ء کو یہ دارالعلوم پایہ تکمیل تک پہنچا اور آپ کی نسبت سے جامعہ قادریہ کے نام سے شہرہ آفاق ہوا۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ وتبلیغ، درس وتدریس اور افتاء کا جو سلسلہ ۵۲۱ھ سے شروع کیا تھا وہ ظاہری حیات کے آخری سانس ۵۶۱ھ تک جاری رکھا اس طرح آپ نے ستر "۷۰" سال تک مسلسل محنت شاقہ سے خدمت اسلام فرمائی۔ لسانی جہاد کے ساتھ ساتھ قلمی میدان میں بھی آپ نے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ آپ کی تصانیف خاص وعام کے لئے آج بھی خضر راہ ہیں۔ الفتح الربانی، فتوح الغیب، سر الاسرار، غنیۃ الطالبین اور قصیدہ غوثیہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ غنیۃ الطالبین کے متعلق بعض کلام کرتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف منسوب ہے۔ (واللہ تعالی وحبیبہ الاعلیٰ اعلم)

صاحب علم وقلم، نازش معرفت، حامل نور فراست حضرت صاحبزادہ پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی قادری چشتی گولڑوی دامت برکاتہم زیب سجادہ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف، حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشہور زمانہ القاب کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جہان حسن ومحبت اور ارادت وعقیدت کی نیرنگیاں عجیب اور اس کی رسمیں بلاشبہ جغرافیائی سرحدوں کی قیود سے آزاد ہوتی ہیں۔ محبوب کی ہر ادا اور اس کے ہر شیوہ انداز کی مناسبت سے محب ایک نئے نام سے پکار کر تسکین کا سامان فراہم کرتا ہے تصرفات غوثیہ کی بنا پر دنیا کے مختلف حصوں میں ارادت مندان غوث پاک آپ کو نہ معلوم کن کن ناموں سے یاد کرتے ہونگے۔ حضرت شاہ بے نیاز چشتی نظامی بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (م-۱۲۵۰ھ) کہہ اٹھے کہ

شہباز لامکانی، مظہر رب قدیر

حضرت محبوب سبحانی، شہ پیران پیر

مسلم اور مشہور زمانہ القاب، جو صرف آپ ہی کی ذات سے مخصوص ہیں۔

○ غوث اعظم ○ غوث پاک ○ پیران پیر ○ پیر دستگیر ○ محبوب سبحانی ○ شاہ جیلانی ○ غوث صمدانی ○ میراں محی الدین

○ غوث الثقلین ○ گیارہویں والے پیر ○ شہنشاہ بغداد

(نام و نسب صفحہ ۵۹۷)

مناقب غوثیہ

اکابر اسلام، اولیائے رفیع المقام، علمائے اعلام، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضل و کمال اور فضائل و مناقب میں ہمیشہ رطب اللسان رہے جو آپ کے علو مرتبت اور منازل کمالیت پر دلالت ہے۔ حضرت سلطان الہند، غریب نواز خواجہ خواجگان سید معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رشتہ میں آپ کے خالہ زاد بھائی کہے جاتے ہیں یوں منقبت خواں ہیں۔

یا غوث معظم، نور ھدیٰ، مختار نبی، مختار خدا

سلطان دو عالم قطب علی، حیراں ز جلالت ارض و سما

گرداو مسیح بہ مردہ رواں، وادی تو بدین محمد جاں

ہمہ عالم محی الدین گویاں، برحسن جمالت گشتہ خدا ~~بر حسن جمالت گشتہ فدا~~

حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمہ اللہ تعالیٰ یوں اظہار عقیدت کرتے ہیں۔

داوش خدا قرب آنچناں	کس نیست یارائے بیاں
پائے شریفش رامکاں	برگردن کل اولیاء
باشد کراماتہائے او	چوں معجزات مصطفیٰ
خارج ز حد بیرون زعد	حدش ندا ند جز خدا

حضرت شیخ احمد کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کیا خوب فرماتے ہیں۔

وَبِسْمِ اللّٰهِ مِنْهُ كُنْ مِنَ اللّٰهِ

اِذَا قُلْنٰى وَصْفُهٗ وَصْفُ التَّعَالٰى

حضرت مولانا مفتی غلام سرور لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب خزینۃ الاصفیاء و گلدستۂ کرامات یوں منقبت خواں ہیں۔

سر ہر اہل دین پر ایک سرور غوث اعظم ہیں
شہ شاہان ہیں کل ولیوں کے افسر غوث اعظم ہیں

عجب انوار حق تاباں ہیں ان کی ذات عالی سے
سپہ چرخ هدیٰ، خورشید انور غوث اعظم ہیں

جواہر بیش قیمت ہیں وہی کان ولایت کے
نبوت کے صدف ہیں ایک گوہر غوث اعظم ہیں

وہی ہیں پردہ دار خاص اسرار خداوندی
سر کون مکان پر ایک چادر غوث اعظم ہیں

ولی والی ولایت کے شہ عالی کرامت کے
دلیر و دلربا و دلخواہ و دلبر غوث اعظم ہیں

سند بس ہے مریدی لاتخف دنیا و عقبیٰ میں
تجھے کیا ڈر ہے سرور جس کے سر پر غوث اعظم ہیں

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ معرکتہ الآراء ارشاد اپنے اندر علوم و عرفان کا ایک جہاں آباد کیے ہوئے ہے۔ اکابر ملت اور اولیائے امت آپ کے اس ولایت پرور اعلان پر اپنے سر خم کرتے آ رہے ہیں۔ صاحبان معرفت و حاملان فراست نے آپ کی ولادت باسعادت سے صدیوں پہلے بشارۃ فرما دیا تھا کہ ایک دن یہ کلمات بر سر منبر شہنشاہ بغداد محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلانیہ فرمائیں گے اور روئے زمین پر جہاں جہاں بھی اولیائے کرام قیام پذیر ہوں گے وہ اس ارشاد عالی "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کو سماعت کرتے ہی اپنی گردنوں کو جھکا دیں گے چنانچہ اسلاف کی بشارتوں کے عین مطابق جب آپ بغداد شریف کی جامع مسجد کے منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے تو باحکم الٰہی آپ فرمانے لگے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ تو یہ سنتے تمام حاضر علماء و مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی گردنیں خم کر دیں۔ حضرت صاحبزادہ پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی گولڑوی مدظلہ رقم فرماتے ہیں۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات جلیلہ کی فہرست میں یہ اعلان عظیم الشان معرکہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ متعدد روایات میں ہے کہ جس مجلس وعظ میں آپ نے یہ اعلان فرمایا، اس میں عراق کے قریباً تمام مقتدر مشائخ اور علماء موجود تھے۔ جنہوں نے اس اعلان پر اپنی گردنیں خم کیں اور جب یہ آواز اکناف عالم میں پھیل گئی تو کائنات میں موجود تمام اولیاء اللہ نے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں۔

بعض تذکروں میں تو عرب و عجم کے ایسے مشائخ کی فہرست بھی موجود ہے۔ ایک روایت کے مطابق حرمین شریفین، عراق، شام، یمن، حبشہ، کوہ قاف، سرانديب، اور دنیا کے مختلف مقامات پر حضور سیدنا غوثیت مآب کے اس ارشاد گرامی پر ۳۱۳ عظیم المرتبہ اور جلیل القدر مشائخ نے اپنی گردنیں جھکائیں اور تمام اولیائے کرام، ابدال اور رجال الغیب نے تہنیت پیش کی۔ اس لئے کہ آپ کا یہ ارشاد بہ امر الٰہی تھا اور متعدد مشائخ کبار اس اعلان کی پیش گوئی فرما چکے تھے (نام و نسب صفحہ ۵۸۸،۵۸۷)

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت، رفعت و منزلت، جلالت شان، مقام و مرتبہ جو ازل سے ہی آپ کو ودیعت ہو چکا تھا آپ کی آمد آمد سے قبل بشارات کی صورت میں اولیاء کرام اور مشائخ عظام بغیر کسی ابہام کے واضح فرما چکے تھے۔ بطور تبرک چند ائمہ امت اور اولیائے ملت کے ارشادات و ملفوظات پیش کرنے کی سعادت حاصل کیا چاہتا ہوں۔

حضرت سیدنا خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علامہ عبد القادر قادری بن شیخ محی الدین اربلی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ "منازل الاولیاء فی فضائل الاصفیاء" کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم مخبر صادق رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حسب وصیت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک جبہ آپ کا سلام اور امت محمدیہ کے لئے دعا کا پیغام پہنچایا، حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتے ہی سجدے میں چلے گئے اور امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لئے دعائے مغفرت کی۔

ندا آئی اپنا سر اٹھایئے۔ میں نے تمہاری شفاعت سے نصف امت کو بخش دیا۔ اور باقی نصف کو اپنے محبوب غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شفاعت سے بخشوں گا۔ عرض کی الٰہی! تیرا محبوب کون ہے؟ ندا آئی۔ (هو محبوبي و محبوب حبيبي و حجتنا على اهل الارض وقدماه على رقاب الاقطاب و الاولياء الاولين والاخرين سوى الصحابة والائمة و من يقبله يكن احبابي)

وہ میرا محبوب اور میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محبوب ہے۔ قیامت تک ہماری طرف سے اہل زمین کے لئے حجت ہوگا۔ صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کے سوا تمام اولین و آخرین کی گردنوں پر اس کے قدم ہوں گے اور وہ حضرات جو اس کے عقیدت مند ہوں گے وہ بھی میرے دوست ہوں گے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے ایک بار خطبہ جمعہ کے دوران بشارت دی کہ "پانچویں صدی ہجری میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد اطہار میں سے جیلان میں ایک قطب عالم پیدا ہوگا جس کا لقب محی الدین اور نام عبد القادر ہوگا۔

هو الغوث الاعظم ...... ويكون مامورا بان يقول قدمي هذه على رقبة كل ولي و ولية لله من الاولين والاخرين، سوى الصحابة والائمة من ذرية خاتم النبيين صلى الله عليه و آله و صحبه اجمعين○

وہ غوث اعظم ہو گئے، انہیں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا جائے گا کہ میرا یہ قدم صحابہ کرام اور ائمہ اطہار کے علاوہ اولین و آخرین کے ہر ولی اور ولیہ کی گردن پر ہے۔

حضرت شیخ ابوبکر ہوار بطائحی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ ابوبکر ہوار بطائحی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن اپنی مجلس میں فرمایا:

سوف یظهر بالعراق رجل من العجم عالی المنزلة عند الله وعند الناس اسمه عبد القادر مسکنه ببغداد و یقول قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله ○

عنقریب عراق میں ایک عجمی مرد ظہور پذیر ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے نزدیک بلند مرتبت ہوگا۔ اس کا نام نامی عبد القادر اور اس کی سکونت بغداد شریف میں ہوگی۔ جو اعلان فرمائے گا، میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے تمام اولیاء کی گردن پر ہے ایسی روایات کا منظوم خلاصہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ اللہ یوں رقمطراز ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے ہے قدم اعلیٰ تیرا

ایک اور منقبت میں عقیدت کے یوں موتی بکھیرتے ہیں:

الوہیت، نبوت کے سوا
تمام افضال کا قابل ہے یا غوث
نبی کے قدموں پر ہے جز نبوت
کہ ختم اس راہ میں حائل ہے یا غوث
الوہیت ہی احمد ﷺ نے نہ پائی
نبوت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث
صحابیت ہوئی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل ہے یا غوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہاں
وہ طبقہ مجملا فاضل ہے یا غوث

○ حضرت امام شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ۴۶۸ھ میں حضرت شیخ ابو احمد عبد اللہ جونی، حقی سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب سرزمین عجم میں ایک سعادت مند بچہ پیدا ہوگا جو کرامات عظیمہ، منازل جلیلہ کا حامل ہوگا اور تمام اولیائے کرام

کے ہاں اسے پوری طرح مقبولیت کا شرف حاصل ہوگا۔ وہ اعلانیہ فرمائیں گے قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله ...... (الی آخرہ) میرا یہ قدم تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے اور تمام ہمعصر ولی اپنی گردنیں ان کے قدموں میں بچھا دیں گے جس کے باعث انہیں اہل زمان سے فضیلت حاصل ہوگی اور وہ ان کی زیارت سے فیضان و برکات سے بہرہ مند ہوں گے۔

○ یوں ہی حضرت شیخ تاج العارفین ابوالوفا، حضرت شیخ عقیل منبجی حضرت شیخ علی بن وہب سنجاری، حضرت حماد بن مسلم دباس، رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے بہت اکابر اولیاء کرام نے آپ کی عالم دنیا میں جلوہ گری سے قبل بشارت سے نوازا تھا۔ اب وہ بشارت زیب نظر کی جاتی ہے جس سے براہ راست آپ مستفیض ہوئے۔ میرے پیش نظر حضرت شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات گرامایہ پر مشتمل کتاب "درالمعارف" ہے جسے آپ کے جلیل القدر خلیفہ حضرت شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ نے جمع کیا جس کے کئی ایڈیشن برصغیر پاک و ہند میں شائع ہوئے دیگر ممالک طباعت سے آراستہ ہوئے میرے پاس جو نسخہ ہے یہ ترکیہ استنبول مکتبہ ایشیق سے چھپا ہے جس کا سن طباعت ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء ہے۔ اس میں یہ ایمان افروز ملفوظ اقدس موجود ہے جس سے سیدنا غوث اعظم کی عظمت خصوصاً اعلان غوثیہ کا تذکرہ مرقوم ہے۔ حضرت شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "غلام بحضور قبلہ خاص و عام حاضر گردید حضرت ایشاں (قلبی و روحی فداہ) ارشاد فرمودند کہ حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خرد سال بودو دراں عہد یک عارف کامل و غوث وقت در بغداد بود کہ گاہے از نظر مردماں غائب می شد و گاہے حاضر۔ حضرت غوث الاعظم برائے زیارت آں بزرگ رفتند در اثناء راہ دیگر شخصے ملاقی شد گفت شما کجا میروید ایشاں فرمودند برائے زیارت آں بزرگ۔ آں شخص گفت من نیز در بجا میروم و امتحان کمال خواہم کرد پس شخصے دیگر ابن سقہ آمد و گفت کہ من ہم نیز و آن بزرگ میروم و یک مسئلہ پرسم کہ جواب از آں نیاید چوں حضرت غوث الاعظم مع آں دو کساں بخدمت بزرگ رسیدند آں بزرگ فرمود آں ہر دو کساں را کہ شما نزد من برائے امتحان آمدہ اید مسئلہ شما ایں است و جواب شما ایں۔ مسئلہ ہر یک و جواب ہر یک فرمودند۔ بعد ازاں یک کس را فرمودند کہ تو در دنیا غرق باد۔ چناں شد و یک کس را فرمودند کہ ایمان تو سلب کردہ شد۔

اتفاقاً آں شخص عقد خود از دختر امیر نصرانیاں نمود و نصاریٰ شد بوقت نزع او را گفتند کہ تو عالم و حافظ کلام اللہ بودی۔ چیزے یاد داری گفت ہمہ فراموش از دلم گردید مگر یک آیت یاد دارم و آں اینست رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○

پس آن بزرگ حضرت غوث الاعظم را فرمودند کہ شما اللہ در ایں جا آمدہ اید مرتبہ شما بلند خواہد شد و می بینم کہ شما بر منبر استادہ گفت کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ○ و ایضاً حضرت ایشاں فرمودند کہ حضرت حماد دباس ہم حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ را نیز ہمیں بشارت دادہ بودن۔

(ترجمہ) غلام حضور قبلہ خاص و عام (شاہ غلام علی علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں حاضر ہوا (میرا دل و جان ان پر قربان ہو) وہ فرما رہے تھے کہ حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن میں تھے کہ اسی زمانے میں ایک ایسے بزرگ بغداد شریف میں تشریف لائے جنہیں یہ کمال حاصل تھا کہ وہ کبھی کبھی لوگوں کی نگاہ سے اوجھل ہو جاتے کبھی حاضر:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بزرگ کی زیارت کے لئے جا رہے تھے کہ ایک اور شخص کی سر راہ ملاقات ہوگئی۔ اس نے کہا! آپ کہاں جا رہے ہیں۔ فرمایا فلاں بزرگ کی زیارت کے لئے۔ وہ کہنے لگا میں بھی وہاں چلتا ہوں اور ان کے کمال کا امتحان لوں گا۔ پھر اسی اثناء میں سقہ نامی ایک شخص آیا۔ اس نے کہا میں بھی تمہارے ساتھ اس بزرگ کے پاس چلتا ہوں۔ ان سے میں ایک ایسا مسئلہ دریافت کروں گا جس کا وہ جواب نہیں دے سکیں گے۔

جب حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں کے ساتھ اس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا یہ دو شخص میرا امتحان لینے آئے ہیں! ان میں سے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: لو یہ ہے تمہارا مسئلہ اور یہ ہے اس مسئلے کا جواب یہاں تک کہ ہر ایک سوال کا جواب ارشاد فرمایا پھر بعد میں اس بزرگ نے ایک شخص کو فرمایا تو دنیا کی محبت میں فنا ہو جائے گا۔ بس پھر ویسے ہی ہوا اور دوسرے شخص سے فرمایا تمہارا ایمان سلب ہو جائے گا (مرتد ہو کر مرے گا)۔

اتفاقاً اس شخص نے ایک عیسائی حکمران کی لڑکی سے نکاح کیا اور عیسائیوں سے جا ملا۔ جب اس پر نزع کا عالم طاری ہوا تو کسی شخص نے اسے کہا تم حافظ و عالم تھے۔ اس وقت تجھے کوئی بات یاد رہی؟ وہ بولا اب کچھ سلب ہو گیا ہے البتہ ایک آیت یاد ہے کہ "پھر کافر تمنا کریں گے کاش کہ ہم مسلمان ہوتے۔"

بعدہ اس بزرگ نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آپ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے آئے ہو۔ تمہارا مرتبہ بہت بلند ہوگا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بر سر منبر جلوہ افروز ہو کر قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ ○ میرے یہ دونوں قدم تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر ہیں۔ نیز حضرت غلام علی دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دباس بھی ایسی بشارت سے شاد کام فرما چکے تھے۔ درالمعارف طبع استنبول ترکی ص ۵۲-۵۵ "بر محل تذکرہ"

اس روایت کو میں نے بارہا مرتبہ شیخ المشائخ حضرت الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے ہر بار فرمایا اس میں شک ہی کیا ہے بالکل صحیح ہے۔

حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرامی کو بطور وظیفہ یوں درج کر رکھا ہے: یا شیخ عبدالقادر جیلانی شئیاً للہ۔ مزید یہ ہے مجھے کئی مرتبہ آپ کی معیت میں شرقپور شریف سے لاہور اور لاہور سے شرقپور شریف جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جب بھی آپ کا لاہور کچہری روڈ سے سنگیاں پل کی طرف جانا ہوا تو کچہری روڈ کے کنارے ایک بورڈ لگا ہوا ہے۔ جس پر غوث اعظم (روڈ) بڑی خوبصورتی سے لکھا ہوا ہے۔ میاں صاحب کی جیسے ہی اس بورڈ پر نظر پڑتی آپ اپنا سر جھکا دیتے اور اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر کے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں سلام پیش کرتے۔ بلکہ یہ عمل تو آپ کا وظیفہ بن چکا ہے۔ جب بھی گزرتے ہیں۔ یوں ہی سلام کرتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کا سایہ عالم اسلام پر قائم رکھے اور آپ کے روحانی فیوضات سے لوگ سدا مستفیض ہوتے رہیں۔

لطائف عجیبہ

بعض لوگوں کو حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ الہامی اعلان ہضم نہ ہوا تو انہوں نے اپنے ظن کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے سکر سے تعبیر کیا۔ پھر سکر و صحو پر دور کی کوڑیاں لانی شروع کیں جیسے جیسے "سکر و صحو" کی رسی دراز ہوتی گئی ویسے ویسے ان پر سکر کا غلبہ ہوتا گیا اور نہ جانے پھر وہ اس کی مستی میں زبان و قلم سے کیا کیا گل کھلانے لگے۔ بُرا ہو ایسی خواہشات نفسانیہ کا جو اعتراف حقیقت کی بجائے اندھی غاروں میں دھکیل دیتی ہیں اور پھر ظن و تخمین کے پجاریوں کو کچھ بھی نہیں سوجھتا۔ وہ اندھیروں میں ٹاک ٹوئیاں مارتے پھرتے ہیں۔

سیدھی سی بات ہے۔ جب حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کی بشارتیں آپ کی جلوہ گری سے قبل ہی مشائخ وقت دیتے آئے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان تمام اولیائے کرام نے یہ کلمہ "سکر" کی حالت میں کہا تھا؟ پھر یہ ایک دو کی بات نہیں متعدد حضرات نے اپنے اپنے دور میں اس کے بارے بالوضاحت فرمایا ہے۔ اگر ان تمام پر اپنے اپنے زمانہ میں سکر طاری ہو گیا تھا تو پھر ان میں سے کسی ایک نے یہ اپنے لئے ہی کہہ دیا ہوتا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ○ "میرا یہ قدم تمام اولیائے جہان کی گردنوں پر ہے۔"

مگر ایسی کوئی ضعیف سے ضعیف سند یا روایت نہیں ملتی۔ پس لامحالہ پتہ چلا ہے انہوں نے حالت صحو میں ہی بشارتیں دی تھیں اور پھر آپ کا یہی اعلان ان کی ولایت کا مصدق ہوا۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے یہ اعلان اگر بالفرض "سکر" کی حالت کا مانا جائے تو کیا آپ پر اس کے بعد صحو کی کیفیت طاری ہی نہیں ہوئی؟ اور حالت سکر میں ہی راہی بقا ہو گئے تھے؟ اگر نہیں اور ہرگز ہرگز نہیں اس لئے کہ اس اعلان عظمت نشان کے بعد آپ تقریباً چالیس سال تک دنیوی زندگی سے سرفراز رہے تو ظاہر ہے اتنے طویل عرصہ تک آپ حالت سکر میں نہیں رہے۔ بلکہ صحو کی عظیم ترین منازل پر فائز رہے۔ اس صحو کے طویل عرصہ حیات میں کہیں ثابت نہیں کہ آپ نے کبھی اس اعلان کی تردید کی ہو یا اظہار ندامت فرمایا ہو کہ مجھ سے حالت سکر میں یہ کلمات سرزد ہوئے تھے بلکہ آپ کے مواعظ و خطابات و خطبات سے مزید تائیدی دلائل میسر ہوتے ہیں۔ یہ تو ایک جملہ ہے "قصیدہ غوثیہ شریف" کو بھی آپ کے سکر کا کارنامہ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اسے بھی مذکورہ بالا گرفت کی روشنی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔

سیّد عالم نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر جب شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار پڑھے۔

و احسن منك لم ترقط عين
و اجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأً من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

تو اب یہ محض حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر نہ رہے۔ یہ حدیث بن گئی اس لئے کہ یہ محدثین کرام کا ضابطہ ہے نبی کا قول، فعل، تقریر حدیث بن جاتا ہے لہذا یہ اشعار حدیث تقریری کا درجہ رکھتے ہیں۔ بعینہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ اعلان فرمایا۔ قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ ○ اگر بالفرض حالت سکر میں ہی فرمایا ہو تب بھی یہ سکر کی کیفیت سے نکل کر صحو کے درجے میں داخل ہو گیا کیونکہ مدت العمر آپ اس دار فانی میں بڑی شان و شوکت سے زندگی بسر کرتے رہے آخر ۵۶۱ھ کا نوے سال کی طویل عمر پا کر واصل بحق ہوئے۔

○ معترضین کے ہاتھ میں جب کچھ نہ آیا تو عظمت و شان اولیاء کرام کا سہارا لے کر حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یوں نسبت کرنے لگے کہ یہ کوئی مروت کی بات تھیں کہ اولیاء اللہ کی گردنوں کو اپنے پاؤں سے روندنا شروع کر دیں، یا انہیں پامال کریں یہ عقل و دانش سے بعید ہے تو پھر اس ارشاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء سے متعلق کیا فیصلہ کریں گے۔

الجنۃ تحت اقدام الامھات: جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔'' ان ظاہری کلمات کے پیش نظر ماں کے قدموں میں جنت تلاش کریں گے تو کیا پا سکیں گے؟ ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد حق وصداقت پر مبنی ہے۔ مراد اقدام امہات سے والدہ کی انتہائی محبت واحترام سے خدمت بجالانا ہے۔ اس ارشاد میں ماں کی شان و عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ کہ میرے امتیو ں جنت سے تم دور نہیں ہو۔ آؤ اپنی ماں کا ادب واحترام کرو، جنت پالو گے! یوں ہی اعلان غوثیہ اس طرف مشیر ہے کہ غوث اعظم کی عظمت ورفعت، علو مرتبت و منزلت اور آپ کی شان و شوکت کا اس طرح اعتراف کر لو گویا کہ تم لوگوں نے ان کے سامنے گردنیں جھکا دیں ہیں اور وہ ذات کریم شفقت سے تمہارے سروں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے بہرہ مند فرما رہی ہے۔ کیا اتنا سا کام بھی نہیں کر سکتے۔

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں بیسیوں مثالیں پائی جاتی ہیں جن کے ظاہری معنی اور ہیں اور حقیقی معانی سے مراد کچھ اور ہے۔

○ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اعلان عظمت نشان کے بعد آج تک روئے زمین اور مشارق و مغارب میں نہ جانے کتنے اولیاء کرام، اقطاب وابدال، اغیاث واوتاد، عرفاء، صلحاء، مقبولان الٰہ تشریف لائے۔ شریعت وطریقت، معرفت و روحانیت کی منازل طے کیں، کیا کسی ایک کو بھی خیال نہ آیا کہ ہمیں جن مقامات وکرامات سے اللہ تعالیٰ نے نوازا انہیں بروئے عمل لاتے ہوئے غوث اعظم سے دریافت کرلیں کہ اس ارشاد کی حقیقت کیا ہے؟ سیر وسوانح اور تواریخ اولیاء اس سلسلہ میں کلی طور پر خاموش ہیں۔ آخر کیوں؟ فقہی مسئلہ ہے کہ بعض اوقات خاموشی رضا پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ آج تک تشریف لانے والے بے حساب ولاتعداد اولیاء کرام، مشائخ عظام رحمھم اللہ تعالیٰ کی خاموشی از خود اس الہامی اعلان کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ یہ اعلان حق وصداقت پر مبنی ہے بلکہ اس کے برعکس ہر ایک سلسلہ طریقت کے اکابر اپنی تصانیف کو منظوم و منثور مناقب وقصائد غوثیہ سے مزین ومرصع کرتے آرہے ہیں۔

برسبیلِ تذکرہ

راقم السطور آج (۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء) سے چالیس سال قبل (۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (ضلع اوکاڑہ) میں استاذ الاساتذہ، استاذی المکرم فقیہ اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی الاشرفی القادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے علوم و عرفان کی دولتِ عظمیٰ سے شاد کام ہو رہا تھا کہ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ کے عرسِ غوثیہ کا آپ نے اہتمام فرمایا۔ میں نے سوچا اس عظیم الشان عرس میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں تازہ منظوم استغاثہ پیش کیا جائے۔ چنانچہ استغاثہ موزوں ہوا جسے ہفت روزہ سوادِ اعظم لاہور کے مدیر محترم حضرت مولانا علامہ سید غلام معین الدین صاحب نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کیا جو مرحوم نے اسی ماہ شائع فرما دیا۔ اس زمانے میں فیصل آباد (لائل پور) سے ایک پرچہ "المنبر" وہابیہ کی طرف سے شائع ہوتا تھا۔ جب "المنبر" کے مدیر نے سوادِ اعظم لاہور میں یہ منظوم استغاثہ پڑھا تو آگ بگولہ ہو گیا۔ دو شعر استغاثہ سے لئے اور اپنے نظریہ و عقیدہ کے مطابق طویل ترین تبصرہ کرتے ہوئے راقم السطور کو بدعتی اور مشرک ہونے کا بھاری بھرکم فتویٰ داغ دیا۔ مجھے اس وقت علم ہوا جب سلطان الواعظین حضرت مولانا علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب مدظلہ العالی کوٹلی لوہاراں نے اپنے نہایت مقبول ترین، موقر ماہنامہ ماہِ طیبہ کے اداریہ میں جواب دیتے ہوئے مدیر المنبر کا گھیرا تنگ کر دیا۔ ذیل میں سلطان الواعظین دامت برکاتہم العالیہ نے جو عدیم المثال اور لاجواب اداریہ قلمبند فرمایا ملاحظہ فرمایئے اور میری آج سے چالیس سال قبل جو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و محبت تھی اس کی ادنیٰ سی جھلکی دیکھئے۔ پہلے استغاثہ پھر ماہِ طیبہ جلد نمبر ۱۲ شمارہ نمبر ۵ باب ماہ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ/نومبر ۱۹۶۲ء کا ایمان افروز، روح پرور، باطل شکن اداریہ سے محظوظ ہوں۔

استغاثہ بدرگاہِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

در پہ مجھے بلانا یا شاہِ غوث اعظم — جلوہ مجھے دکھانا یا شاہِ غوث اعظم

قسمت مری جگانا یا شاہِ غوث اعظم — خوابِ سحر میں آنا یا شاہِ غوث اعظم

روحِ حسن کا صدقہ، بہرِ شہیدِ اعظم — چہرہ مجھے دکھانا یا شاہِ غوث اعظم

چہرہ دکھاؤ مجھ کو بے حال ہو رہا ہوں — کہتا ہوں والہانہ یا شاہِ غوث اعظم

پیرانِ پیر پیراں، سلطانِ دستگیراں — بگڑی مری بنانا یا شاہِ غوث اعظم

سب اولیاء جہاں کے ہیں گردنیں جھکائے — کہتی ہیں عاجزانہ یا شاہِ غوث اعظم

روشن ہو سینہ جس سے ہو قلب بھی منور — وہ علمِ دیں پڑھانا یا شاہِ غوث اعظم

کشتی ہے بحرِ غم میں فریاد رس تمہی ہو — پار اس کو آ لگانا یا شاہِ غوث اعظم

طوفانِ غم کی موجیں منڈلا رہی ہیں سر پر — ان سے مجھے بچانا یا شاہِ غوث اعظم

وقت وفات میری جب جان نکل رہی ہو میرے سرہانے آنا یا شاہ غوث اعظم

تابش کی ہے یہ منشا دیکھے تمہارا روضہ

بغداد میں بلانا یا شاہ غوث اعظم

حقیقت ومجاز:

معاصر المنبر لائل پور (فیصل آباد) اپنی ۴۔ جمادی الاولی ۱۳۸۲ھ کی اشاعت میں اس مناجات کے حسب ذیل شعر نقل کئے ہیں۔

قسمت میری جگانا یا شاہ غوث اعظم

خواب سحر میں آنا یا شاہ غوث اعظم

کشتی ہے بحر غم میں فریاد رس تمہی ہو

پار اس کو آ لگانا یا شاہ غوث اعظم

معاصر مذکور نے یہ شعر نقل کر کے پھر لکھا ہے کہ:

آپ سوچئے کہ یہ جو ہر رکعت میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہا جاتا ہے تو اس کا معنی کیا ہے؟ اور جب عبادت واستعانت خالصۃً خدا ہی سے ہے اور اسے بڑے زوردار لفظ "اِیَّاکَ" سے ادا کیا جاتا ہے تو یہ کہنا کہ فریاد رس تمہی تو ہو! ان دونوں میں تضاد کا جواز کیا ہے؟

معاصر مذکور کا "مسلک الحدیث" سے تعلق ہے۔ اس لئے ہم ان کے سوال "جواز کیا ہے؟" کا جواب سردار اہل حدیث جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے قلم سے دیتے ہیں مولوی صاحب مذکور ایک فتویٰ کفر کی تنقیح فرماتے ہوئے ایک اصول لکھتے ہیں معاصر مذکور اور ناظرین کرام اسے غور سے پڑھیں وہ لکھتے ہیں کہ "مطول وغیرہ میں مذکور ہے کہ کسی فعل الٰہی کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک حقیقی دوسری مجازی۔ حقیقی نسبت تو یہ ہے کہ قائل اس غیر اللہ کو اصل فاعل سمجھے، ایسا سمجھنے والا دہریہ ہوگا۔

مجازی یہ ہے کہ اس کو اصل فاعل نہ جانے اصل فاعل خدا ہی کو جانے۔ مگر غیر اللہ کی طرف بطریق سببیت وغیرہ نسبت کرے۔ صورت اوّل میں اس پر فتویٰ کفر لگے گا۔ صورت ثانیہ میں نہیں۔ اس کی مثال علمائے بیان وہی دیا کرتے ہیں جو ان کی کتب میں زبان زد عام ہے۔ یعنی "انبت الربیع البقل" جس کا ترجمہ ہے، موسم ربیع نے سبزہ اگایا۔ قرآن مجید میں بھی اس مجاز کی مثال ملتی ہے۔ ملاحظہ ہو مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ چونکہ یہ فعل انبت، افعال قدرت سے ہے۔ اس لئے علماء بیان کرتے ہیں کہ اس قول کا قائل اگر اس فعل کو حقیقتاً ربیع کی طرف نسبت کرتا ہے تو کافر ہے اور اگر مجازی طور پر کرتا ہے تو مومن ہے۔ حالانکہ قول ایک ہی ہے۔ رہی بات کہ کس طرح معلوم ہو کہ قائل اس قول کی نسبت حقیقی کرتا ہے یا مجازی؟ اس کے معلوم کرنے کے طریق بھی علمائے بیان نے صاف صاف الفاظ میں لکھے ہیں۔ ملاحظہ ہوں مختصر معانی ومطول وغیرہ۔

(۱) طریق وہ جو سب سے اقرب واحسن ہے۔ یہ ہے کہ خود اسی کلام (نثر ونظم) میں قرینہ صارفہ ہو جس سے پایا جائے کہ اس کلام کا قائل

خدا کو مانتا ہے۔ اس لیے ناممکن ہے کہ وہ کسی فعلِ الٰہی کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرے۔

(۲) دوسرا طریق اس کی حقیقی پہچان یہ ہے کہ اس کلام (نظم ونثر) میں قرینہ نہ ہو مگر قائل کی بابت بیرونی علم ہو کہ وہ خدا کو مانتا ہے تو بھی ناممکن ہے کہ غیر اللہ کی طرف نسبت حقیقی ہو۔

(اخبار اہلحدیث ۳ جولائی ۱۹۲۵)

لیجئے صاحب! جواز کیا ہے؟ کا جواب ہو گیا کہ مناجات لکھنے والا ایک مسلمان اور اس نے جو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف "فریادرسی" کی نسبت کی ہے ناممکن ہے کہ یہ نسبت حقیقی ہو یہ نسبت مجازی ہے اور یہ جائز ہے۔

اور اسی طرح دیگر بعض اوصاف کی بھی نسبتیں جو مقبولانِ حق کی طرف کی جاتی ہیں وہ بھی مجازی نسبتیں ہوتی ہیں ان مجازی نسبتوں کی بناء پر کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں پر بدگمانی درست نہیں اور ان پر الزام شرک مناسب نہیں۔ (ماہنامہ ماہ طیبہ نومبر ۱۹۶۲ صفحہ نمبر ۳۶۰)

کرامات غوثیہ

امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسے سراپا معجزہ بن کر تشریف لائے ایسے ہی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجسمۂ کرامات بن کر جلوہ گر ہوئے نیز جب تمام اولیائے کرام آپ ہی کے قدوم میمنت لزوم کی برکات سے حاملانِ ولایت وکرامات ٹھہرے تو ان میں ہر ایک کا وجود از خود کرامت ہوا، پھر ہر ایک ولی سے بیسیوں کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں جو حدود اعداد اور حصر و احصاء میں آ ہی نہیں سکتیں، باہم حضور سیدنا غوث اعظم کا وجود مسعود کرامات عالیہ کا حسین وجمیل مرقع تھا۔ حقیقت ہے کہ آپ کی کرامات بینات احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

○ حضرت گنج بخش کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "مناقب وکرامات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر ہیں کہ اگر انسان لکھنے لگیں تو عاجز رہیں۔

○ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے آپ کی کرامات ایسے ہی لاتعداد ہیں جیسے حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات۔

○ بڑے بڑے مشائخ عظام، صوفیائے کرام نے فرمایا شہنشاہِ بغداد کی کرامات کا ظہور اس طرح ہوتا جیسے تسبی (تسبیح) کے دانے دھاگہ ٹوٹنے کے باعث لگاتار تیزی سے گرتے ہیں۔ یوں ہی تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے آپ سے کرامات صادر ہوتی رہتی تھیں۔

حضرت شیخ احمد کشمیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

تواترت خار قاته و استفاضت

و شاعت منه فینا بالقوال

آپ کی کرامات روانگی کے ساتھ متواتر ہیں اور ان کا صدور ہمیشہ جاری رہے گا:

ولم یظهر لشیخ و، ولی

کرامات و حالات بحال

ایسی کرامات کسی ولی اور شیخ سے ظاہر نہیں ہوئیں اور نہ ہی ایسے عظیم ترین حالات کا ظہور ہوا ہے۔

آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ نے دینی و اسلامی اقدار کو از سر نو زندہ کیا۔ شاہان وقت کو راہ راست دکھایا، ہزار ہا بے دین دائرہ اسلام میں داخل ہوئے لاکھوں مسلمانوں کے ایمان کو جلا بخشی ان کے عقائد و نظریات کو پختہ کیا۔ بدعات کا قلع قمع کیا۔ توحید خالص کو رائج فرمایا۔ ذات خداوندی سے انسانی ربط و تعلق کو مضبوطی عطا کی۔ آپ فنافی اللہ تھے کیوں نہ ہوتے اس قادر مطلق نے آپ کے نام نامی اسم گرامی عبدالقادر کو خصوصی شرف و مقبولیت عطا فرمائی۔ آپ محض نام کے عبدالقادر نہیں تھے حقیقۃً عبدالقادر تھے آپ نے اپنے نام کی لاج رکھی، باوجودیکہ آپ مادر زاد ولی تھے مگر مجاہدات و ریاضات سے آپ نے روحانیت کے کئی جہان آباد کئے۔ جیسے آپ کی شان و شوکت عدیم المثال ہے ایسے ہی آپ کا زہد و ورع اور تقویٰ بے مثال ہے۔ عبادات آپ پر نازاں تھیں۔ لیکن عاجزی، انکساری اور تواضع کا یہ عالم کہ غلاف کعبہ تھامے پکار رہے ہیں ما عبدناک حق عبادتک و ماعرفناک حق معرفتک۔ الٰہی! میں نے تیری عبادت کرنے کا جیسے کہ حق ہے وہ ادا نہ کر سکا اور جیسے تیری معرفت کا حق ہے وہ عرفان بھی نہ پا سکا یہی تصور لئے بارگاہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض گزار ہیں۔

رسول اللہ انظر حالنا   یا حبیب اللہ اسمع قالنا

اننی فی بحر غم مغرق   خذیدی سہلنا اشکالنا

اور جب انعامات و عطیات خداوندی پر نظر کرتے ہیں تو بطور تحدیث نعمت یوں اعلان کیا جا رہا ہے۔

انا الحسنی والمخدع حقانی

وقدمی علی عنق الرجال

مقامکم العلی جمعاً و لکن

مقامی فوقکم ما زال علی

درست العلم حتی صرت قطبا

و نلت السعد من مولی الموالی

نظرت الی بلاد اللہ جمیعاً

کخردلۃ علی حکم اتصال

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی

و وقتی قبل قلبی قد صفالی

افلت شموس الاولین وشمنا

ابدا علی افق العلی لا تغرب

ہوئے غروب آفتاب اقطاب اولین، کے مگر ہمیشہ

بلندیوں کے افق پہ چمکے گا نیر ضوفشان ہمارا

(از حضرت صاحبزادہ پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی دامت برکاتہم العالیہ)

ایسے کرامت خیز اعلانات پر کم ظرف طرح طرح کی باتیں بنا سکتے تھے ان کی کدورت کو دور کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وما قلت هذا القول فخرا و انما اتی بالاذن حتی تعرفوں حقیقتی ○ میں نے اپنے خداداد کمالات و مراتب کے بارے میں اظہار خیال فخر کی بناء پر نہیں بلکہ باذن الہٰی کرتا ہوں۔ تا کہ میری حقیقت کا (لوگ) قدرے اندازہ کر سکیں۔

جو کہا تو نے وہ مامور من اللہ ہو کر

اپنی خواہش سے نہیں کوئی بھی دعویٰ تیرا

ورفعنا لك ذكرك کا سایہ تجھ پر

ذکر اونچا ہے بول ہے بالا تیرا

تو گھٹائے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا

جب کہ بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

اور پھر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ بارگاہ غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یوں نیاز مندانہ سلام پیش کرتے نظر آتے ہیں۔

جس کی منبر بنی گردن اولیاء

اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆☆☆

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

در پر مجھے بُلانا یا شاہِ غوثِ اعظم
جلوہ مجھے دکھانا یا شاہِ غوثِ اعظم

قسمت میری جگانا یا شاہِ غوثِ اعظم
خوابِ سحر میں آنا یا شاہِ غوثِ اعظم

رُوحِ حسن کا صدقہ بہرِ شہیدِ اعظم
چہرہ مجھے دکھانا یا شاہِ غوثِ اعظم

چہرہ دکھاؤ مجھ کو بے حال ہو رہا ہوں
کہتا ہوں والہانا یا شاہِ غوثِ اعظم

پیرانِ پیر، پیراں، سلطانِ دستگیراں
بگڑی میری بنانا یا شاہِ غوثِ اعظم

ہیں اولیاء جہاں کے سب گردنیں جھکائے
کہتے ہیں عاجزانہ یا شاہِ غوثِ اعظم

روشن ہو سینہ جس سے ہر قلب بھی منور
وہ علم دیں پڑھانا یا شاہِ غوثِ اعظم

کشتی ہے بحرِ غم میں فریاد رس تمہیں ہو
پار اسکو لگانا یا شاہِ غوثِ اعظم

طوفانِ غم کی موجیں منڈلا رہی ہیں سر پہ
اُن سے مجھے بچانا یا شاہِ غوثِ اعظم

وقتِ وفات میری جب جان نکل رہی ہو
میرے سرہانے آنا یا شاہِ غوثِ اعظم

منشاؔ کی ہے یہ منشاء دیکھے تمہارا روضہ
بغداد میں بُلانا یا شاہِ غوثِ اعظم

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری (علیہ الرحمہ) لاہور

تقدیم:

مؤرخِ جلیل حضرت مولانا مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہ العزیز

حضرت علامہ مولانا حکیم مفتی غلام سرور قریشی اسدی ہاشمی ابن حضرت مولانا مفتی غلام محمد (قدس سرہما) محلہ کوٹلی مفتیاں لاہور میں ۱۲۴۴ھ/ ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والدِ ماجد سے حاصل کی، علمِ طب بھی انہیں سے پڑھا اور سلسلۂ عالیہ سہروردیہ میں ان سے بیعت ہوئے پھر حضرت علامہ مولانا غلام اللہ قصوری ثم لاہوری کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام مروجہ علوم، تاریخ اور لغت کی تحصیل کی۔

مفتی صاحب بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، وہ بیک وقت جید عالم، بلند پایہ شاعر و ادیب، معلمِ اخلاق، باکمال تاریخ گو، مستند مؤرخ، مشہورِ زمانہ سوانح نگار اور سب سے بڑھ کر سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے محبِ صادق تھے۔

زندگی کا کچھ ابتدائی حصہ ملازمت میں گزارا لیکن جلد ہی ملازمت سے کنارہ کش ہوئے اور تمام عمر علم و ادب کی خدمت میں صرف کر دی اور اس فن میں وہ ناموری حاصل کی کہ علم و ادب کی تاریخ میں آپ کا نام قیامت تک زندہ و پائندہ رہے گا۔

آپ کے خاندان کے تمام بزرگ سنی حنفی، مفتیٔ وقت اور جامع شریعت و طریقت تھے، مذہبی اور اخلاقی اقدار آپ کو ورثے میں ملی تھیں، آپ شگفتہ مزاج، ملنسار اور عبادت گزار صوفی تھے، شریعت و طریقت، تفسیر و حدیث، تاریخ و ادب پر گہری نظر رکھتے تھے جس موضوع پر گفتگو کرتے اس سے متعلقہ تمام تفصیلات کو بے تکلفی سے بیان کر دیتے، بات بات پر تاریخ کہہ دینا ان کے لئے معمولی کام تھا، آپ کو اہلِ علم قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ کی طبیعت میں بے حد استغنا تھا، حکامِ وقت کی ملاقات کو پسند نہیں کرتے تھے۔ غیور اور خود دار تھے، حق بات کہنے سے کبھی پہلو تہی نہ کرتے تھے۔ ۱۸۸۴ء میں سرسید نے علی گڑھ کالج کی امداد کے لئے پنجاب کا دورہ کیا اور اپنے دیرینہ دوست خان بہادر ڈپٹی برکت علی

کے پاس قیام کیا۔ خان بہادر نے بیرون موچی دروازہ اپنی کوٹھی پر لاہور کے چیدہ چیدہ افراد کو مدعو کیا جن میں مفتی صاحب بھی تھے۔ خان بہادر نے سرسید سے آپ کا تعارف کرایا۔ سرسید آپ سے بہت متاثر ہوئے اور اپنے مشن کا کوئی کام آپ کے سپرد کرنا چاہا تو مفتی صاحب نے فرمایا :۔

"سید صاحب! میں اس کام کے لئے موزوں نہیں ہوں، میرا شغل تصنیف و تالیف ہے۔ آپ نے جن لوگوں کی جماعت اپنے گرد اکٹھی کر لی ہے یہ اس مقصد کے لئے بہت مفید ہیں، اور پھر جماعتی اتحاد کے لئے عقائد کے اتحاد کی بھی ضرورت ہے اور یہ چیزیں میں یہاں نہیں دیکھتا۔"

یہ جواب سن کر سرسید خاموش ہوگئے۔

مفتی صاحب کا دنیائے تاریخ پر یہ عظیم احسان ہے کہ انہوں نے اپنی تالیفات میں پنجاب کے جلیل القدر علماء و مشائخ کے حالات کو بڑی حد تک تفصیل سے قلمبند کر دیا ہے ورنہ جس طرح تذکرہ نگاروں نے اس مردم خیز خطہ کو نظر انداز کیا ہے باعث تعجب ہی نہیں قابل افسوس بھی ہے۔

مفتی صاحب نے شعر و ادب، سوانح نگاری اور لغت میں اکیس یادگار زمانہ تصانیف لکھی ہیں جن کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ بعض کتابوں کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے اس کے باوجود وہ کتابیں نایاب ہو گئیں اور شائقین کی طلب بدستور جاری رہی۔

آپ کی چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں جنہیں آج بھی درجہ استناد حاصل ہے :۔

۱۔ گلدستہ کرامات ۱۲۷۷ھ میں تحریر ہوئی۔ مطبع نولکشور لکھنؤ سے چار بار، دہلی سے دو بار اور لاہور سے سات بار چھپ کر شائع ہوئی۔ یہ کتاب اردو نظم و نثر میں ہے۔ حضرت شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ المتوفی ۵۶۱ھ کے مناقب میں ہے۔

اس میں کل اکیانوے مناقب ہیں۔ کیونکہ حضرت کی عمر شریف بھی اکیانوے سال تھی۔ اس

حساب سے فی سال ایک کرامت بیان کی ہے اور ہر باب کے خاتمہ پر ایک غزل منقبت میں لکھی ہے۔
جیسا کہ خود فاضل مصنف نے دیباچہ میں رقم فرمایا ہے۔

۲۔ گنجینۂ سروری المعروف بہ اسم تاریخی گنج تاریخ (۱۲۸۳ھ) : اس میں سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک سے لے کر خلفائے راشدین، خلفائے بنو امیہ، خلفائے بنو عباس، سلاطینِ اسلام اور مشاہیر صوفیاء، علماء اور شعراء کی ولادت و وفات کی تاریخیں درج ہیں، اس کتاب میں کم و بیش دس ہزار مادہ ہائے تاریخ ہیں، اس سے فنِ تاریخ گوئی میں مفتی صاحب کے معراجِ کمال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، حواشی میں مختصر تعارفی حالات شامل کرنے سے کتاب کی اہمیت کئی گنا بڑھ گئی ہے۔

۳۔ تاریخ مخزن پنجاب پنجاب کی مفصل تاریخ اور جغرافیہ کے علاوہ کشمیر، لداخ اور کشتواڑ کی تاریخ پر مشتمل ہے۔

۴۔ حدیقۃ الاولیاء اردو نثر میں پنجاب کے اولیاء کرام کے ذکر پر مشتمل ہے۔

۵۔ خزینۃ الاصفیاء (۱۲۸۰ھ) اس میں سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لیکر مصنف کے زمانہ تک کے گیارہ سو عرفاء، علماء اور شعراء کے تحقیقی حالات درج کئے ہیں، ہر شخصیت کی تاریخ ولادت اور وفات نظم میں لکھی ہے، مکتبۃ المعارف گنج بخش روڈ لاہور نے اس کا اردو ترجمہ پانچ جلدوں میں مرتب کروایا ہے اور پہلی جلد نہایت آب و تاب سے شائع کر دی ہے۔

۶۔ جامع اللغات یہ آپ کی آخری اور نہایت قابلِ قدر تصنیف ہے اس میں عربی، فارسی، ترکی اور اردو الفاظ کے معانی اردو میں بیان کئے ہیں، بطور سند اساتذہ کا کلام پیش کیا ہے اور جہاں کسی استاذ کا شعر نہیں مل سکا وہاں برمحل اپنا شعر پیش کیا ہے۔

ان کے علاوہ لغاتِ سروری، اخلاقِ سروری، دیوانِ حمد ایزدی، کلیاتِ نعت سرور، دیوانِ سروری، گلشنِ سروری، مخزنِ حکمت، تحفۂ سروری، انشائے یادگارِ اصغری وغیرہ بلند پایہ تصانیف آپ کے علمی و ادبی ذوق کی آئینہ دار ہیں۔

آپ نے چار فرزند مفتی غلام حیدر، مفتی غلام صفدر، مفتی غلام اکبر، مفتی محمد انور اور ایک صاحبزادی اقبال بیگم یادگار چھوڑی۔

حضرت مولانا مفتی غلام سرور قدس سرہ کو حج بیت اللہ اور دربارِ رسالت میں حاضری کا بے انتہا اشتیاق تھا چنانچہ جون ۱۸۹۰ء میں حج مبارک کی سعادت سے مشرف ہوئے حج کے بعد ۲۰ ذوالحجہ کو مدینہ منورہ روانہ ہوئے، تیسری منزل پر پہنچے تھے کہ مسافروں میں اچانک وبائے ہیضہ پھوٹ پڑی، پانچویں منزل پر آپ بھی اس مرض میں مبتلا ہو گئے اور ساتویں منزل کے قریب پہنچ کر ۲۳ ذوالحجہ، ۳۱ اگست (۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) بروز جمعرات سفرِ آخرت اختیار کیا۔

نمازِ جنازہ حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری نے پڑھائی اور آپ کو بیر بالاحسانی مضافات میدانِ بدر میں سپردِ خاک کیا گیا، روضۂ اقدس کی حاضری کے متعلق آپ نے ایک قطعۂ تاریخ لکھا جسے آپ دربارِ رسالت میں پڑھنا چاہتے تھے وہی قطعہ آپ کی تاریخ وفات بن گیا ؏

ابھی سرور نے کی ہے سرورِ عالم کی پابوسی (۱۳۰۷ھ)

آپ کے وصال پر متعدد شعراء نے مرثیے لکھے، تاریخیں کہیں اور اپنے رنج والم کا اظہار کیا، مولانا پیر غلام دستگیر نامی نے تاریخ وفات کہی ہے ؎

گئے راہِ مدینہ میں گزر آہ — جو تھے اک شہرۂ آفاق سرور
ہوا القا پئے تاریخ نامی — قلم لے کر لکھو "مشتاق سرور" [1]

---

[1] محمود عالم ہاشمی، مفتی : مقدمہ خزینۃ الاصفیاء (مطبوعہ مکتبہ المعارف لاہور، ۱۳۹۲ھ) ص ۹ - ۴۴

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ



مکتبہ اشرفیہ

مریدکے ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اُس مالک الملک خالق الخلق کو شایاں ہو کہ جسنے انبیاے عظام کو معجزات آیات واضح عنایت کیں اور اولیاے کرام کو کرامات و خوارق عادات لائق حرمت فرمائیں جسکے فیض عام سے انسان ضعیف البنیان ظلمات شک سے نکلکر نور یقین کو پہونچا اور مشعل ایمان اُس کے خانہ دل صداقت منزل میں روشن ہوئی لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ

من مؤلف

آن خدائے خالق ہر دو جہان
رازق ہر وحش و طیر و انس و جان
مشت خاک آدم از الطاف او
لال میگردد ز تعریفش زبان
سرور بیچارہ را بخشش سے کرم

شد از و پیدا زمین و آسمان
شاہ میگردد گدا از حکم او
شد شریف از جملہ مخلوق جہان
شد ز انسان زیب روئے زمین
بر سرش ہست از گنہ بار گران

حاکم عادل کریم ست و رحیم
مردہ گردد زندہ اندر یک زمان
شد قلم از وصف او یکسر قلم
گشت روشن چرخ از سیارگان
و تحفۂ درود بران حامد و محمود

محمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ صلوات الملک الاعلیٰ فائز ہو کہ جنکی ذات بابرکات جو جامع صفات ہے جنکے طفیل سے مشت خاک ناپاک انسان بدرجہ علیہ اسلام پہونچکر اکسیر بے نظیر کیمیاے خالص ہوئی اور راہ ضلالت سے دار الامان ہدایت پر پہونچا الحمد للہ الذی ھدانا الی الاسلام بطفیل النبی صلی اللہ علیہ

وسلم وجعلنا مسلما و سمینا مسلما ۔ من مؤلف آن نبی فخر النبی فخر الامم

شد از و فخر عرب فخر عجم
از رخش پر نور شد روئے زمین
رحمۃ للعالمین بحر کرم

خیر دنیا خیر دین خیر الامم
شد فلک اعلیٰ ز پابوسش قدم
سرور ار خواہی شوی مقبول حق

اہل عمل و اہل علم و اہل عزم
صاحب لولاک و الا مرتبت
ورد کن نام محمد دمبدم

اور ہزاران ہزار مدح و توصیف بے شمار ہر چہار اصحاب کبار شمع بنیان کفار کو لائق ہے کہ جن حضرات نے کوشش اکثر بہ مد محبت باندھ کر جان و مال سے امداد و انقیاد جناب رسالت مآب کی کی اور بعد وفات آنحضرت معدن برکت کے بھی وقت بوقت خلیفہ وقت ہو کر ایسی جان فشانی اور عرق ریزی کی کہ ستارہ اسلام کو چرخ ہدایت و ارشاد پر مانند آفتاب روشن کر دیا اور کفار نابکار کو ایسا تہ تیغ دریغ کیا کہ نام و نشان کفر کو حتے الامکان نام کو بھی نہ چھوڑا ان چہار حضرات کو اگر ہر چہار ستون خانۂ دین کہا جاوے تو حق ہے بلکہ اگر چہار عنصر عالم اسلام لکھا جاوے تو بجا ہے ذالک کذالک لا ریب فیہ۔ من مؤلف

یار حق ہے جو کوئی ہر دم ہے دلسے یار چار

دوستدار مصطفیٰ ہیں دوستدار چار یار
خار غم کھاتے ہیں ہر دم دشمنان چار یار
شاہد مطلوب ہے اندر کنار چار یار
جا بجا تعریف ہے قرآن میں تعریف کی
افتخار مصطفیٰ ہے افتخار چار یار
سرور ناوار ہے دل سے غلام اہل بیت

انکا جو مداح ہے ممدوح عالم ہو گیا
ہے شگفتہ خوش گل شاخ بہار چار یار
روح چاروں کی غریق بحر رحمت ہے مدام
شہرہ ہے چار سو عز و وقار چار یار
داغ کھاتے ہیں ہمیشہ دشمنان اہل بیت
اور دل جلتے ہیں ہر دم دشمنان چار یار

ہر جگہ مخدوم ہے خدمتگزار چار یار
جو کوئی آیا وہاں لیکر گیا اقتدار
نور حق برسے ہے ہر دم پر مزار چار یار
ہر اصحاب بیچ ہے عزت خیر الانام
دیکھ پاتے ہیں جو خندان لالہ زار چار یار

و ثنائے بے انتہا و مناقب لا تعد ولا تحصے اس جناب قطب فلک کا کہ قطب الاقطاب غوث الثقلین دُر دریائے مجمع البحرین نور العین حسنین عارف حقانی ولی ربانی اقطاب اسرار صمدانی محرم راز ہائے ہمدانی غوطہ خور بحر عرفانی محبوب سبحانی معشوق یزدانی بانی مہربانی افسر اولیاء سرور اصفیا مقتدائے اتقیاء فرزند پیغمبر دلبند حیدر غوث الدنیا والدین ابو محمد محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ و عن اتباعہ کو سزاوار ہے کہ جنے کمالات میں محمد کی پیروی کی اور قائم مستقیم امت محمدی گمراہان بے راہ کو راہ راست پر لا کر مرید خاص اپنا کیا اور ترغیب کا تحفہ کھنچ حق میں ارشاد فرمایا من مؤلف

افسر اہل صفا حضرت غوث الثقلین	گشت محبوب طلب حضرت غوث الثقلین	جلوہ گر نور رخش گشت بعالم چون ماہ
ماہ در ماہ لقا حضرت غوث الثقلین	مخزن لطف و کرم مطلع انوار قدم	معدن جود و سخا حضرت غوث الثقلین
مرشد اہل صفا ہادی اقلیم ہدیٰ	مظہر نور خدا حضرت غوث الثقلین	گر تو خواہی کہ شوی اہل صفا و سرفراز
پس بگو صبح و مسا حضرت غوث الثقلین		

عرض حال مصنف میں بعد یہ خاکپائے خدام جناب عبدالقادر غلام سرور خلف مفتی غلام محمد لاہوری غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ فی الدنیا والآخرۃ کہ ایک مریدِ ارادت دربار دربار شاہنشاہ گیلانی ہے ہو مدت سے اپنے دل نیاز منزل میں ارادہ مصمم و دلیل مستحکم رکھتا تھا کہ لکھا مناقب آن حضرت معدن برکت بدست ارادت جمع کرکے مریدان با اعتقاد و خادمان حق یاد کے لیے ایک گلدستہ تیار کرے پس ان دنوں میں کہ اس حقیر نے کتاب مناقب غوثیہ کہ بعبارت فارسی میں تالیف شیخ محمد صادق شہبانی ہو ایک محب با توفیق سے پائی تو باوجود کم فرصتی و تلاش معاش ضروری کے کمر ہمت چست باندھ کر ترجمہ اسکا بزبان اردو قریب الفہم خاص و عام کیا کہ اسکے مطالعہ سے عوام الناس محبت اساس ثواب عظیم و اجر عمیم حاصل کریں اور مجھ گنہگار نامہ سیاہ کے حق میں دعائے مغفرت مانگیں اور چونکہ اس کتاب کرامات آب میں فقط ذکر کرامات غوث الاعظم ہے لہذا یہ گلدستہ کرامات موسوم ہوئی اور ظاہر ہو کہ انسان ضعیف البنیان سراسر مرکب سہو و نسیان ہو پس یہ بیچمداں سراپا نسیان بھی امید وار احسان نظارگیان والا شان ہو کہ اگر نظم و نثر اس کتاب میں سہو یا خطا جانب مؤلف سے وقوع میں آئی ہو وے تو بچشم عنایت چشم پوشی کو کام فرمائیں یا بنگاہ عنایت شمامہ و قلم اصلاح اسپر فرما کر انگشت نمائی سے ہاتھ اٹھائیں من مؤلف

رہیگی سالہا یہ طرز تالیف	اور اس خاکی کی بس اڑجائیگی خاک	بدست عفو و حک لے عیب میرے
اگر پاوے خطا ہے اہل ادراک		

اور واضح رہے ہمراہجلائے مریدان با ارادت ہو کہ اس کتاب گلدستہ کرامات میں کل اکیانوے مناقب جناب فلک رکاب محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی کی درج میں اور عمر شریف بھی آن حضرت معدن برکت کی اکیانوے سال کی تھی اگرچہ کرامات و خوارق عادات آن جناب کرامت آب کی بے حساب میں قلم اور زبان کا کیا امکان ہے کہ

تحریر اور تقریر کرے مگر اس حساب فی سال عمر شریف آن حضرت کے ایک ایک کرامات و مناقب احاطہ شمار مین آگیا اور جسقدر غزلین تعریف آن جناب مین خاتمہ ہر ایک مناقب پر لکھی ہین وہ فقط اس حقیر کے قلم عجز رقم سے تحریر ہوئی ہین

قطعہ تاریخ فارسی من مؤلف

چو این باغ کرامات جناب غوث صمدانی — بروے عالم دنیا شگفت از فضل یزدانی
عجب نو رنگ گلہاے نور ہمچو گلزار بہشت آمد — کہ از نظارہ اش چشم نظر گردید نورانی
بود سر سبز و دائم این چمن در گلشن عالم — بلطف غوث اعظم حضرت محبوب سبحانی
گل وصفش زبس گل گل شگفتہ ستا اندرین بستان — شدہ ہر برگ از رنگش سینہ گلزار بستانی
چو سرور سال تالیفش بجست از عندلیب دل — جوابش گفت رضوان باغ محی الدین گیلانی

قطعہ تاریخ اردو از مؤلف

جس دم کہ یہ مجموعہ عالی ہوا تیار — باندھا گیا اک دستہ گلہاے کرامات
سرور سے وہین وقت رقم بلبل خوش گو — بولا یہ ہے گلدستہ گلہاے کرامات

اور ایک حضرت صاحب مروت کان محبت مہربان جزو کل اس عاصی کے مسمی بفریدالدین و متخلص بفرید ہین تعریف و توصیف انکی کس قلم سے لکھی جاوے کہ ایسے وقت نا وقت مین ایک استاذ زمانہ و یگانہ عصر مین اور کمترین کو بھی جو قدرے قلیل ربط سخنگوئی ہے تو انہی کی ذات بابرکات کی عنایت کی تاثیر ہے حقیقت مین اسم بامسمی ہین چنانچہ حسب استدعاے این لاشی انھون نے بھی دو قطعہ تاریخ تالیف اس کتاب کے عنایت فرماے کہ بصورت غنچہ تازہ درج گلدستہ ہذا ہوتے ہین

قطعہ تاریخ از فرید

از فیض باغبان گلستان کائنات — شاداب گشت این چمنستان سروری
جبریل گفت گلشن عرفان سروری — سرور کتاب نعت چو منقبت بازو رقم
تاریخ نو شگفتن آن چون فرید جست — یعنی ریح وصف سپرو بوستان حیدری
پس فرید از سر تاریخ کرد جستجو — گفت غنچہ سرو زار بوستان حیدری

در ذکرِ حسب و نسب و ولادت سیدنا و مرشدنا محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ الربانی

معتقدان با اعتقاد و مریدان حق بنیاد پر واضح و لائح ہو کہ محبوب الثقلین سید کونین قرۃ باصرۂ حسنین ابو محمد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی بن سید ابو صالح بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ بن سید عبدالعزیز بن سید محمد روحی بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ ثالث بن سید عبداللہ محض بن سید محمد المشہور حسن مثنیٰ بن امام ذوی الاحترام حسن علیہ السلام بن جناب ولایت مآب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ اور والدہ ماجدہ آنحضرت سراپا برکت کی بی بی فاطمہ بنت شیخ عبداللہ صومعی بن سید ابو الجمال بن سید ابو محمد بن سید احمد بن سید طاہر بن سید عبداللہ بن سید کمال بن سید علی بن سید علاء الدین محمد بن سید امام جعفر صادقؓ بن سید امام محمد باقر بن سیدنا و مولانا امام زین العابدینؓ بن سید الشہداء شہید دشت کربلا نور العین سید کونین امام حسین رضی اللہ عنہ بن علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تعین اور حبیبنا و مولانا غوث الاعظمؓ دست بیعت جناب شیخ ابو سعیدؓ اور وہ مرید جناب شیخ ابو الحسنؒ اور وہ خادم شیخ ابو الفرحؒ اور وہ خوشہ چین خرمن شیخ عبد الواحدؒ۔ اور وہ مرید با ارادت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور انھوں نے کرامت ولایت حضرت شیخ جنید بغدادیؒ سے حاصل کی اور انھوں نے یہ نعمت عظمیٰ حضرت معروف کرخیؒ سے پائی اور جناب معروف کرخی صاحب فیضیاب خاندان عالی شان جناب سید امام علی موسیٰ رضا اور جناب داؤد طائی کے تھے اور شیخ داؤد طائی صاحب رشد فیاب خاندان شیخ حبیب عجمیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئے اور انھوں نے یہ عطیہ کبریٰ جناب شیخ حسن بصری صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کی اور حضرت شیخ حسن بصریؒ صاحب خوشہ چین خدمت جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے تھے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اور سید ابو صالح والد ماجد آنحضرت کی ابتداء اوسط عمر میں محض لاولد تھے جب عمر مبارک بی بی فاطمہ والدۂ معصومہ آں حضرت کی ساٹھ سال تک پہنچ گئی تو آنحضرت معدن برکت تولد ہوئے اور بعد حضرت کے سید ابو عبداللہ محمد برادر حقیقی آنحضرت کے رونق افزائے عالم دنیا ہوئے مگر بعالم جوانی بلا کد خدا ہونے کے اس

جہان فانی سے تشریف فرمائے عالم جاودانی ہوگئے اور آنحضرت کے دولت خانہ کرامت نشانہ
مین وشش پسر تھے اور ایک دختر تولد ہوئی دختر معصومہ کہ جنکے باسم بی بی نصیبہ تھین
لاولد فوت ہوئین اور تفصیل صاحبزادگان آنحضرت کی یہ ہے سید عبدالوہاب سید عبدالرزاق سید
عبداللہ سید عبدالعزیز سید عبدالجبار سید محمد عیسے سید ابو اسحاق سید ابوالفضل محمد
سید ابو نصیر سید محمد زکریا تھے کہ تین صاحبزادے اُس مین سے صاحب اولاد ہوئے سید
عبدالوہاب و سید عبدالرزاق و سید عبداللہ اور باقی سب صاحبزادے لاولد رہے رضوان اللہ
علیہم اجمعین اور اسم شریف آنحضرت کا شیخ عبدالقادر اور لقب مبارک محی الدین ابو محمد اور
مولد شریف شہر گیلان تھا اور مزار پر انوار بمقام اشرف البلاد بغداد ہے اور تولد آپ کا سنہ چارصد
و ہفتاد و یک ہجری اقدس مین واقع ہوا کہ لفظ عاشق سے اخذ کیا گیا ہے اور وفات شریف آنحضرت
کی پانصد و شصت و دو ہجری مین وقوع مین آئی کہ لفظ معشوق الٰہی سے عیان ہے اور سنین عمر
آپ کی کل اکیانوے برس تھی کہ لفظ کامل سے ظاہر ہوتے ہین بقول شخصے لا اعلم

جناب غوث اعظم قطب عالم	کہ نورش تافت از مہ تا بماہی	سنینش کامل و عاشق تولد	وفاتش دان تو معشوق الٰہی

روایات از جناب شیخ شہاب الدین سہروردی و حضرت گنج بخش کبیر و عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہم

کتاب بہجۃ الاسرار مین جو محقق تصنیف حضرت عالی درجت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
لکھا ہے کہ فرمایا جناب شیخ الجن والکل و غوث الثقلین و غوث الاعظم و الفرد الافخم و البازی الاشہب
قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کہ مین اپنے جد امجد کے
قدم پر ہون نہ اُٹھایا کوئی قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مقام سے کہ نہ رکھا مین نے قدم
اپنا اُس جگہ پر اور جیسے کہ قدم آن جناب رسالت مآب کے گردن ہائے انبیا پر ہین ویسے ہی
قدم ہمارے بھی گردن پر کل اولیاء اللہ کے ہین اور جناب صاحب العلامات العالیہ و کرامات
الجلیہ حضرت شیخ احمد گنج بخش کبیر قدس سرہ اپنے رسالے مین لکھتے ہین کہ مناقب اور کرامات
حضرت غوث الاعظم کے اسقدر ہین کہ نہین لکھے جا سکتے اور اوراق اور اشجار روے زمین کے

اگر کا غذ ہو جائین اور شاخہاے درختان ہفت اقلیم سے اگر قلم بن جائین اور ہون تحریر کنندہ اُنکے
کل مخلوق جن وانسان ملک وحش وطیر تو بیشک قاصر ہون اور عاجز آجائین اُسکی تحریر سے آور
جناب شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ کرامات اور خوارق عادات حضرت
غوث الاعظم کے بیشمار اور بے نہایت ہین جیسے کہ تھے معجزات آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے لاتعد ولا تحصٰے اور جیسے کہ آن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تھے نبی الثقلین
ویسے ہی تھے آن جناب ولی الثقلین محبوب الٰہی بلکہ شیخ الجزء والکل اور جیسے کہ جناب پیغمبر علیہ
صلوات الملک الاکبر روز میثاق سے مرسل ہوے اور فرمایا کہ کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین
ویسے ہی آن جناب فیضمآب روز میثاق سے ولی کیے گئے آور کتاب مناقب معراجیہ مین درج ہی
کہ جیسے کہ نہین بیٹھتی تھی مکھی جسم مبارک خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر ویسے ہی دور رہتی تھی
مکھی بدن شریف آنحضرت عالی درجت سے اور جیسے کہ عرق در نور عرق جناب رسول مقبول علیہ
الصلوٰۃ والسلام کا ہوتا تھا معطر خوشبوے مشک وعطر سے ویسے ہی معطر تھا عرق جسم آن
جناب کرامت مآب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اور جیسے کہ کھا جاتی تھی زمین بول اور غائط آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا اسیطرح کسی شخص نے بول اور غائط آن جناب کا بھی بر روے زمین پر نہ دیکھا
اور اکثر فرمایا کرتے تھے آنحضرت رضی اللہ عنہ کہ ہذا وجود جدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لا وجود عبدالقادر پس یہ کلام معرفت التیام آنحضرت کے دلالت کرتے ہین اوپر فناے اتم اور
محو کامل آن جناب کے بیچ ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ از راہ فرط عشق ومحبت
ذات در ذات ہو کر فنا فی الرسول ہو گئے تھے ذاتاً وصفاتاً قولاً وفعلاً حالاً وکمالاً کہ یہ رتبہ
سواے ذات غوثیہ کے کسی اور اہل ولایت کو حاصل نہین ہی پس ثابت ہوا کہ رتبہ
حضرت غوث الاعظم کا سائر اولیاء اللہ سے اعلیٰ اور بلند تر ہی پس مریدان باارادت اور
معتقدان بااعتقاد آن جناب کو فرض عین ہی کہ محبت آن جناب کی دل محبت منزل مین ایسی رکھین
کہ وہ محبت زنان وفرزندا ور خویش واقربا سے فائق ہو اور نگینۂ دل مین نقش اسم مبارک آنحضرت کا

کالنقش علی الحجر قائم کریں اور مناقب اور کرامات آں جناب کرامت مآب کی گوش دل سے سنکر یقین کریں اور عشق اپنے کو بزعادین کر رتبہ معنی بادین تبصدیق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ من امن بکرامات الاولیاء فقد امن بمعجزات الانبیاء و من انکر بکراماتھم فقد انکر بمعجزاتھم نعوذ باللہ تعالی منہا

از مؤلف

گوش کن از گوش باطن نامِ محبوبِ خدا	وان کرم از ہمہ اکرامِ محبوبِ خدا
گر تو از اہلِ یقینے با لبِ صدق و یقین	نوش فرما جرعۂ از جامِ محبوبِ خدا
شو مسلمان دور کن انکار و کفر از اندرون	وز درون تسلیم کن اسلامِ محبوبِ خدا
بندۂ خاص جنابِ کبریا شو با یقین	فیض حاصل کن زفیضِ عامِ محبوبِ خدا
سرمہ کن در اہلِ بینش از رہِ تصدیقِ دل	خاکِ پائے جملگی خدامِ محبوبِ خدا
حبِ محبوبِ خدا در قلبِ خود کن جانشین	کن سرِ دشمن تہِ صمصامِ محبوبِ خدا
یاد کن نامِ جنابِ غوثِ اعظم روز و شب	ہر سحر گو مے درین ہر شامِ محبوبِ خدا
در زمین آن نامِ نامی بر زبانہا ورد شد	بر فلک افراشتند اعلامِ محبوبِ خدا
کمترین خادم در درگاہِ او شو سرورا	در جہان نامی شوے از نامِ محبوبِ خدا

منقبت اول در ذکر شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا جناب فلک رکاب غوث الاعظم محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی نے کہ جناب سرور کائنات مآب امام المرسلین خاتم النبیین رسول رب العالمین علیہ الصلوۃ والسلام شب معراج تشریف فرمائے معراج ہوئے تو بعد طے منازل ہفت آسمان جب بوسیلہ جمیلہ جبرئیل تا سدرۃ المنتہی رونق افروز ہوئے تو جبرئیل رخصت ہوئے اور عرض کی کہ ؎ اگر یک سر موئے برتر پرم ؛ فروغ تجلے بسوزد پرم اُسوقت جناب الٰہی جلشانہ نے میری روح کو ارشاد کیا اور میں نے حسب ارشاد جناب باری قدم مبارک حضرت پیغمبر خدا کا اپنے کاندھے پر اُٹھایا اور پہونچایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تا مقام قاب قوسین او ادنیٰ جب جناب رسالت مآب اس خدمت ہماری سے نہایت خرسند ہوئے تو فرمایا ولدی قدمی

هذا على رقبتك وقدمك على رقاب كل ولی الله اور فرماتے ہیں مشائخ صاحب روایت کہ موجود تھے نشان قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی دوش مبارک آنحضرت پر جیسے کہ روشن تھا نشان مہر نبوت کا دوش جناب سالت مآب پر فرماتے ہیں شیخ ابوالقاسم سامانی قدس سرہٗ زبانی جناب کرامت مآب لابت انتساب غوث ثقلین محبوب سبحانی کے کہ جناب پیغمبر علیہ الصلوات الملک الاکبر بشب معراج تشریف فرمائے چرخ بریں ہوئے تو تمام ارواح انبیا و اولیا اپنے مقامات سے واسطے استقبال جناب ممدوح کے حاضر ہوئے اور شرفیاب شرف زیارت ہو کر شرافت دارین حاصل کی جب تصل عرش معلی تشریف لے گئے تو عرش کو نہایت اونچا اور بلند زینہ پایا اُسوقت بحکم رب العالمین روح جناب امیر المومنین غوث الاعظم اُس مقام پر حاضر ہوئی اور کتف مبارک اپنا زیر قدم جناب سالت مآب کے جھکا کر عرض کی مرحبا مؤلف دوش پر میرے قدم رکھ کر کے کرم ہو تاج ہو سر پر میری خاک قدم آپکی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک اپنا دوش شریف جناب غوثیہ پر قائم کیا بمجرد رکھنے قدم کے عرش اعظم پر پہونچ گئے اور متوجہ جناب الٰہی ہو کر دریافت فرمایا کہ یہ شخص کون اور کس خاندان عالیشان سے ہو کر ہوتی ہے اس سے مجھکو محبت کی ایسی کہ چاہتا ہے دل میرا اسکو مانند فرزندان صلبی کے ارشاد ہوا کہ هذا ولدك اسمه عبد القادر لو لا ختمت النبوة عليك لكان هو لها لہذا یعنی کہ اور فرمایا جناب محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی نے کہ اُسوقت ارشاد کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف مخاطب ہو کر اے فرزند دلبند دلبر سعادتمند خوش خبری ہو پھر خوش خبری ہو تجھکو کہ کیا حق سبحانہ وتعالیٰ نے مجھکو وزیر میرا میرے بعد دنیا میں اور آخرت میں اور جیسا کہ رکھا گیا قدم میرا تیرے دوش پر ایسے ہی ہوگا تیرا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر اور اگر نہوتی ختم نبوت ہمارے نام پر اور نہ کیے جاتے ہم ختم المرسلین تو دیا جاتا تجھکو رتبہ نبوت کا مگر اب لی کیا تیری ذات کو میرے سامنے میرے بعد ایسا کہ نہ کیا کسی اور کو رباعی از مؤلف

مبارک اے ولی تجھکو یہ درجہ ہو ولایت کا	ملا ہے معلیٰ تر تجھے رتبہ کرامت کا
تجھکو نکہ ترا پایہ جہان میں عرش سے اونچا	کہ سیو بچا تیرے کندھے پر قدم شاہ رسالت کا

اور نیز روایت ہے کہ جب پیغمبر حق شب معراج رونق افزائے زیر عرش بریں ہوئے تو عرش کو نہایت اونچا اور بلند دیکھکر منتظراً ما و اٹھی ہوئے کہ اس اثنا میں روح پر فتوح حضرت غوث الاعظم نے حاضر ہوکر گردن جھکائی اور عرض کی کہ سوار ہوجیے جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ تو کون ہے انت عرض کی کہ انا ولدک عبدالقادر چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہِ محبت قدم شریف دونوں مبارک آنحضرت پر رکھا اور کما قدمی علی رقبتک وقدمک علی رقاب جمیع اولیاء اللہ تعالےٰ

اور نیز بعضے سادات صوفیہ سے روایت ہے کہ فرمایا غوث الاعظم نے کہ لما شرف اللہ روحی فی لیلۃ المعراج برؤیۃ جدی رسول اللہ وحبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واطلعنی علی ما الھمہ تعالی قال یا محمد اعلمت من ھذا الرجل فقال یا رب انت اعلم منی بذلک فقال سبحانہ وتعالی شانہ ھذا ولدک من نسل المحسن واسمہ عبد القادر جعلہ محبوبی بعدک وسیکون شانہ بین الاولیاء کشانک بین الانبیاء فقال لی یا ولدی وقرۃ عینی قد طاب قلبی برؤیتک وطاب خاطرک برؤیتی انت محبوب اللہ ومحبوبی ووارثی من بعدی فی مقام ولا نبی وضعت قدمی ھذا علی رقبتک وقدمک علی رقاب جمیع اولیاء امتی

اور کتاب لطائف لطیفہ میں جو کہ تصنیف عمدہ خلفائے خاندان غوثیہ خواجہ کمال الدین بن فتح اللہ خواجہ عبداللطیف بغدادی ہے لکھا ہے کہ معراج کی رات میں روح پر فتوح حضرت سلطان محبوبان شاہ مجذوبان غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی بغلبۂ شوق ومشاہدہ جمال باکمال خاتم المرسلین اپنے مقام سے کہ منتہائے مقام ولیاء اللہ تھا انتقال فرماکر اور تجسد بجسد لطیف ہوکر براہِ حصول ملازمت کیمیا خاصیت آنحضرت معدن برکت کے بمقام معراج حاضر ہوئی اور قدم مبارک آنحضرت کے دونوں شریف پر اٹھاکر بمقام عرش پہونچایا اُسوقت ہاتف غیب سے ندا ہوئی کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے قدم کے نیچے یہ روح کسکی ہے جواب دیا نام نامی اسکا عالم الغیب جانتا ہے مگر اتنا معلوم ہے کہ دل ہمارا براہِ محبت اس شخص کے ایسا راغب ہے کہ دل سے

پیار کرتے ہیں اور اس شخص کے سینہ بے کینہ سے ہمکو بوی محبت آتی ہے ارشاد ہوا کہ یہ شخص فرزند دلبند آپ کا ہے نسل امام حسن بن علی ابن ابی طالب سے اور نام نامی ہمنے اسکا عبدالقادر رکھا اور کیا ہمنے اوسکو ولی دنیا اور آخرت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطاب آلہی سنکر سجدہ شکر ادا کیا اور آن جناب رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ولدی قد طاب خاطری برؤیتک وطاب خاطرک برؤیتی وانت محبوب اللہ ومحبوبی وخلیفتی وقدمی حلی اعلی رقبتک وقدمک علی رقاب جمیع اولیاء اللہ تعالی لا اعلم او ازانوار نور روشن شدہ از قدم

نام نامی تو شدہ ورد زبان ہر دم	مصطفے پائے مبارک بنہد بر دوشت	پس چرا تو نہی بر سر ارباب قدم

اور کتاب حرزالعاشقین مین شیخ الامام فریدالعصر وحیدالدہر شیخ رشید بن محمد عیدی رحمۃ اللہ علیہم تحریر فرمایا ہے کہ شب معراج واسطے سواری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے براق برق رفتار حاضر ہوا تو وقت سواری براق نے قدرے تندی کی تو جبرئیل علیہ السلام نے باواز بلند براق پر جھڑکی کی اور فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین امام المرسلین شفیع المذنبین تجھ پر سوار ہوتے ہین پس وقت موقع شکر ہے نہ تندی کا باستماع اس بات کے براق زار زار رونے لگا اور عرض کیا کہ آج کے دن رسول اللہ مجھ ناچیز براق پر سواری فرماتے ہین اور بروز قیامت مجھسے زیادہ حسن کے براق دروازہ جنت پر موجود ہونگے ایسا نہو کہ اسوقت آنحضرت سوائے میرے اور کسی براق خوبصورت کی طرف میل فرماوین تو اسوقت مجھ مہجور مغموم کا کیا حال ہوگا۔ آج کے روز مجھسے عہد واثق کر اسکا ایفا بروز قیامت کے ہووے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ فرط عنایت ایک ضرب دست مبارک کی اسکی گردن پر ماری اور فرمایا کہ یہ نشان ہماری ہاتھ کا تیری گردن پر بروز قیامت بصورت آفتاب روشن ہوگا اور سواری ہماری تجھہی پر ہوگی براق بہ اشتیاق یہ دلجوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنکر ایسا پھولا کہ چالیس گز زیادہ قد سابق سے ہوگیا اسوقت شہسوار میدان نبوت نے بسبب بڑھ جانے براق کے سواری مین قدری توقف فرمایا تو فوراً روح پرفتوح غوث الاعظم حاضر ہوئی اور گردن جھکا کے عرض کیا کہ یا سیدی ضع قدمک علی رقبتی واركب

شعر: بر زیر قدمت مے نہم و مے نازم	چشم بد دور کہ امشب شب معراج منست
شعر: گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی شعر مولف
آئیے کیجئے کرم رکھیے قدم سر پر مرے	آپ کی خاک قدم سرمہ ہے میری آنکھ کا

چنانچہ جب استدعائے جناب محبوب الٰہی حضرت رسالت پناہی دوش پر آپکے سوار ہوئے اور فرمایا ولدی قدمی علی رقبتک وقدماک علی رقاب جمیع اولیاء اللہ تعالیٰ

تنبیہ پس واضح ضمیر محبت تخمیر مریدان جناب غوثیہ ہو کہ احوال سواری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدوش مبارک جناب غوثیہ بشب معراج سنکر تعجب نہ کرنا چاہیے کیونکہ ایسے واقعات اور بھی بشب معراج بہت وقوع میں آئے ہیں کہ جناب پیغمبر علیہ صلوات الملک الاکبر نے بشب معراج بہشت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ موذن کو سیر کرتے ہوئے دیکھا اور حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو بمقام مقعد صدق عند ملیک مقتدر بخواب راحت پایا اور سماۃ غمیصا بنت ملحان اور منکوحہ ابی طلحہ کو بہشت میں موجود پایا اور نیز روایت ہو کہ شب معراج جناب سید المرسلین نے موسےٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور موسےٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسوقت فرمایا کہ کوئی شخص علمایان امت اپنی سے طلب کیجیے کہ اسوقت وہ مجھسے دو سخن کرے آنحضرت نے روح امام محمد غزالی کو کہ حاضر تھی حضرت موسےٰ کے سامنے حاضر کیا اول فیمابین السلام علیک ہوئی من بعد جناب موسےٰ نے امام صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ما اسمک امام صاحب نے جواب دیا کہ محمد بن محمد الغزالی حضرت موسےٰ نے فرمایا کہ تمنے فقط تمہارا نام پوچھا ہی تمہارے باپ کا نام استفسار نہیں کیا باپ کا نام کہنے سے کیا فائدہ تھا امام صاحب نے جواب دیا کہ حق تعالےٰ نے آپ سے دریافت فرمایا تھا کہ ما تلک بیمینک یا موسیٰ اُسوقت آپنے جواب دیا تھا کہ ہی عصای اتوکؤ علیہا واھش بہا علی غنمی ولی فیہا مآرب اخریٰ اگر آپ فقط لفظ عصا ہی فرما دیتے تو جواب سوال کافی تھا اتنی تقریر زائد بلا دریافت الٰہی آپنے کسواسطے فرمائی تو موسےٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھسے ازجانب الٰہی سوال ہوا تھا کہ ما تلک بیمینک یا موسےٰ مجھے یہ جانا کہ سوال مرحمتیہ

عالم الغیب و الشہادۃ نہین ہی بلکہ بحبت استیناس دل ہمارے کے ہی پس باقتضای حال و مقام یہ کلمات سب تمنے زیادہ بیان کیے امام صاحب بولے کہ جب آپنے مجھکو واسطے کلام کے طلب فرمایا تو مین نے بھی باظہار حال اپنے یہ کلام کہے تو سے علیہ السلام نے یہ جواب امام صاحب کا سنکر سکوت فرمایا اور لاجواب ہوگئے جناب رسالتمآب نے بمشاہدہ اس دلیری اور جسارت امام صاحب کے اپنے عصاے مبارک سے اشارت خاموشی کی کی کہتے ہین کہ جب امام غزالی قدس سرہ العالی نے دنیا مین ظہور کیا تو وہ نشان عصاے آنحضرت کا جسم شریف امام صاحب پر نمایان تھا اور فرمایا قدوۃ الاولیاے دین رہبر دین متین شیخ نظام الدین گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے شب معراج جب جناب پیغمبر خدا براق برق رفتار پر سوار تھے اسوقت غاشیہ مبارک جناب کا میرے دوش پر تھا اور مین بجانب راست آنحضرت کی ردلی مین تھا

غزل من مؤلف عفی عنہ

اے دلا کن ورد نام غوث اعظم دمبدم
تا شود دور از دلت درد و الم غم دمبدم

ہان زجام عشق معشوق الٰہی مست شو
مے درین کو مے دین ہر آن ہر دم دمبدم

گر تو میخواہی کہ گردے سرور ہر دو سرا
گردن خود پیش آن سرکار کن خم دمبدم

سرمہ کن در چشم خاک آستان مے دین
یاد کن باشوق دل از چشم پرنم دمبدم

ترور از کمترمریدان جناب پاک تست
کن نظر برحال او یاغوث اعظم دمبدم

مناقب دوم در اظہار کرامات تولد آن جناب کرامت مآب رضی اللہ عنہ

راویان شیرین کلام و حاکیان صداقت التیام روایت کرتے ہین کہ محبوب سبحانی و مرغوب ربانی قدس اللہ باسرارہ السامی بتاریخ اول ماہ رمضان المبارک سنہ چار صد و ہفتاد و یک ہجری مقدس تولد ہوے اور شب تولد آنحضرت کے کہ شب معراج اولیاء اللہ تھی پانچ کرامات آن پاک ذات کی وقوع مین آئین۔ اول یہ کہ اس رات روح پر فتوح خاتم النبیین مع ارواح جمیع صحابہ کبار و صغار و اولیاے نامدار رونق افروز خانہ کرامت نشان آن ولی زمانہ ہوے اور والدین

شریفین آن نور عین حسنین کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ یا ولدی یا ابا الصالح نعطاک الله تعالی ابنا صالحا وھو ولدی ومحبوبی ومحبوب الله تعالی سبحانہ الله وتعالی بشانہ وسیکون لہ شان عالی فی الاولیاء والاقطاب کشانی فی الانبیاء و الرسل فی الدنیا والاخرۃ دوم شب تولد آنحضرت شہر عالیشان گیلان مین کوئی دختر تولد نہوئی اور جسقدر پسر پیدا ہوے کلھم اولیاے عصر وولی زمانہ ہوے اور تمام اوسکے اُس رات شہر گیلان مین ایک ہزار ایک سو پیدا ہوے اور حضرت شیخ عیسی برہان پوری تحریر فرماتے ہین کہ جب نطفہ مقدس جناب غوث الاعظم نے صلب والد ماجد سے رحم والدہ معصومہ مین قرار پکڑا جناب الٰہی جلشانہ نے بخاطر خوب مرغوب اپنے کے صدہا نطفہ اولیاء اللہ پشت پدر کیطرح رحم مادر مین قرار دیا کہ یہ اولیا آپکے ہمعصر اور ہم عہد ہون اور لائق صحبت آن جناب ہو کر فیض اتم حاصل کرین تیسرے یہ کہ شب تولد آنحضرت ملائکان ہفت آسمان و زمین بارگاہ جناب رسالت مآب بجناب فیض نشانہ آنحضرت پر حاضر ہوے اور والدین عالیین آنحضرت کو بشارت دی کہ اولیاء الاولین و آخرین تمہارے فرزند ارجمند سعادت پیوند کے تحت الحکم ہونگے اور گردن اولیاے کرام پر قدم انکا رکھا جاویگا نافرمان اور راندہ انکا راندہ درگاہ اللہ جلشانہ ہوگا چوتھے آنحضرت شب غرہ رمضان تولد ہوے اور تمام ماہ تک بجز وقت افطار روزہ شیر اپنی والدہ کا نہ پیا بلکہ تاسن شیر خوارگی یہی وتیرہ آنحضرت کا جاری رہا پانچوین یہ کہ عین تولد سے نقش قدم مبارک آن سرور رسالت مآب دوش مبارک آن جناب پر عیان بلکہ بصورت ماہ شب چہاردہم درخشان تھا کہ شب معراج روح پر فتوح آن جناب نے جناب خاتم المرسلین کو اپنے دوش مبارک پر اٹھا کر مقام عرش معلی پہونچایا تھا اور ولایت باسعادت آنحضرت کی شہر عالیشان گیلان مین وقوع مین آئی اور شہر گیلان ایک شہر ہے بفاصلہ سہ روزہ راہ شرف البلاد بغداد سے اور بوقت تولد آنحضرت کے والدہ ماجدہ آپ کی بعمر ساٹھ برس کی تھین ایسے سن مین تولد ہونا آن جناب کا گویا یہی کرامات آن جناب مین داخل کہ بالکل ایام یاس مین اور چہرہ مبارک آنحضرت کا ایسا خوبصورت آفتاب روشن تھا کہ کیسا ہی

مرد پُر دل اور پُر حوصلہ ہو کر خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوتا تو مارے رعب کے اسکو تاب گفتگو نہ تھی

فرد از مولف

ہو جسکے سامنے بیتاب آفتاب کی تاب	یہ تاب کیا ہے مقابل ہو ماہتاب کی تاب

غرض کہ حُسن یوسفؑ اور اخلاق محمدیؐ اور صدق صدیق اکبرؓ و عدل عمرؓ و حلم عثمانؓ و شجاعت حیدریؓ کلہم اُنکی ذات بابرکات مین جلوہ گر تھے

غزل من مولف عفی عنہ

غوث دین بحر کرامت کے گہر پیدا ہوے	واہ کیا چرخ نبوت پر قمر پیدا ہوے
ہین ثناخوان جسکے سارے وحش و طیر و انس و جان	کیا ہی ذیشان یہ ضیغمِ جن و بشر پیدا ہوے
حُسنِ یوسفؑ خُلقِ احمدؐ اور شجاعت حیدریؓ	وصف سے تھے جتنے سو انمین سر بسر پیدا ہوے
تھے شہِ مردان علے مرتضےٰ شیر خدا	غوث اعظم محی دین جسکے پسر پیدا ہوے
ہے تنِ تنہا یہ خسرو الغیاث اے شاہِ دین	ایک تن ہی جیسے سورج و ضر پیدا ہوے

مناقب سوم در ذکر طعام و شراب عادات آنحضرت رضی اللہ عنہ

کتاب بدایۃ الاحوال مین تحریر ہے کہ جناب محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی کو کبھی ایسا اتفاق ہوجاتا تھا کہ چالیس سیر آرد گندم اور گوشت کامل گاؤ کا تناول فرما لیتے تھے اور باوجود نوش جان کرنے اسقدر طعام بکثرت کے پھر بھی آپکو حاجت قضاے حاجت در بول کی نہین ہوتی تھی کیونکہ آتش عشق الٰہی اسقدر آپکے سینہ بے کینہ مین جوش زن تھی کہ سب کا سب کھانا جل کر بھسم ہوجاتا تھا اور کبھی ایسا موقع بھی وقوع مین آجاتا تھا کہ ایک ایک ہفتے تک حالت صوم مین گذر جاتا اور یہ بھی قاعدۂ مستمرہ اور عادات معہودہ تھے کہ آپ ہر نماز کے وقت غسل تازہ اور وضو جدید فرماتے تھے کبھی تمام عمر مین ایسا اتفاق نہوا کہ آپنے بے وضو تازہ و غسل جدید اداے صلوۃ کیا ہو اوقات شبانہ روز آپکے منقسم تھے جس جس وقت مین جو جو انتظام مقرر تھا وہی پیش تھا اُسیوقت ہوا کرتا تھا اور اکثر اوقات آپکے شب و روز مین اداے نوافل اور ذکر الٰہی مین

صرف ہوتے تھے اور لباس مبارک آپ کا بھی نہایت عمدہ اور پاکیزہ اور بیش قیمت اور لطیف ہوا کرتا تھا اور کبھی کوئی پوشاک ایک روز سے زیادہ آپکے بدن پر نہیں رہتی تھی اور سوداگر اور تجار اقلیم دور دور سے پارچہجات عمدہ اور لباسہاے بیش قیمت آپ کے واسطے لایا کرتے تھے اور تمام عمر بھر میں آپنے کبھی پشت پر تکیہ ہو کر اجلاس نہیں فرمایا تھا اور اشیا معطر سے آپکو نہایت شوق تھا کہ ہنگام مصروفیت عبادت جسم شریف و لباس کو اس قدر عطر لگایا جاتا تھا کہ تمام مکان عالیشان مدرسہ معطر ہو جاتا تھا اور اکثر یہ شعر آپ کی زبان حق ترجمان پر رہتا تھا شعر

ہزار بار بشویم زبان بعطر و گلاب	ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

اور بعض اوقات یہ کلمات مسرت سمات بھی فرمایا کرتے تھے۔ قوت قلوب المساکین کا حول ولا قوۃ الا باللہ وقوت قلوب العاشقین لا الٰہ الا اللہ

غزل من مؤلف عفی عنہ

اے ز نور روے تو روشن شبستان رسول	اے ز سرو قد تو زیبا گلستان رسول
دست تو پر از مراد و جہان شد از علیؑ	دامنت شد پر گہر از فیض دامان رسول
قرۃ چشم حسنؑ فرزند دلبند بتولؑ	غنچہ خوش رنگ و خوشبوے زبستان رسول
سید والا مناقب فخر اولاد علیؑ	بیش قیمت گوہر پر نور از کان رسول
رحم کن بر حسرو زار مرید کمترین	چون زدم از صدق دل دستی بدامان رسول

مناقب چہارم در بیان ہونے ندائے غیب آنحضرت رضی اللہ عنہ کو بعالم طفولیت درباب اختیار کرے درجہ عاشقی و معشوقی کے

شاہدان راست گفتار و راویان صدق شعار بیان طراز ہیں کہ جناب سلطان العاشقین والمعشوقین محبوب رب العالمین قدس اللہ سرہٗ ایک روز بعالم طفولیت بصحبت دولت خانہ فیض کاشانہ طفلان ہمعصر سے متوجہ تھے کہ ناگاہ ایک آواز نہ فیض انداز ہاتف غیب سے گوش حق نیوش جناب میں

پہونچا کہ اے محبوب مرغوب معشوق مطلوب عاشقی و معشوقی سے کونسا رتبہ آپکی پسند خاطر فیض مآثر ہے
اسکی درخواست کرو کہ درگاہ عالم پناہ ہماری سے عطا ہو چنانچہ ایسی ہی صدا مکرر سہ کرر ہوئی تو آپ وہ
ہوے بحضور ام الخیار عالی تبار بلند وقار اپنی والدہ ماجدہ کے تشریف لے گئے اور کہا کہ مجھکو درگاہ
والا جاہ الٰہی سے ایسا ارشاد ہوتا ہے جو کچھ جواب لائق اور مناسب حال ہو فرمائیے کہ درخواست کیجاوے
والدہ معصومہ نے جواب دیا کہ اگر اب کی پھر ایسا ہی ارشاد ہو تو رتبہ معشوقی کی درخواست کیجیو یہ سخن والدہ
مہربان کا سنکر آنحضرت متبسم ہوے اور فرمایا کہ مجھ بندہ حال پراگندہ کو کیا ایسا رتبہ حاصل ہو کہ جناب الٰہی سے
درخواست معشوقی کی کروں اور ذات کبریا کو اپنے جسم خاکی کے عشاق میں سے نسبت کروں فرد از مؤلف

راضی ہوں میں جو حق کی رضا مجھپہ ہو سو ہو ۔۔۔ چاہے کرے جو آپ خدا مجھپہ ہو سو ہو

ام المومنین یہ تقریر دلپسند جناب پیران پیر کی سنکر نہایت خرسند ہوئیں اور دونوں ہاتھ اٹھا کر حضرت
کے حق میں دعاے خیر کی ہنوز دعا سے فراغت نہیں ہوئی تھی کہ پھر ہاتف آسمانی سے ندا ہوئی کہ
یا محبوب سبحانی درگاہ ربانی سے آپ کو رتبہ عاشقی و معشوقی دونوں عطا ہوے اور غوث الاعظم
محی الدین آپ کا خطاب باصواب مقرر ہوا ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

غزل من مؤلف عفی عنہ

عاشق و معشوق دونوں رتبہ ملا آپ کو ۔۔۔ ملگیا اللہ سے رتبہ دوبالا آپ کو
آگیا جو صدر تیرے پہونچا وہ برعرش بریں ۔۔۔ پایۂ عالی ہے پایا جس نے پایا آپ کو
فرق کیا ہے باپ اور بیٹے میں از راہ یقین ۔۔۔ کی زیارت مصطفٰے کی جسنے دیکھا آپکو
ایسے رتبے کا کوئی پھر کون شایان ہو سکے ۔۔۔ کہتا ہے محبوب اپنا حق تعالٰی آپ کو
وقت مشکل کون ہے مشکلکشا تیرے بغیر ۔۔۔ سرور ابیدل نے اچھا آزمایا آپ کو

مناقب نجم در بیان قیام آنجناب ولایت مآب بروز میثاق صف اول انبیا میں اور قیام کرنا حسب الارشاد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم صف دوم اولیاء اللہ میں

کتب معتبر و رسائل متقدمین میں لکھا ہے کہ بعد خلق کل عالم ارواح بنی نوع انسان بروز میثاق بحکم حق تعالے ملائکان ملأ اعلیٰ نے کل ارواحوں کو بحضور خالق اکبر صفین باندھکر کھڑا کیا تو ارشاد ہوا کہ ان ارواحوں کی تین صفیں مقرر ہوں صف اوّل میں کل ارواح طاہر انبیاء کرام دوم میں اولیا و ذوی الاحترام سوم میں عوام قیام کریں جب صفیں قائم ہوئیں تو روح پاک جناب غوثیہ صف دوم میں سے نکلکر صف اوّل انبیا عظام قائم ہوئی ملائکے روح آن جناب کو صف اوّل میں سے نکال کر صف دوم میں کھڑا کر دیا مگر آنحضرت پھر وہاں سے نکلکر صف اوّل میں کھڑے ہو گئے جب اسی طرح تین دفعہ یہ واقعہ وقوع میں آیا تو چوتھی دفعہ کارپردازان الٰہی نے صورت حال بحضور جناب رسالت مآبؐ یہ عرض کی آنحضرتؐ متبسم ہوئے اور دست مبارک بازوے شریف آن جناب کا پکڑ کر آپ کو صف صدیقان و محبوب الٰہی میں قائم کیا اور فرمایا کہ اے نور العین آج بامر رب العالمین آپ کا مکان عالیشان یہی ہے جہاں آپ کو قائم کیا مگر بشارت ہو آپکو کہ بروز قیامت آپ ہمراہ ہمارے بمقام ذوی الاحتشام مقام محمود ہونگے **فرد من مؤلف**

واہ واہ بیٹے کا . تہا وردرجہ آپکا	باپ کی پیغمبری نور ولایت آپ کا

غزل من مؤلف عفی عنہ

محی دین ہے پیشوا کل زمرۂ اسلام کا	وہ مکرم مقتدا ہے کل ذوی الاکرام کا
کون ہمسر ہو بھلا اُس سرور کونین کے	کونسا نامی ہے جو لائق ہو ایسے نام کا
بادۂ عرفان سے تا لب وہ لبالب ہو گیا	فضلہ خور ہے جو کہ اسکے معرفت کی جام کا
چشم میں دور ایسے چشمہ حیوان سے ہو	ہے جو چشمہ ایک جائے چشم خاص و عام کا
ہو گیا اسمر ور جو خاک آستان محی دین	کام دل حاصل ہوا اُس سرور ناکام کا

مناقب ششم دربیان ظاہر ہونے کشتی مغرق وقتیکہ بیرون زد البغداد غوث الاعظم رضی اللہ تعالے عنہ

راویان صادق و مخبران واثق سے روایت ہے کہ وہ درّ یتیم خزانۂ رسالت و در گوہر دریائے غوث محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی ایک روز شہر سے باہر تشریف لے گئے چنانچہ سیر کرتے ہوئے دو تماشائے قدرت وحدت دیکھتے ہوئے فائز لب دریا ہوئے اور کنارہ دریائے پر آپ آتے ہی جلوہ گر ہو کر دریائے

عرفان الٰہی میں غوطہ زنی شروع کی ناگاہ چند عورات نیکذات سکنائے دیہہ سبوچہ ہائے آب سر پر رکھے ہوئے واسطے لینے پانی کے دریا پر آئیں اور ہر ایک عورت دریا سے اپنے اپنے سبوچہ آب پر کرکے روانۂ خانہ ہوئی سوائے ایک عورت پیر زالہ کے کہ اُسنے اپنا سبوچہ پر کیا اور کنارے پر رکھکر اور چادر منھ پہ کھینچکر نالہ جانکاہ شروع کیا چندان قلق و اضطراب و زاری کی کہ زہرۂ ماہیان اُسکے نالہ و فغان سے پانی ہوگیا اور دل مرغان آبی اُسکی صلے دل سوز سے کباب ہوا اور بزبان حال یہ اشعار پڑھتی تھی

غزل من مؤلف عفی عنہ

ہجر میں اپنے ہماری بیقراری دیکھیے
چشم پرنم کی ہماری اشکباری دیکھیے

دن تو غم میں کٹ گیا پر اب اندھیری ہے تیز
دیدۂ بیدار کی اختر شماری دیکھیے

فرقت درد و الم غم حالت ابتر مری
اشک آہ و اضطراب و گریہ زاری دیکھیے

اب جو آنا ہو اگر جانان تو آ وقت ہے
اپنے بسمل کے جنازے کی تیاری دیکھیے

سنگ غم چھاتی پہ رکھتا ہوں مری تیرہ نظیر
آئی ہے اور یہ مصیبت مجھ پہ بھاری دیکھیے

ابر سے برسے ہیں گوہر دیدۂ پر آب سے
چشمۂ چشموں سے سیل اشک جاری دیکھیے

سرور بسمل کی حالت دیکھیے مت ان کو
خنجر ابرو کی اپنے آبداری دیکھیے

جب اُس پیر زالہ کہن سالہ کی بیقراری و آہ و زاری بدرجۂ نہایت پہونچی تو صدائے واویلا اُسکا گوش فریاد نیوش آنحضرت کے پہونچا تو آنجناب بملاحظۂ حال پر ملال اُس دل کباب کے حیرتمند ہوئے کہ آیا کس ظالم اظلم نے اسپر دست تظلم دراز کیا اور کس سنگدل سخت جگر نے سنگ ستم اسکے سبوچہ کو لیر مارا ہے کہ یہ پیر زال بدینحال پامال رنج و ملال ہو رہی ہے یہ خیال کرکے آپنے ایک اصحاب بمراد دریافت حالت خراب اُسکے پاس بھیجا جب وہ کس اُس بیکس کے پاس گیا تو پیر زالہ سے حالت پر آفت اُسکی دریافت کی اور واپس ہوکر عرض کی کہ اے فریادرس مظلومان اے بشارت وہ غمومان اس پیر زالہ کے حال پر یہ وبال آیا ہوا ہے کہ اِسکے گھر میں ایک ہی لڑکا تھا جوان کہ حسن و خوبی و صورت محبوبی رکھتا تھا ایک روز یہ عورت آرزو و ہوس دل لیے اپنے فرزند کی شادی کرکے اپنے گھر کو آتی تھی جب بکنارۂ دریا پہونچے تو مع دولھا اور دولھن اور براتیان کہ باشان و

شوکت و اسباب حشمت کشتی پر سوار ہوے جب کشتی دریا سے گذر کر قریب کنارہ پہونچی تو یکایک
گرداب میں آگئی اور چکر کھاکر تہ دریا میں بیٹھ گئی ہر چند ناخداؤں نے کوشش کی مگر خدا کی تقدیر سے کچھ
پیش نہ چلی سواے اس پیرزال کے ناپیدا کنار اجل سو کوئی نہ بچا اُس روز سے یہ پیرزال بحال پرملال
ایک گاؤں میں متصل کنارہ دریا کر رہتی ہو اور ہر روز بہانہ لینے پانی کے اس مقام پر آکر جو جگہ یار کا ماتم کرتی ہو غرضکہ
عرصہ بارہ سال ہو یہ پیرزال ایسے ہی حال سے زندگی بسر کرتی ہو مطلع فراق درد الم غم ستم ہوں جسپہ پانچ ما
پھر اُسکا حال ہو گیا تو ہی اپنے جی میں جانچ ، جب محبوب سبحانی اضطراب و پریشانی پیرزال سے مطلع
ہوئے تو دریاے رحمت جوش زنی میں آیا اور فرمایا کہ اسکو رونے سے منع کرو اور کہو کہ مطلب تیرا ابھی حاصل
ہو گا چنانچہ وہ شخص پیرزال کے پاس گیا اور زبانی آن جناب کے پیغام پہونچایا مگر اُس عورت کے دل اشتیاق
منزل کو کچھ تسلی نہوئی اور پہلے سے زیادہ داد و فریاد شروع کی اُس شخص نے پھر حاضر حضور
ہو کر عرض کی کہ اے مرہم پاش زخم دلفگاران وائے راحت بخش جان دردمندان آتش فراق جو مجمر سینۂ اُس
مہجور کے مشتعل ہو تسلی اُسے زبانی سے فرو نہیں ہوتی جب تک کہ آپ الطاف مہربانی سوزش نہانی و شعلۂ جانی
اُسکے کو سرد نہ کرینگے تو نوحہ جانکاہ اُسکا موقوف نہیں ہوگا باستماع اس سخن آنجناب نہایت جوش میں آکے اور
باواز بلند فرمایا کہ اس عورت کو تسلی دو کہ اسیوقت لڑکا تیرا مع اپنی منکوحہ اور براتیاں کے اُسی شان
شوکت سے جیسے کہ غرق دریا ہوے تھے نکلتا ہو منتظر عنایت بےغایت الٰہی ہو کر خاموش رہ جب پیغام
زبانی آن قبلۂ انام اُس نیک انجام کو پہونچا تو خاموش ہو کر منتظر ایفاے وعدہ ہوئی کہ کب کشتی مغروقہ اُس
نامراد کی بساحل مراد پہونچتی ہو اور کب دیدہ بے نور اُسکے دیدار نور العین سے منور ہوتے ہیں ادھر آنجناب
ولایت مآب نے دست دعا بجناب کبریا اُٹھا کر عرض کی کہ کشتی ڈوبی ہوئی اس غریق دریاے غم کی بجنسہ
بساحل پہونچے چنانچہ باوجود عرصہ ایک ساعت کا اثر دعا کچھ ظہور میں نہ آیا اسیطرح مکرر سہ کرت بدعا
والتجا پہونچی تو محبوب سبحانی نے بجناب الٰہی ناز محبوبانہ شروع کیے ارشاد ہوا کہ اے محبوب غوث یہ مقدر
توقف اس کام میں بسبب تغافل نہیں بلکہ براہ حکمت ہو کار ہائے جناب الٰہی سب بسہولت ہوتے ہیں نہ
بتعجیل اگر ہم چاہتے تو زمین و آسمان مافیہا کو ایک طرفۃ العین میں مخلوق کر دیتے مگر یہ بھی براہ حکمت بقدر چھ یوم

پیدا ہوئے تاکہ لوگ جانیں کہ جناب الٰہی میں تعجیل بکار نہیں تسہیل مطلوب ہے اور عرصہ بارہ سال سے یہ کشتی غرق تھی تو سب اہل کشتی سب کے سب طعمۂ ماہی و نہنگ ہو چکے تھے تو تجھ محبوب کی خاطر سے کل اجزاء جزو و کل اہل کشتی کے جمع کیے گئے اور اجساد ہر ایک بارگ و پوست و استخوان و عضلات و اعضاء و امعا مرتب کر کے روح حیوانی کو اُس میں داخل کیا گیا اور اتنے عرصے کے مردوں کو اسقدر توقف میں پھر کسوت حیات پہنائی گئی اب قدرت مجھ قادر حقیقی کی دیکھیے ہنوز آن جناب یہی کلام فیض التیام میں مصروف تھے کہ یکا یک دریا نے جوش مارا اور کشتی اُسی مقام سے کہ جہاں غرق ہوئی تھی اسی شان سے نمایاں ہوئی از مولف

کشتی جو ہوئی غرق تھی سالم نکل آئی		ویسی ہی بحکم شہ عالم نکل آئی	

پیر زال بعاینۂ اس حال کے ایسی پھولی کہ عنقریب بغرۂ فرحت شادی مرگ ہو جاتی اور تشکل اپنے فرزند اور بہو کی دیکھکر بے ہوشانہ قدم مبارک آنحضرت پر گر پڑی اور عرض کی میں مولف

قادرا قدرت تمہاری ہر چہ خواہی آن کنی		مردہ را جانے بہ بخشی زندہ را بے جان کنی	

غزل از مولف کتاب

دل سے اپنے جو بس ترا نکالے
ایک ہی دم میں ولیا بنجائے
نام لیوا جو ہو تیرا حضرت
دُرِ خوشرنگ بے بہا بنجائے
خادمِ آستانِ محی الدین
محی دین جسکا ناخدا بنجائے

خاک ہووے تو کیمیا بنجائے
گر گدا ہو تو بے شہنشاہی
مظہرِ نورِ کبریا بنجائے
ہو جو محتاج تاج بے آکر
سارے عالم کا پیشوا بنجائے
وہی ستہ ورد سرور عالم

صدق دل سے جو پکڑے تیرو قدم
ہو رہے پر جو ہو ہما بنجائے
قطرہ آوے جو اس سمندر میں
ہو جو مفلس تو وہ غنا بنجائے
یار ہو کشتی مراد وہیں ؟
جو کہ اُس شاہ کا گدا بنجائے

مناقب معظم و بیان سلطان عمومے ایک طبیب یہودی کی بملاحظہ قارورہ آنحضرت رضی اللہ عنہ

روایت ہے کہ جناب سلطان الاولیا ملک الاصفیا قرۃ العین حضرت مصطفےٰ نور عین المعظم غوث الاعظم ایک وزبا قتضائے عالم بشریت بعارضہ بدنی بیمار ہوئے تو مریدان باارادت نے یہ تجویز کی کہ کسی معالج ظاہری کو آنحضرت کے علاج کیواسطے طلب کیا جاوے اور چند خادمانِ عالیشان براہ حصول اجازت طلب طبیب بحضرت بامکنت

آنحضرت کے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے طبیب دردمندان محبت ای معالج کسلمندان مودت اگر ارشاد فیض بنیاد حاصل ہو تو ایک طبیب کو حضور کے معالجے کے واسطے طلب کیا جاوے آپنے متبسم ہو کر فرمایا کہ عارضہ جسم مبارک مین جانب کو جیسیان ظاہر ہے کچھ کام نہین مصرع درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست اتنے مین آپ کو حاجت بول کی ہوئی تو ایک خادم ہوا خواہ نے بجائے بول طشت زرین رکھدیا اور بول قارورے مین ڈال کر بلا اطلاع آن جناب کے ایک طبیب یہودی کے پاس لے گیا طبیب نے قارورہ دیکھکر پوچھا کہ یہ قارورہ کسکا ہے خادم نے جواب دیا کہ یہ قارورہ ایک سید عالی درجت کا ہے اور نام نامی حضرت کا طبیب پر ظاہر نکیا طبیب بولا کہ ماہذا المرض الا مرض العشق لا لغیرہ اور فی الفور کلمۂ شہادت زبان صدق ترجمان سے پڑھکر مسلمان ہوگیا اور بولا

غزل من مؤلف عفی عنہ

مرید غوث اعظم ہون مین ہی اسلام دین میرا
محبت کا کھلا دروازہ از روے یقین میرا

کہاں تک مین کہون کسکو مین اپنا حال پر حیرت
کوئی فریادرس یا غوث محی الدین نہین میرا

مرے سینے پہ کردو نقش تم اسم محی الدین
کہ روشن ہو تمہارے نام سے دل کا نگین میرا

مثال ابر دھو دیجیے گا یا حضرت سیہ نامہ
بحق رحمت عالم شفیع مذنبین میرا

بس اس خاکی کی رکھلو آبرو یا شاہ گیلانی
کہ ہی یہ نفس و شیطان ایک دشمن در کمین میرا

ثناخوان ہون مین جون فریاد حضرت غوث اعظم کا
سخن ہر اک ہے شیرین اب تو مثل انگبین میرا

ترا دامن ہی پکڑا سرور بیدل نے اے حضرت
ذرا دیکھ تک لیجیے پردہ بزیر آستین میرا

جب یہ خبر حیرت اثر مردمان اقارب و قبائل طبیب کو ہوئی تو ناگاہ وخیزان اس مقام پر آ پہونچے اور حکیم جی سے حال واقعہ دریافت کیا تو حکیم فہیم نے جواب دیا کہ قارورہ حاضر ہے دیکھو کہ اصل تعبیر ظاہر ہو جاوے جب سبنے ملکر قارورہ کی طرف ایک نظر دیکھا تو بلا توقف کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان پر لائے اور بشرف اسلام ہوئے غرضکہ جس کا فرو گمراہ نے ایک ایک نظر دیکھا ہدایت آن ہادی مطلق راہ ہدایت پر آکر ولی ہو گیا چنانچہ چار سو آدمی زن و مرد اقارب و ہمسایگان طبیب مجیب سے

مسلمان ہوئے اور الغیاث الغیاث کرتے ہوئے بدر وازہ فیض انداز کا آنحضرت حاضر ہوکر بخادمیت آن حضرت سعادت دارین کو پہونچے اور محبوبِ سبحانی نے ان سبکو دیدار نور بار سے منور کرکے ہر ایک کو بڑا لایت عنایت کیا

غزل از مؤلف عفی عنہ

معدنِ نورِ الٰہی غوثِ اعظم محی دین	اشرفِ کون و مکان مخدومِ عالم محی دین
زندگی دو جہان خواہی اگر اے مردہ دل	پس بگو از صدقِ دل ہر آن و ہر دم محی دین
بود جدش موجبِ پیدائشِ ہر دو سرا	عزت و ملک و ملک شد فخرِ آدم محی دین
نورِ پیدا اولیا از نورِ روئے خوب او	گشت تابان موجبِ خورشیدِ عالم محی دین
مصدرِ اعجازِ نبوت شد جنابِ غوثِ پاک	از کرامت ہائے حیدرؓ شد مکرم محی دین
غم مکن سرور تو ہرگز از جواد و نہاے چرخ	کے ترا دارد چنین پر درد و پر غم محی دین

منقبت ششم در بیان اوپر چلے جانے آنحضرت معدنِ برکت کی بطرف آسمان بعالمِ طفولیت گود دایہ کر سے

کتب معتبرین و روایات صحیحین میں آیا ہے کہ حضرت محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی قدس اللہ سرہ السامی جب ایام شیر خوری میں دایہ گرانمایہ کی گود میں تشریف رکھتے تھے ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آنحضرت دایہ بلند پایہ کی گود سے اڑکے بطرف آسمان چلے گئے یہانتک کہ قریب آفتاب کے جا پہونچے اور بشکل آفتاب و برو آفتاب کے پر توفگن ہوکر آسمان کو مطلع شمسین کر دیا اور آفتاب چہرہ جہانتاب آن جناب ایسا چمکا کہ نور علیٰ نور ہو گیا جب تھوڑی دیر گذری تو مراجعت فرما کر دایہ بلند پایہ کی گود میں آگئے دایہ گرانمایہ یہ حال پر ملال دیکھکر سخت گھبرائی مگر کسی سے یہ احوال حیرت مآل ظاہر نہ کیا جب آنحضرت شہر گیلان سے رونق افزائے بغداد ہوئے تو وہی دایہ حاضر خدمت فیضدرجت آنحضرت کے ہوئی اور زمین خدمت بلب ادب چوم کر عرض کی کہ حضرت آپ بعالم شیر خواری ایک روز میری گود سے اڑکر قریب آفتاب پہونچگئے تھے۔ اب بھی پھر کبھی ایسا اتفاق ہوا ہے یا نہیں فرمایا کہ ان دنوں میں وجود برکت اسکو دہارا تاب تجلیات ربانی نہیں لاسکتا تھا اور انوار تجلیات الٰہی ہمکو جذب کرکے اپنی طرف کھینچ لیتے تھے اب مشاہدۂ تجلیات کبریائی کی عادت روزمرہ ہوگئی ہے اور جانا ہمارا طرف آسمان کے ممکن نہیں بلکہ اب ہم انوار تجلیات کو جذب کرتے ہیں اور پہلے وہ ہمکو جذب کر لیتے تھے

اور یہی باعث ہمارے اُڑجانے کا بطرف آسمان کے تھا

غزل من مولف عفی عنہ

غوث اعظم پیشوائے دو جہان
مالک ملک و سرائے دو جہان
نور چشم مصطفےٰ و مرتضےٰ
زین سبب شد مقتدائے دو جہان

مقتدائے رہنمائے دو جہان
نور بخش آفتاب و ماہتاب
بود محبوب خدائے دو جہان
نام پاکش بر زبانہا ورد شد

خانہ دار خانہ پاک سے خلقے
گشت زو روشن ضیائے دو جہان
جسم پاک او سراپا نور بود
تا قیامت در سرائے دو جہان

کس ندارد حسرت بیکس کسے | غیر تو اے بادشاہ دو جہان

مناقب نہم دربیان ملنے بشارت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جناب باری جل جلالہ و عم نوالہ سے درباب تولد ہونے حضرت محبوب سبحانی کی اولاد امجاد حضرت امام ممدوح سے

ثنا گویان محبوب سبحانی و وصافان غوث صمدانی زبان حق ترجمان سے یون روایت کرتے ہین کہ ایک روز جناب امیر المومنین امام المسلمین مخزن اخلاق حسن امام حسن رضی اللہ عنہ نے کشف دل صفای باطن سے لوح محفوظ ملاحظہ فرمایا تو واضح ہوا کہ اولاد شریف سید الشہدا امام حسین علیہ السلام سے نو امام ذوی الاحترام پیدا ہونگے اور اپنی اولاد مین سے آپ کو فقط ایک ہی امام ذوی الاحتشام کا پیدا ہونا ملاحظے مین آیا یہ حال وہ صاحب کمال دیکھکر بدرگاہ لایزال متوجہ ہوے اور عرض کی کہ حضور نے میرے بھائی کی اولاد کو نو امام ہمام پیدا ہونا مقدر کیا اور بندے کی اولاد سے فقط ایک ہی امام کا پیدا ہونا تقدیر ہوا اس بات مین جو حکمت تجہ حکیم ازلی کی ہو اُس سے بندہ کو مطلع کیا جاوے ارشاد ہوا کہ آپکی پشت شریف سے ایک ایسا [illegible] گوہر خالص پیدا ہوگا کہ جسقدر اُن نو امام مین درجات و مراتب ہونگے وہ فقط اُس ایک کی ذات بابرکات مین جمع کیے جاوینگے اور نام نامی اسکا محی الدین عبد القادر جیلانی ہوگا اور بخطاب غوث الثقلین و غوث الاعظم سرفراز ہوگا اور قدم مبارک اسکا کل اولیاء اللہ کی گردن مبارک پر رکھا جاویگا اور ہماری جناب مین رتبہ محبوبیت کا پاویگا

غزل من مولف عفی عنہ

واہ واہ اللہ رے یہ جلال تیرا نور سے تیرے مہر تاباں ہے	حسن اور خوبی وجمال تیرا رخ تاباں کا ایک خال تیرا المدد والمدد شہ گیلان	کسکو حاصل ہوا ہو تیرے بغیر سرور سروران عالم ہو ہے یہ سحر در نگستہ حال تیرا	یہ بزرگی و یہ کمال تیرا جو کہ خادم ہو با کمال تیرا

مناقب پنجم دربیان اس بات کے کہ درعہد سعادت مہد آنحضرت جو کوئی نام آپکا بلاطہارت زبان پر لاتا تھا قتل ہوجاتا تھا در پھر بارشاد ختم المرسلین یہ جرم معاف ہوا

راویان طوطی گفتار شکرستان مشیخت شعار کتاب گلزار معانی سے روایت کرتے ہین کہ بعد ولایت سید السعادات عالی درجات معدن کرامات محبوب سبحانی قدس اللہ باسرارہ الشامی یہ ارشاد جاری ہوا کہ نام نامی واسم گرامی آنحضرت کا جو یار واغیار سے بلاطہارت جسم وپاکیزگی من زبان پر لاتا تھا فی الفور اسکا تن سے جدا ہوجاتا تھا جب اسی طرح سے کئی اشخاص عام وخاص مین سے جان بحق تسلیم ہوئے تو ایک روز جد امجد آنحضرت جناب خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بعالم مشاہدہ رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ اے نور العین ولبند حسنین ایسے جلال کو ترک کیجیے کہ مخلوق پروردگار نیکوکار وگنہگار سب عالم دنیا مین ہین ایسے جلال تمہارے سے مخلوق الٰہی قتل ہوجاویگی اور بعد ازان ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ اسم شریف الٰہی وانبیا جناب کا لوگ بے ادبانہ زبان پر لاوینگے۔ چہ جائے کہ اسم شریف آپ کا محبوب الٰہی نے یہ ارشاد جد امجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سنکر حکم نافذ فرمایا کہ اب جو کوئی نام ہمارا بلاطہارت زبان سے نکالے گا قتل نہوگا مگر اسکے رزق اور نکوئی سے چالیس دن تک کی برکت اٹھ جاویگی نعوذ باللہ منہا

غزل من مؤلف عفی عنہ

غوث اعظم آن شہ والا ہمم چلتا ہو جسکی اجازت سے قلم رہنما ہے گمرہان راہ حق تیغ ہے شمشیر دشمن ہون قلم	جبکہ دین پر ثبت ہو جسکا علم زندہ کردین مردہ صد سالہ کو پیشوا ہے اولیا سب محترم کون سر پھیرے ہو اس درگاہ سے	منشی تقدیر ہے جسکا مطیع جوش پر آجائے گر بحر کرم وہ جناب محی دین سیف الکرم گردن عالم جہان ہوتی ہے خم

دولتِ جاوید گر چاہے بے دل	یاد کر جبتک رہے دم دمبدم	نور ابصارِ جناب حیدری
قرۂ چشمِ نبی محترم	بندۂ بسترو بھی اس درگاہ کا	کمترین بندہ ہے بے دام ودرم

مناقب یازدہم دربیان نصائح بمریدان جناب غوثیہ وبعض اوصاف آنحضرت قدس سرہ

مشائخان اہل یقین وراویان صدق آئین فرماتے ہین کہ جو مرید صدق دل سے خادم آن جناب فلک کاب کا ہے اُسکو فرض عین ہے کہ نام نامی آن ذات گرامی کا بے وضو زبان عجز بیان پر نہ لاوے کہ تنگی رزق حوادثات زمانہ سے مامون رہے اور اگر بارادہ نیاز شیرینی وغیرہ ہدیہ بخود دل نیاز منزل مین مقرر کرے تو واجب ہے کہ اُس نذر کو وفا کرے اور اگر کوئی شخص علی الصباح نام گرامی آن جناب کا باوضو ذکر کریگا تمام روز خوش اور خرسند رہیگا اور تمام دن کے گناہ اُسکے نامہ اعمال سے محو کیے جاوینگے اور مصنف کتاب مناقب غوثیہ سے روایت ہے کہ محبوب سبحانی دعاے حزب بحانی کہ اُسکو دعاے سیف اللہ حزب مرتضوی بھی کہتے ہین پڑھا کرتے تھے کہ آپ کو عمل اس دعا کا کئی پشتون سے حاصل تھا اور تاثیر اسی دعا کی تھی کہ جو کوئی بلا طہارت نام آپ کا زبان پر لاتا تھا قتل ہو جاتا تھا بلکہ ان دنون مین ایک شخص ذکر احباب آنحضرت سے تھا حضور آنحضرت عرض کی کہ آپ اس جلال کو موقوف فرمایئے کہ نوع انسانی مین کہ محض نادان ہین بہت تلف ہوتے ہین آپنے اُس شخص سے اشارہ مراقبے کا کیا جب وہ شخص مستغرق بحر مراقبہ ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شمشیر برہنہ زیر عرش عظم آویزان ہے اور بعض لوگ ایسے ہین کہ خود بخود وہان جاتے ہین اور اُس شمشیر سے دو پارہ ہو جاتے ہین جب اس شخص نے وہ شمشیر دیکھی تو نہایت خوف کھایا اور آنحضرت سے حال اُس شمشیر کا دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ یہ شمشیر ہمارے اور ہمارے جد امجد کے محافظون کے واسطے آویزان ہے جو کوئی بدخواہی اور شرارت باطنی سے نام نامی انجناب کا بحالت ناپاکی زبان پر لاتا ہے اُسکے واسطے شمشیر قہر آلہی کافی ہے اور جو مومن صادق باطن ہو اور سہو سے بحالت ناپاکی اسم مبارک ہمارا زبان پر آوے تو اُسکو معاف ہے مگر بعد چندے جب بہت اولیاے کرام واصحاب فی وی الاحتشام شفیع اس بات کے ہوے تو کل مخالفان و محبان کے واسطے حکم معافی صادر ہوا کہ جان سے قتل نہون مگر جو کوئی ناپاک عمداً بحالت ناپاکی نام گرامی آن جناب کا بلا طہارت بدن منہ سے نکالی تو یہ سزا پاوے کہ جاڑا بیٹھ تک اسکے

قول و فعل اور کسب و رزق درستی سے برکت موقوف ہو

غزل من مؤلف عفی عنہ

منھ پھیرے جو کہ اس شہ والا کے باب سے
کیا تاب ماہتاب کو اس رخ کے روبرو
خادم جو آپ کے در دولت پہ آگیا
پایا بطور ارث یہ پایہ جناب سے
ہو جسکے دل میں آتش عشق محمدی
سائل جو آپکے در دولت کا ہو کوئی
سرور کو اپنے زیر قدم رکھیے یا جناب

عاصی ہوا وہ پھر گیا حق کے جناب سے
بے نور ہیں ہزار دن وہاں آفتاب سے
مستغنی ہو وہ حشر میں جنکے باب سے
حسنینؓ سے علیؓ سے رسالت مآب سے
دوزخ کے اسکو کام ہی کیا پھر عذاب سے
ہو حشر تک وہ پاک سوال و جواب سے
ہرگز جدا نہ کیجیے اپنی رکاب سے

مناقب دوازدہم دربیان تنازع باہمی دو اشخاص محمدی و عیسائی زندہ ہونا ایک مردے کا بمدعاے حضرت محبوب قدس سرہٗ

خادمان خدمتگذار و مداحان عقیدت شعار کتاب اسرار السالکین سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جناب قطب العالم غوث الاعظم سلطان الاولیا سید الاتقیا محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ السامی راستہ بازار میں تشریف لیے جاتے تھے دیکھا کہ سر بازار دو شخص ایک انمیں سے پیرو دین متین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا نصاریٰ کہ تابع دین عیسیٰ علیہ السلام تھا آپسمیں مناظرہ و مجادلہ کر رہے تھے محمدی کہتا ہے کہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوات الملک لا لاہ افضل المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین ہیں جنکی شان عالیشان میں از جلشانہ نے لولاک لما خلقت الافلاک صادر فرمایا اور وجود مسعود آنحضرت معدن برکت کو رحمۃ للعلمین لکھا و آیت وما محمد الا رسول انکے حق میں نازل فرمائی اور انہی کی ذات بابرکات کے واسطے یہ درجات شایان ہیں کہ سواری براق برق رفتار رفتار شب معراج زمین سے تشریف لیجائیں اور طبقات ہفت آسمان سے گذر کر عرش معلی پر قدم رکھیں اور بمقام قاب قوسین او ادنیٰ پہونچکر

بوساطت غیرے جناب باری سے ہمکلام ہوں اور روز حشر و نشر لائق شفاعت کبریٰ ہو کر گنہگاران امت کو بخشا دیں اور اعجاز بے انداز آنحضرت عالیدرجت کے بیان کروں تو عمر نوح بھی کافی نہو اور اگر لکھوں تو لاکھوں دفتر تیار ہوں تو بھی ہزار سے ایک بیان نہو صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

	ختم رسل خاتم پیغمبران	بانی دین اکرم پیغمبران	

عیسائی بولا کہ اے صاحب تم نہیں جانتے کہ جناب عیسیٰ مسیح کس رتبہ عالی اور درجہ متعالی کے آدمی تھے کہ جنھوں نے جھولے میں جھوتے ہوئے دو دن کی عمر میں اپنی رسالت اور عصمت والدہ معصومہ پر گواہی دی اور قوم یہود سے ہمکلام ہوئے کہ تمھارے قرآن صدق بیان میں لکھا ہے یکلم الناس فی المھد وکھلا اور بامداد روح القدس بلا پدر بطن مادر سے پیدا ہوئے اور مٹی کا جانور بنا کر جب اس میں دم مبارک پھونکتے تو مٹی جانور بنکر اڑجاتا اور اندھے مادرزاد اور جذامی اور برصی غیرہ بیماروں کو اُنکی دعا سے کیمیا خاصیت شفائے کامل ہوجاتی تھی اور ایک بڑا معجزہ عیسیٰ مسیح کا یہ تھا کہ مُردوں کو قُم باذن اللہ کہکر زندہ کردیتے تھے غرضکہ ایسی ایسی تکرار درجاتہا بین فریقین واقع ہوئی مگر عیسائی بار بار یہی تکرار کرتا تھا کہ جناب عیسیٰ نے تمام عمر میں اسقدر مُردوں کو زندہ کیا اور محمدی سے کہتا تھا کہ تو بیان کر تیرے پیغمبر خیر البشر علیہ الصلوٰت الملک الاکبر نے کسقدر مُردوں کو اپنی عمر میں زندہ کیا ہے چونکہ اُس مسلمان صاحب ایمان کو یہ تعداد یاد نہ تھی لہذا خاموش ہوا جناب غوث الاعظم کہ وہاں قیام فرما کر تقریر دلپذیر فریقین کی سُن رہے تھے خاموشی مرد مسلمان سے ملول ہوئے اور پسند خاطر دریا مقاطر نہوا کہ اُس نصاری کا مرد مسلمان سے بول اونچا رہے لہذا آپ نے مخاطب بطرف نصاری ہو کر فرمایا کہ اے عیسائی ترسائی تو جسقدر کہ تعریف و توصیف جناب مسیح کی کرتا ہے حق بجا ہے ہمارا بھی ایمان ہے ذلک کذالک لا ریب فیہ مگر لا ایک کرشمہ اعجاز محمدی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کہ میں ایک شخص مسلم زمرہ مسلمانان پیروان دین محمدی سے ہوں کس طرح پر مردے کو زندہ کرتا ہوں اب تو جس قبر مردے کو نشان دیوے فی الفور زندہ ہو جاوے یکایک وہ ترسائی باستماع اس سخن دل شکن کے نہایت گھبرایا اور بنظر امتحان ایک گورستان کہنہ میں آپ کو لے گیا اور ایک قبر کہنہ کا کہ اُس قبر کے مدفون کی کہیں رگ و پوست و ہڈی بھی باقی نہ رہی ہوگی نشان دیکر بولا کہ اگر اس قبر کا مدفون زندہ ہو جاوے اور مجھ سے ہمکلام ہو تو ازراہ تقلید

دین شہنشاہ مرسلین حق جانکر زمرہ مسلمین وخیل مومنین میں داخل ہوجا دیکھا آنحضرت نے پوچھا تیرے پیغمبر عیسٰی مسیح بروقت زندہ کرنے مردے کے زبان گوہرافشان سے کیا الفاظ فرمایا کرتے تھے ترسائی نے عرض کی کہ کلمہ قم باذن اللہ کہکر مردہ کو زندہ کر دیتے تھے۔ فرمایا کہ مدفون اس قبر کا ایک مطرب قوال ہے اگر تیرا جی چاہے تو یہ قوال خوش حال اپنی گور سے سرود کرتا اور دف بجاتا ہوا اُٹھے یہ بات فرماکر حضرت متوجہ قبر کے ہوئے اور زبان معرفت ترجمان سے فرمایا کہ قم باذنی یعنی اُٹھ کھڑا ہو ہمارے حکم سے بجرد فرمانے زمین قبر کی شق ہوئی اور وہ مردہ قوال خوش حال گاتا بجاتا قبر سے نکل آیا اور طرف عیسائی متوجہ ہوکر بولا کہ اے ترسائی کیوں نہیں کہتا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ عیسائی یہ کرامات آن مجمع کرامات و معدن برکات دیکھکر اور شہادت دین محمدی کی زبانی اُس قوال کی سنکر فوراً مسلمان ہوا اور خدا فرودی کا آنحضرت میں منسلک ہوکر ولی ہوگیا

مناجات از مؤلف کتاب عفی عنہ

مردہ کردند زندہ این اکرام عبدالقادر ست
قتل شد کفار و ہم کفر از جہان شد ناپدید
محی دین ست این اثر از نام عبدالقادر ست
قاتلِ بدخواہ دین صمصام عبدالقادر ست
خادمانش ترس و ہم دو جہان بر داشتند
این عنایتہا ز لطف عام عبدالقادر ست
خادمانش از مئی دیدار حق گشتند مست
این مگر یک قطرۂ از جام عبدالقادر ست
نام نامی یافت در دنیا و دین از نام او
ہر کہ در عالم مطیع نام عبدالقادر ست
فیضمند از فیض عامش گشت خلق خاص و عام
عام در ارض و سما انعام عبدالقادر ست
لطف کن یا شاہِ دین برسرور از راہ کرم
کین غریب از زمرۂ خدام عبدالقادر ست

مناقب سیزدہم دربیان پیدا ہونے پسر مغروق ایک پیرزالہ خادمہ آنحضرت محبوب سبحانی کے

مناقب خوان ذیشان و راویان صدق ترجمان کتاب حقیقت الحقائق سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت بیوہ خادمہ جناب غوث اعظم کا لڑکا دریا میں غرق ہوگیا وہ پیرزالہ نالان وگریان بخدمت جناب محبوب سبحانی حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اے داد رس مجھ بیکس کا لڑکا آج دریا میں غرق ہوگیا ہے اور میں یقین رکھتی ہوں کہ آپ

لڑکا میرا صحیح و سالم جیسے زندہ نکلوا کر مجھکو عنایت فرماویگے اور یہ عرض کر کے فرزند دلبند کے فراق میں زار زار روئی تو جناب غوثیہ کو اُس پر رحم آیا اور فرمایا کہ جا اپنے گھر میں لڑکا اپنا موجود پاوگی پیرزال جب گھر میں گئی تو ہنوز لڑکا اپنا گھر میں نہ پایا واپس حاضر ہوئی مگر وہی ارشاد نافذ ہوا جب پھر گئی تو اس مرتبہ بھی وہی آتش درکاسہ نکلا تیسری دفعہ پھر وہ بآستان فیض توامان شرفیاب ہوئی تو وہی ارشاد صادر ہوا واپس آئی تو لڑکا اپنا خوش وخرم خانۂ اعتقاد نشان میں موجود پا کر شکر حق بجا لائی اور

زبان حال سے گویا ہوئی شعر

کیوں نہو میں ہوں مرید حضرت عالیجناب	سید شاہوں کیونکر میرے درد و غم کا ہیچ و تاب

جب لڑکا اُس بیوہ کا صحیح و سالم بامداد آن قطب العالم غوث الاعظم خانۂ غریب نشانہ میں حاضر ہوگیا تو اُسوقت آنحضرت محبوب الٰہی مراقبے میں گئے اور بعالم باطن ظاہر ہوکر ناز معشوقانہ شروع کیے کہ آج خلاف عادت دو دفعہ عرض مجھ بندۂ دل پراگندہ کی جناب حضور میں منظور نہوئی اگرچہ تیسری دفعہ دامن مراد پیرزالہ کا گوہر مراد سے پُر ہوا مگر اوّل دو دفعہ وہ ضعیفہ نا امید اپنے گھر سے واپس آئی یہ باعث شرمساری تیرے محبوب کا ہوا اور آپنے ایک کُن سے بطرفۃ العین ہژدہ ہزار عالم مخلوق کو خلق کیا اور روز حشر و نشر بھی ایک آن میں بتاثیر نفخۂ صور کُل اجزاے متفرق سے نوع انسان وغیرہ حیوانات جمع ہوکر زندہ ہو جاوینگے پس ایک کس کے اجزا جمع ہونے اور زندہ پہنچنے میں اسقدر توقف ہونے تو بپاس ادب یہ بندہ اس بات میں کچھ عرض نہیں کر سکتا مصرعہ

راضی ہیں ہم اُسی میں جسمیں وری رضا ہے ﴿ جناب الٰہی سے ارشاد ہوا کہ اس باب میں رنجیدگی کا حق ہمارے ذمہ پر ہی بعوض اُسکے جو مانگو ہماری درگاہ والا جاہ سے عطا ہوتا ہی بولو کیا مانگتے ہو یہ عنایت الٰہی سُنکر آپ سربسجدہ ہوے اور عرض کیا کہ جو عنایت لائق عنایت کے نہایت حضور ہو وہ عنایت فرمائیے اس باب میں یہ غریب المخلوق کیا عنایت طلب کرے مگر ایسی عنایت ہو کہ میری زندگی اور بعد میرے اثر اُسکا باقی رہے ارشاد ہوا کہ آج کی تاریخ سے تاثیر کہ اسماے الٰہی میں ہی ویسی ہی تاثیر تمہارے اسماے مبارک میں عطا ہوئی پس جو کوئی ورد نامی تمہارے کا کریگا درجہ بلند اور ثواب عظیم پاویگا

چنانچہ باستماع اس ارشاد ربانی کے محبوب سبحانی نے دوگانہ شکر ادا کیا اور فرمایا کہ الحمد للہ الذی جعل اسمی کاسم الاعظم فی البرکۃ والتاثیر

مناجات از مؤلف کتاب عفی عنہ

دلا کن ورد نام پاک آن محبوب سبحانی
کہ از نامش شوی مقبول در درگاہ یزدانی

بچشمت سرمہ کن خاک در آن سرور عالی
اگر دو جلوہ گر اندر دولت انوار رحمانی

زاد صاف حمیدش بود اعجاز نبی ظاہر
عیان از چہرۂ پر نور او بد نور ربانی

اگر آید مگس پیشش درش بینک ہما گردد
اگر حاضر شود مورے کند حاصل سلیمانی

اگر محتاج باشد تاج یابد از در حضرت
شنید آنکہ او باشد گدا بر تخت سلطانی

باخلاق حسن شد احسن الاخلاق در عالم
بحسن و طلعت زیبا جمالش یوسف ثانی

طفیل سرور عالم اگر تو سروری خواہی
بکن از صدق دل اے بندۂ سرور ثنا خوانی

مناقب چہاردہم دربیان اس بات کے کہ تین لڑکیاں ایک عورت کے بتاثیر دعائے محبوب سبحانی فرزند نرینہ ہوگئیں

مخبران صادق و راویان واثق سے روایت ہو کہ ایک عورت بیچاری منکوحہ ایک بھاری مرد ناحق شناس کی تھی حکم قادر مطلق سے تین لڑکیاں پے در پے اُسکے شکم سے تولد ہوئیں اس سبب شوہر بدگوہر اُس سے ناحق دل برداشتہ ہوا اور مستعد دینے طلاق کا ہو کر عورت سے بولا کہ تیرے شکم منحوس سے اب میں بالکل مایوس ہوا ہوں کہ لڑکا پیدا نہو گا اسواسطے اب میں تجھکو طلاق دیتا ہوں چونکہ وہ عورت خادمہ آن جناب فلک کاب کی تھی مستغیثانہ دروازۂ عدل اندازۂ آن شہنشاہ والاجاہ پر حاضر ہوئی اور فریاد کی کہ اے دادرس ہر بیکس مجھ پامال رنج و ملال کی عرض یہ ہو کہ بحکم خالق اکبر میرے شکم سے پے درپے تین لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں مجھ بیگناہ کا اسمیں کیا گناہ ہو مگر اب شوہر بدگوہر میرا ناحق مجھ بیکس کو طلاق دیتا ہے اب اس درد لا دوا کی دوا بغیر تجھ مسیحا کے مشکل ہے

غزل من مولف عفی عنہ

کون لے گا اب خبر میری بھلا بن آپ کے
کون بر لاوے گا میری التجا بن آپ کے

کشتیٔ غم ڈوبتی ہے ورطۂ غم بیچ مری
کون اس کشتی کا ہوگا ناخدا بن آپ کے

اے طبیبِ دردمندانِ جہان لیجے خبر
دردِ غم کی کون دیگا دوا بن آپ کے

کون پیغمبر ہے تیرے رتبے کا اے سردار دین
ہوتے ہیں کسکو محبوبِ خدا بن آپ کے

الغیاث اے سید عالی مراتب الغیاث
کون ہے فریادرس حضرت بھلا بن آپ کے

المدد اے شاہ دین و سرور ملک یقین
کون سن پاویگا میری اب صدا بن آپ کے

ڈوبتی ہے کشتی جان سرور بیدل کی آہ
کون تھامے اسکو با دستِ عطا بن آپ کے

جب آنحضرت عالی درجت نے واویلا اور فریاد اُس فریاد کن کی سُنی تو فرمایا جا الٰہی تیرے شکم سے بیٹا ہوگا اور شوہر تیرا ابھی تجھکو طلاق نہ دیگا بلکہ پہلے سے زیادہ تیرا شیفتہ و دلدار رہیگا عورت نے یہ تقریر دلپذیر جناب پیر دستگیر کی سُنی تو دل میں خیال کیا کہ آن جناب نے میری التماس سنکر بحضور الٰہی دعا بھی نہیں کی اور بطور سرسری فرما دیا ہے کہ الٰہی تیرے یہاں بیٹا ہوگا اتنی بات کے کہنے سے کیا تاثیر ہوگی شاید کہ حضرت نے یہ حکم میرے دل نیاز منزل کی تسلی کے واسطے فرما دیا ہے جناب محبوب الٰہی نے خیال اُس عورت خام عقل کا بصفائی باطن سے دریافت فرماکر پھر اُسکو بحضور اپنے طلب کیا اور ارشاد کیا کہ گھر میں جا جتنی تیری لڑکیاں ہیں لڑکے ہو گئے ہیں عورت یہ ارشاد سُنکر نہایت متعجب ہوئی اور وہاں سے اپنے گھر میں جو آئی تو دیکھا کہ سب لڑکیاں بیٹے ہو گئے ہیں عورت نکو اختر اور شوہر اُسکا سجدۂ شکر الٰہی بجا لائے اور اپنی مراد کو پہونچے

غزل از مولف عفی عنہ

کوئی ثانی ہے بھلا روئے زمین پر آپ کا
نور روشن ہوگیا عرش برین پر آپ کا

تکیا فوراً دلی دل اُسکا روشن ہوگیا
پرتو رخ پڑ گیا جسکی جبین پر آپ کا

ورد ہے ہر اک زبان پر غوث اعظم محی دین
نام لکھا ہے ہر اک دل کے نگین پر آپ کا

وہ شہنشاہِ ولایت مالکِ ملکِ یقین	حکم جاری ہے ہمیشہ ملکِ دین پر آپ کا
جدِ امجد سے ہوا ارشاد کیونکر آپ کو	حقِ فرزندی ہے ختم المرسلین پر آپ کا
کیوں نہ ہو گلے سرخ رو جا کر کے حق کے روبرو	دستِ شفقت ہے جو ذیلِ مسلمین پر آپ کا
سرور بیدل بھی پائے گا مراد اپنی یہیں	گر لطف ہو گا ایسے کمترین پر آپ کا

مناقب پانزدہم در بیان زندہ ہونے ایک مرید متوفی کے بتوجہ حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

جناب شیخ ابوالحسن احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز ایک شخص جو سلک خدام ذوی الاحتشام محبوب سبحانی میں منسلک تھا بتقضائے ربانی جہان فانی سے راہی ملک جاودانی ہو گیا زن فرزند متوفی کے نالان و گریان بحال تباہ و نالہ جانگاہ حاضر آستان فیض توامان ہوئے اور خبر کی کہ آج آپکے فلانے خادم زادے نے جہان تیرہ میں فدائے فرق خادمان عالیشان کی کر دی ہے اب سوائے آن ذات بابرکات کے کوئی خبر پرسان حال ہم بیکسونکا نہیں ہے

غزل من مولف عفی عنہ

کیجیے کرم کہ اب ہم بیدست و پا ہوئے ہیں	لیجیے خبر کہ عاجز مفلس گدا ہوئے ہیں
جتنے تھے یار اپنے اغیار بن گئے ہیں	جو آشنا تھے اپنے نا آشنا ہوئے ہیں
پرسانِ حال کب ہے تم بن ہمارا کوئی	عقرب ہمارے واسطے سب اقربا ہوئے ہیں
مایوس ہو کے سب سے با حالِ زار و ابتر	حاضر تمہارے در پر لے پیشوا ہوئے ہیں
اسوقت میں جو کیجیے امداد غوثِ اعظم	سرور کے پھر تو پورے سب مدعا ہوئے ہیں

جب نالہ و زاری و فریاد و بیقراری اُنکی بدرجۂ نہایت پہونچی تو دریائے رحمت الٰہی جوش کھایا اور متوجہ بعالم مراقبہ ہو کر حضرت ملک الموت سے ملاقات حاصل کی اور فرمایا کہ آج ایک خادم ہمارے کی روح تمنے قبض کی ہو سو ہمکو واپس دیجیے ملک الموت نے متبسم ہو کر عرض کی کہ یا حضرت میں بامر الٰہی جلشانہ

جان ہر ایک نے ہی جان کی قبض کرتا ہوں بلا ارشاد احکم الحاکمین واپس نہیں دے سکتا غرضکہ بہت دفعہ فیما بین آنحضرت اور ملک الموت کے درباب واپسی روح خادم کے تکرار ہوئی مگر ملک الموت انکار ہی کرتے رہے آخر الامر نوبت باین رسید کہ آنحضرت نے کل زنبیل ارواح متوفیان کی کہ ملک الموت نے جسقدر ارواح اُس روز قبض کی تھیں اُسمیں رکھی ہوئی تھیں ملک الموت کے ہاتھ سے چھین لی اور کل ارواحوں کو جو اُس زنبیل میں تھیں چھوڑ کر فرمایا کہ تمکو قسم ہے خدائے جل جلالہ و عم نوالہ کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں ہر ایک ذیجان کی جان ہے ہر ایک روح اپنے اپنے بدن میں سما کر بحکم حی القیوم زندہ ہو جاوے چنانچہ تمام عالم دنیا میں اُس روز جسقدر ذیجان کی جان قبض ہوئی تھی بتوجہ غوث الثقلین محی الدین محبوب سبحانی مع اُس خادم کے زندہ ہو گئے یہ حالت دیکھکر ملک الموت مستغیثانہ بدرگاہ عالم پناہ الٰہی حاضر ہوے اور حال تسلط اور صولت جناب محبوب سبحانی کا جو اُنکے حال پر گذرا تھا عرض کیا ارشاد ہوا کہ اے ملک الموت غوث الثقلین محی الدین محبوب غوب ہمارے ہیں اگر پاس خاطر ہمارے محبوب کے ایک روح اُنکے خادم کی تم دیدیتے تو کچھ موجب رنجیدگی ایجانب کا نہ تھا اب جو تمنے بدلے ایک روح کے کل ارواح مقبوضہ اپنے ہاتھ سے دیے تو تمنے کیا پایا پھر ایسا نہ کرنا کہ جو فرمانبردار محبوب ہمارے کا ہے وہ فرمانبردار ہمارا ہے

غزل من مؤلف عفی عنہ

غوث الاعظم ایک روشن ہیں جہان پر آفتاب
جلوہ گر ہیں دین حق کے آسمان پر آفتاب

تاب کیا ہے روبرو ہوں آفتاب و ماہتاب
ہو رخ پُر نور کا روشن جہان پر آفتاب

خم ہے ہر دم آپکے دروازہ دولت پہ چرخ
سنگ بے قیمت ہے تیرے آستان پر آفتاب

سارے زمان میں غضب ہے آپکے اہلِ زمین
اور اُدھر رہتا ہے لرزان آسمان پر آفتاب

جسکا گھر نورِ تجلی سے ترے روشن ہوا
روشنی کیا دیگا پھر ایسے مکان پر آفتاب

میں ثنا خوان ہوں جو اُس خورشید دین کا رات دن
ہو رہا قربان ہو گر میری زبان پر آفتاب

پیروان محی دین روشن ہیں سب شمس و قمر
کب شرف رکھتا ہے اُنکے خادمان پر آپ کا

مناقب شانزدہم دربیان احوال سید احمد رفاعی خواہر زادہ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے

اصحاب کرامت مآب ارباب ولایت انتساب سے مروی ہو کر ایک روز جناب سلطان الاولیا الاتقیا محبوب سبحانی نے اپنے ایک خادم ہمدم کو بخدمت جناب سید احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ کہ خواہر زادہ آنحضرت معدن برکت کے تھے بھیجا اور زبانی اُسکی یہ کہلا بھیجا کہ ما العشق یعنے عشق کیا چیز ہے جب خادم موصوف نے روبرے سید احمد کبیر صاحب رفاعی کے جا کر ما العشق کو بیان کیا تو سید صاحب موصوف نے سنکر ایک آہ جگر دوز سینہ پُر سوز سے نکالی اور فرمایا کہ العشق نار یحرق ما سوی اللہ تعالی چنانچہ اُس آہ جانکاہ کی تاثیر سے اول تو ایک درخت کہ جسکے سایہ مین سید صاحب تشریف رکھتے تھے آگ لگ گئی اور من بعد خود سید صاحب بھی جلنے لگے یہانتک کہ کل بدن اُنکا جلکر خاکستر ہو گیا اور بعد خاکستر ہو نیکے پھر وہ خاکستر پانی سا بن گیا اور مقام نشست برف کی مانند جم گیا وہ خادم حال پُر ملال دیکھکر لرزاں و ترساں بخدمت عالی درجت کے حاضر ہوا اور کل کیفیت با دیدۂ اشکبار عرض کی حکم ہوا کہ تم واپس اُسی مقام دلارام پر جاؤ اور جس جگہ پر کہ جسم مبارک سید صاحب کا گرمی محبت الٰہی سے اول جلکر خاکستر اور فیوضات ربانی سے پانی ہو گیا ہے اُس مقام کو پانی و گلاب وغیرہ عطریات سے معطر کر اور اُس پانی کے گرداگرد بخور معطر جلاؤ کہ جسم مبارک سید صاحب کا بعالم عنصری رجوع کریگا چنانچہ خادم معظم نے وہان جا کر حسب الارشاد تعمیل کیا ایک ساعت نگذری تھی کہ سید صاحب نے مقام فنائی الفنا اور محو تو قبل ان تموتوا سے پھر رجوع کیا اور وہ پانی قدرت ربانی سے منجمد ہو کر صورت جسم بن گیا اور سید صاحب کلمہ کہتے ہوے اُٹھ بیٹھے شعر

	مردہ را جانے تو بخشی زندہ را بیجان کنی		قادر قدرت تو داری ہر چہ خواہی آن کنی	

جب خبر فرحت اثر بحضور محبوب سبحانی قطب ربانی پہونچی تو فرمایا کہ جو ولی اس مقام فنا در فنا مین پہونچ جاتا ہے پھر رجوع ہونا اُسکا بعالم عنصری ممکن نہین ہے سوائے دو کس اولیا کے کوئی شخص پھر رجوع بعالم عنصری نہین ہوا ایک تو یہ سید احمد کبیر اور ایک ولی اور کہ ایام سلف مین اُسپر بھی یہ حالت وقوع مین آئی تھی شعر

	یافتند دریائے عشقش بے کنار		شہسوار اں سکر دیدند حسن یار	

جملہ گشتند غرق بحر حسن دوست	سنے خبر از بحر دار ندبے کنار

بر رائے خادمان اہل خدمت و مریدان باارادت واضح ہو کہ جناب سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مشہو
بخواہر زادہ جناب غوثیہ میں حقیقت میں خواہر زادہ حقیقی نہیں بلکہ ایک عورت سیدہ پاکدامنہ خاندان
عالیشان جناب امام حسن رضی اللہ عنہ سے تھی اُسکے بطن سے یہ سید صاحب پیدا ہوے اور جناب
محبوب سبحانی اُس سیدہ کو اپنی ہمشیرہ کہکر پکارا کرتے تھے اور سید صاحب اصحاب قدیم و محب صمیم جناب محبوب سبحانی تھی
اور جسقدر کہ نعمت ولایت اُس خوان یغماسے ان سید صاحب کو حاصل ہوئی ہو اور کوئی کم بہرہ یاب ہوا ہی
اور جناب غوث الاعظم ان سید صاحب کے حق میں اکثر فرمایا کرتے تھے شعر

کذا ابن الرفاعی کان منی	لیسلک لی طریقی واشتغالی

غزل من مولف عفی عنہ

چاندنی اس نور کی روشن ہو گھر گھر نور کی
گو کیا دنیا یہ بچھتی ہی یہ چادر نور کی

پرتوافگن آپکے ہے نور ربانی ہمیش
کان ہیں آپ بیشک خورشید انور نور کی

آفتاب و ماہتاب و جن و انسان و ملک
ہے یہ برکت آپ کی اللہ اکبر نور کی

ہوں سراپا لطف جسپر آپکے یا غوث پاک
پائے صورت صورت ماہ منور نور کی

سامنے آجاے جو اس چہرۂ پرنور کے
شکل بن جائیگی اُسکی بس سراسر نور کی

نور سے چمکے ہو روشن مردم چشم جہان
وہ کیا تاباں ہی یہ مشعل جہاں پر نور کی

آپکے رہتا ہے سرور طالب انوار عشق
بخشدو اس بندۂ خاکی کو پیکر نور کی

مناقب ہفتدہم دربیان عنایت ہونے فرزند دلبند درگاہ عالی جاہ الٰہی سے بتوجہ موجہ محبوب سبحانی شیخ علی بن محمد عربی کو

راویان شیرین سخن وحاکیان نادر فن روایت کرتے ہیں کہ شیخ علی بن محمد عربی رہنے والے ملک عرب
کے تھے اور اُنکی مالداری اور متو کلی کا یہ حال تھا کہ عالم دنیا میں خزانہ اور مال و ملک و املاک

دموشی کی اُنکو حاجت باقی نہتی مگر درخت زندگی اُسکا محض بے پھل تھا یعنی کوئی فرزند دلبند اُسکے
گھرمین نہ تھا **مثنوی**

درخت زندگی رکھتا تھا بے پھل	اسی سے رہتا تھا ہر وقت بیکل
خدا سے مانگتا تھا ایک میوا	کہ ہووے پیچھے اوسکے نام لیوا

جب سنین عمر شیخ صاحب پچاس سال پہونچ گئی اور اولاد کی طرف سے ناامید کلی ہوئی تو یہ طریق اختیار کیا کہ جس ملک اور جس مقام پر کسی ولی مجذوب یا سالک کی خبر پاتے تو اُسکی خدمت مین جاتے مگر ہر ایک ولی سے انکو صاف جواب ملتا کہ تیرے مقسوم مین بیٹا نہین ہی اور تیرے حق مین دعا کسی ولی کی مؤثر نہو گی آخرالامر وہ نامراد لطلب مراد راہی اشرف البلاد بغداد ہوا اور درگاہ والا جاہ آن شہنشاہ پر اگر بعد تسلیم و تعظیم و تکریم ہوکر کھڑا ہوا ہنوز زبان عجز بیان سے کچھ عرض نہین کی تھی کہ آنحضرت نے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے شیخ علی تیرے مقسوم مین فرزند نہین ہی شیخ علی استماع اس سخن دل شکن سے بچشم پُرنم و دل پرغم بولا کہ یا حضرت مین جانتا ہون کہ میرے بخت کمبخت مین فرزند نہین ہی مگر اب جو یہ کمترین عقیدتآگین اس

؏	دروازۂ فیض اندازہ پر آیا ہی یقین ہی کہ محروم نجائیگا **از مؤلف**
جو آوے در پہ تیرے ڈھونڈ تا مراد کوئی	یقین ہی پھر کے نہ جاویگا نامراد کوئی

جناب پیر نے جو یہ تقریر دلپذیر اُس فقیر کی سُنی تو براہ عنایت بے غایت فرمایا کہ آؤ پشت ہماری اپنی پشت سے لگاؤ ایک فرزند ہمارے صلب تبرکیت مین باقی ہی سو ہمنے تمکو عنایت کیا اب وہ لڑکا جو ہماری پشت مین باقی تھا تیرے گھر مین پیدا ہوگا اُسکا نام اگرچہ محمد ہی ہوگا لیکن ملقب بلقب محی دین ہوکر مشہور منظور خاص و عام ہوگا شیخ علی اس عطیۂ کبریٰ عنایت عظمٰی کا شکرانہ بجالاکر دربار دُربار حضرت سے رخصت ہوکر اپنے وطن مین پہونچا اور بعد انقضاے ایام حمل اُنکے گھر مین فرزند لبند پیدا ہوا اور نام اُسکا محمد محی الدین حسب الارشاد جناب میران محی الدین کے رکھا گیا اور وہ لڑکا اپنے وقت مین ایک قطب وقت و ولی زمانہ ہوا اور صدہا کتابین اُنھون نے بعلم توحید تصنیف کین اور مشہور ترین کتابون اُنکی کتاب فصوص الحکم و فتوحات مکیہ ہین کہ اسرار توحید اُنکی اُنمین اچھی طرح سے بیان ہوئے ہین اور حضرت شیخ محمد برہانپوری کہ اپنے زمانے مین ایک گوہر یگانہ تھے فرماتے ہین کہ

دو ولی کامل و اولیاء اکمل امت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے ایک تو جناب سلطان الاولیاء غوث الاعظم ابو محمد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی کہ محبوبِ غوث ربانی و اولیاء ربانی ہوئے اور دوسرے محمد محی الدین بن شیخ علی عربی کہ خوشہ چین خرمن جناب غوثیہ تھے ایسے ہوئے کہ ہونا مشکل ہے کہتے ہیں کہ جب شیخ محمد محی الدین بن شیخ علی عربی تولد ہوئے تو والد انکے انکو بحضور پر نور جناب غوث الاعظم لے گئے آپ نے پیار کی نظر سے انکو دیکھا اور فرمایا کہ سبحان اللہ کیا مرید پیدا ہوا کہ اپنے وقت کا ایک پیر روشن ضمیر ہوگا اور جو اسرار کہ اولیاء اللہ نے آج تک پوشیدہ رکھے ہیں اپنی تصنیفات میں ظاہر کریگا

غزل من مولف عفی عنہ

آپ کا جسکی طرف روئے عنایت ہوجائے
معدنِ نورِ خدا، بحرِ ولایت ہوجائے

محنتِ کشمکشِ دونوں جہان سے بیباک
جسکو محبوبِ الٰہی سے محبت ہوجائے

ذرۂ خاک بنے صورتِ خورشیدِ فلک
قطرہ بیقدر جو ہو ابرِ کرامت ہوجائے

پشت پر جسکے وہ ہو پشت پناہِ عالم
رتبہ عرصۂ دین شاہِ ولایت ہوجائے

خادمِ زار ہو سرور ترا اے سرورِ دین
محفل بے غم ہو اگر تیری حمایت ہوجائے

مناقب مجید ہم دیکھ کر مُردہ ہوجانے بیضہائے مرغ بریان تاثیر کلام محبوب سبحانی و زندہ ہوجانا ایک ولی کا

مداحان جناب گیلانی و وصافان محبوب سبحانی روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جناب محبوب سبحانی بہمراہ مریدین شہر میں تشریف فرما ہوئے اور بازار پر بہار اُس شہر میں بتقریب سیر مع چند احباب جو ہمرکاب جناب کے تھے تشریف لے جاتے تھے تو کیا دیکھا کہ ایک طباخی بیضہائے مرغ بریان اپنی دکان پر فروخت کر رہا ہے آنحضرت معدنِ برکت نے اُن بیضوں کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اگر یہ بیضے آگ میں بریان نہ ہوتے تو البتہ زندہ ہوکر پرواز کرجاتے ہنوز آن جناب اس سخن میں تھے کہ بتاثیر کلام کرامت نظام غوثیہ کے بیضے پھٹ گئے اور بیضوں کے بچے سے نکلکر اُسی وقت پر و بال نکلے اور بال افشانی شروع کی جب یہ واقعہ عجیب اور کرامت غریب محبوب سبحانی کی اُس شہر میں مشہور ہوئی اور اکثر لوگ سکنائے شہر شرفیاب خدمت والا درجت ہوکر مشرف بشرف خادمیت ہوئے تو ایک حضرت صاحب ولایت بھی اُس شہر میں رہتے تھے مشہور کرامات

خوشیہ منکرو۔ نہایت گھبرائے ور زبانی ایک خادم اپنے کے بخدمت والا درجت محبوب ربانی کے کہلا بھیجا کہ آپ اس شہر میں مسافرانہ آئے ہیں مناسب تھا کہ چند روز رہکر چلے جاتے اب جو آپ خود بخود لوگوں کو کرامتیں دکھلا کر اپنی خادمیت میں داخل کرتے ہیں تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ ہماری ولایت پر دست تسلط دراز کرینگے اور ہماری طرف سے دل لوگوں کے پھیر لینگے اب یہی بہتر ہے کہ آپ اس مقام سے تشریف لیجائیں یہ کلام حماقت انجام اُنکے زبانی خادم کے سُنکر حضرت نے فرمایا کہ مالک الملک ذات عالی درجات خالق الارض والسموات کی ہے اور تمام ملک اور دنیا و عقبیٰ اُسی وحدہ لاشریک کے قبضہ قدرت میں ہے اُس شخص کا کیا زور ہے کہ اپنا ملک کہے بلکہ اُس کو اپنی جان تک کا اختیار نہیں ہے جب تک اجل اُسکے قبض روح کو آویگا اُسوقت بموجب ارشاد اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اُسکو کچھ چارہ نہ ملیگا اور بحالت ناچار جان شیرین بابت سے دیگا یہ جواب باعتاب آنجناب کا زبانی خادم اُس شخص کے پاس پہونچا تو فوراً بحکم رب العالمین جان آفرین ملک الموت نے اُسکی جان قبض کی فرد

ہر آن کہتر کہ با مہتر ستیزد	چنان افتد کہ ہرگز بر نخیزد

غزل من مؤلف عفی عنہ

ہر کسے کان شاہ دین راہندۂ فرمان شود	کشور و ملک جہانش در تہِ فرمان شود
بر فلک باشد مکانش چون ہلال ماہ نو	ہر کہ بیش خنجر ابروے او قربان شود
گر ببارد بر کسی باران لطف غوث پاک	از فلک خیل ملک بر وی گہر افشان شود
گشت منظور نظر ہر کس بآن منظور حق	از عنایاتش قبول درگہ یزدان شود
مرحبا ای حسین روز جلالت انیقدر	مردہ گردد زندہ از دے اہل جان بیجان شود
گل خورد ہر کس ز عشقش بر دل داغ خویش	داغہائے سینۂ او غیرت بستان شود
رحم کن بر سرور بیچارہ یا مشکلکشا	کن مدد برو کہ کار مشکلش آسان شود

مناقب نوزدہم در بیان عطا ہونے فرزند بعنایت ربانی توجہ محبوب سبحانی شیخ عبد اللہ سہروردی کو

احسان الکیان صادق دراویان واثق سے روایت ہے کہ منکوحہ دلبر شیخ عبد اللہ سہروردی ایک روز بخدمت باعظمت

محبوب سبحانی حاضر ہوئی اور کمال عجز سے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ یا حضرت درگاہ عالی جاہ الٰہی مجھ ناچیز کو سب چیز عطا ہو چکی ہو مال اور دولت کی کچھ کمی نہیں ہو کس زبان سے شکر اُس رازق مطلق کا بیان کروں شعر

اگر ہر موے من گردد زبانے		ز تو را تم بہر یک داستانے	

مگر ایک احتیاج فرزند دلبند کی باقی ہو کہ خانۂ مراد مجھ نامراد کا بلا چراغ فرزند کے تاریک ہو اسواسطے درگاہ عالم پناہ حضور پر سائل ہوں کہ میرے واسطے جناب الٰہی میں سوال کیجیے کہ مجھ سائلہ کا سوال قبول ہو کر ایک فرزند سعادتمند عطا ہو چنانچہ جناب غوثیہ نے عرض اُس اہل غرض کی سنکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات اٹھائے اور التجا کی کہ اس سائل غم مائل کو حضور پر نور سے ایک بیٹا عطا ہو ہاتف غیب سے ندا ہوئی کہ یہ مراد اس نامراد کی تقدیر میں نہیں ہو آپنے باوجود ملنے اس جواب صاف کے مکرر عرض کی مگر پھر بھی وہی آواز عالم غیب سے گوش زد آنحضرت کو ہوئی چنانچہ تین دفعہ یہی معاملہ عمل میں آیا تیسرے جواب سے مزاج کرامت امتزاج آنحضرت معدن برکت کا آشفتہ ہوا اور آشفتگی طبیعت سے آپنے خرقہ مبارک اپنے دوش بدوش سے اُٹھا کر ہوا میں پھینک دیا اور فرمایا کہ جبتک کہ مراد اس نامراد کی حاصل نہوگی تب تک یہ خرقہ فقر الٰہی کی مجھپر حرام ہوگی اسی اثنا میں روح پر فتوح جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف لائی اور خرقہ مبارک آپ کا ہوا سے لیکر آپکے دوش سے ہم آغوش کیا اور متبسم ہو کر فرمایا کہ اے نور العین دلبند حسنین درگاہ الٰہی ذی ناز ہو وہاں نیاز ہی درکار ہو ناز کا کچھ دخل نہیں ایسے ایسے ناز بحضور اُس خالق بے نیاز کے مناسب نہیں خرقہ مبارک پہنیے اور یقین ہو کہ بخاطر تجھ محبوب کے نامراد بھی مراد حاصل کریگی یہ ارشاد جد امجد کا سنکر آپنے عرض کی الحمد للہ والمنۃ کہ آگے بندہ اس کار خیر میں تنہا تھا اب جو خود بدولت بھی تشریف لے آئے ہیں امید قوی ہو کہ اب یہ بیکس اپنے دل کی ہوس کو پہونچ جائیگی ہنوز محبوب سبحانی سے کلام عنایت التیام میں تھے کہ جناب الٰہی سے ندا ہوئی کہ اے محبوب غوث و معشوق مطلوب برعایت تیری خاطر کے اس عورت کو بیٹا عطا ہو یہ بشارت الٰہی سنکر آپنے اُس عورت کو مبارک بادی دی اور فرمایا کہ اب تیرے برے دن گئے اور بھلے آئے جا جناب الٰہی سے بیٹا پائیگی عورت خوش و خرم راہی اپنے گھر کی ہوئی اور اُنہی ایام میں حاملہ ہوئی بعد انقضائے ایام حمل بحکم قادر مطلق اُسکے یہاں ایک فرخندہ اختر تولد ہوا اگرچہ بسر لڑکا و لدنے

اس دختر کے ہونیکو بھی غنیمت سمجھا مگر چونکہ جناب محبوب سبحانی سے اسکو بشارت ہونے بیٹے کی تھی اسواسطے اطلاع ہس امر کی اسنے بحضور محبوب الٰہی واجب جانی اور اس لڑکی کو اسنے لباس سرخ پہنا اور زیور سے آراستہ کر کے بدربار دربار غوثیہ حاضر کیا اور عرض کی کہ یا جناب حضور کی جناب سے مجھکو ارشاد عطاے پسر کا تھا مگر اب میرے بخت کمبخت کی سختی سے یہ دختر تولد ہوئی ہی شعر

ہر چہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست	ورنہ تشریف تو بر بالاے کس کوتاہ نیست	

یہ کلام اس عقیدت التیام کا سنکر حضرت نے فرمایا کہ دیکھو یہ لڑکی نہین ہی لڑکا ہی اور نام اسکا شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر رکھا ہی اور یہ لڑکا نہایت عمر دراز ہوگا اور موے ابرو اور پستان اسکے بہت لمبے ہونگے اور زمرہ اولیا ء اللہ سے ہوکر درجہ بلند پاویگا اور مریدان باارادت اسکے ایسے صاحب ارشاد ہونگے کہ دونون عالم مین نامی و گرامی ہوکر عزت عظیم حاصل کرینگے یہ تقریر دلپذیر جناب پیر کی اس دلگیر نے جو سنی اور لڑکی اپنی کی طرف دیکھا تو حقیقت مین وہ لڑکی لڑکا نظر آئی شکر موہبت الٰہی بجا لاکر سجدہ شکر ادا کیا کہتے ہین انکے بال شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے ایسے دراز تھے کہ آپ ان بالون کو سر پر رکھتے تھے اور پستانون کو اپنے کتفین مبارک پر ڈال دیتے تھے اور آپکے خادمان عالیشان بھی ایسے صاحب ارشاد ہوے کہ بدرجات عالی غوثیت اور قطبیت کے پہونچے چنانچہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ سعدی شیرازی بھی انہی کے مریدان والاشان سے ہین کہ مراتب آنحضرت عالی درجات کے تمام عالم پر روشن ہین اور خاندان عالیشان سہروردیہ انہی کی ذات بابرکات سے ظاہر ہوا

غزل از مؤلف عفی عنہ

غوث الاعظم معدن نور جمال حیدری	نور او شد کامل از کمال حیدری
سیرت او سیرت ذات محمد یا نقشبند	عنبر بودے خصال او خصال حیدری
سیدو الا مناقب آن حشمت عالی جناب	بود فرزند نبی اولاد و آل حیدری
خلق احسن یافت محی الدین زاخلاق حسن	وصل شد با نور حق از اتصال حیدری
گشت اعجاز نبی از ذات پاک او عیان	ظاہر آمد از وجود او جلال حیدری

جنبشِ امجد را بدوشِ پاکِ خود پا داشتہ — زآسمان بر عرش پران شد بیالِ حیدری
فعلِ او فعلِ نبی رحمۃ للعالمین — قالِ او بس معتبر آمد چو قالِ حیدری
عید آمد در جہان شد دور غم و درد و الم — شد عیان بر چرخ دین چون این ہلالِ حیدری
یافت آن لختِ جگر از جدِ خود ارثِ بزرگ — از معراجِ نبی قربِ وصالِ حیدری
طرفہ تر رنگین گلِ زیبا ز بستانِ رسول — خوش ثمر در باغِ دنیا از نہالِ حیدری
وہ چہ غم گر دور لطفِ عام تو یا محی الدین — حشر یا بد چو روز زوالِ حیدری

مناقب ہشتم دربیان خریدنے پارچہ بیش قیمت آن جناب کے ایک سوداگر سے اور رنجیدہ ہونا خلیفہ بغداد کا اور انکے جرم کی سزا کو پہونچنا

مخبران ہزار داستان و راویان نادر بیان سے خبر ہے کہ شہر اشرف البلاد بغداد میں جس مقام عالی مقام میں دولت خانہ کرامت نشانہ محبوب سبحانی کا تھا وہاں ایک سوداگر مسافر آیا اور ساتھ ایک کپڑا نہایت بیش قیمت ہمراہ لایا اور ارادہ اسکا یہ تھا کہ اس کپڑے کو خلیفہ بغداد کے پاس حاضر کرکے قیمت بیش و انعام فراواں پاویگا سوداگر نے وہ کپڑا بحضور خلیفہ حاضر کیا اور عرض کی کہ اس کپڑے کی قیمت ہزار دینار ہیں تاجر کو سرکار والا سے عطا ہوں اور انعام علیحدہ ملکر یہ کپڑا خزانۂ عامرہ میں رکھا جاوے خلیفہ نے جو ہزار دینار قیمت اس کپڑے کی سنی تو خریداری پارچہ سے انکار کیا سوداگر کہ محض بامید حصول منافع قطع مسافت بعید کرکے بحضور خلیفہ حاضر ہوا تھا وقوع اس حال سے مایوس پھرا اور جس مقام پر فروکش تھا آکر نہایت بیقرار بحالت زار رونے لگا چونکہ وہ مقام مقام والا مقام غوث الاعظم سے قریب تھا خبر اسکی بحضور پرنور محبوب سبحانی ہو گئی آپ نے ارشاد کیا کہ ایک خادم جاکر اس تاجر مضطر کو مع پارچہ حاضر حضور کرے جب سوداگر بحالت ابتر حاضر ہوا بارشاد فیض آثار ہوا تو آپ نے وہ پارچہ سوداگر سے لیکر ارشاد کیا کہ اس کپڑے کا پیراہن انجناب کے واسطے تیار کرو اور ہزار دینار خزانۂ عامرہ ہماری سرکار سے سوداگر کو دیے جب سوداگر بحصول منافع اکبر اُس سرور جن و بشر سے رخصت ہوگیا اور اُس کپڑے سے پیراہن آن جناب کا قطع ہوا تو بالشت بھر کپڑے کی پیراہن سے کمی ہوئی اور بعند الغرض خدا

آپ نے حکم کیا کہ ہماری گلیم سیاہ کہنہ سے تھوڑا سا ٹکڑا کاٹ کر بجائے کمی پارچہ کے لگا دو اور پیراہن جلد تیار کر دو چنانچہ حسب الارشاد تعمیل ہوئی اور بجائے کمی پارچہ بیش قیمت کے پارۂ پارچہ گلیم سیاہ کہنہ لگایا تب جا کر پیراہن مبارک طول و عرض مین مطابق جسم شریف تیار رہا جب یہ خبر خلیفہ بغداد کو پہونچی تو آتش رشک سے جل گیا اور وزیر با تدبیر کو حکم دیا کہ تم بحضور غوث الاعظم حاضر ہو کر عرض کرو کہ خلیفہ وقت نے وہ کپڑا بیش قیمت تصور کر کے بکلام کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ خرید نہ کیا کہ ایسے کپڑے بیش قیمت خریدنے اور پہننے مین عین اسراف تھا پس آپکو یہ مناسب نہ تھا کہ جس چیز کو خلیفہ وقت خرید نہ کرے آپ خرید لیں اس سے نہایت خفت خلیفہ کی ہوئی کہ سوداگر اپنے دلمین تصور کرتا ہوگا کہ خلیفہ بغداد کے پاس یا تو دینار نہ تھے مفلس محض تھا و یا اُسکی ہمت کم ہمت ایسی نہ تھی کہ ایسا کپڑا بیش قیمت وہ خرید کرتا جب وزیر با تدبیر بحضور پیران پیر حاضر ہوا تو دیکھا کہ آنحضرتؓ اسی کپڑے کا پیراہن سے ہوئے بیٹھے ہین اور بجائے کمی کپڑے کے پیراہن مین ایک پارچہ کہنہ ٹاٹ کا لگا ہوا ہے حال حیرت مآل دیکھکر وزیر بولا کہ ایسے عالی ہمتی جناب غوثیہ کی کہ آپ کی نظر مین یہ کپڑا بیش قیمت اور پارہ سیاہ کہنہ ایک قدر و منزلت رکھتا ہے پس ایسے جناب کے سامنے جانا اور بے ادبی سے کلام کرنا عقل دور اندیش سے نہایت بعید ہے غرضکہ وزیر کے دل مین ایسی دہشت و رعب حضرت کا چھایا کہ مارے خوف کے کلام نہ کر سکا اور واپس جا کر بحضور خلیفہ حقیقت حال عرض کی خلیفہ وزیر پر نہایت رنجیدہ ہوا اور اپنے فرزند کو بہت سے سوار و پیادہ دیکر حکم دیا کہ فی الفور بحضور محبوب سبحانی جا کر تقریر مذکور عرض کرے جب فرزند خلیفہ مع سواران ہمراہی بدروازہ محبوب الٰہی حاضر ہوا تو اُسوقت آنحضرتؓ حالت مراقبہ مین تھے شور و غل اسپان و سواران سنکر آپ نے سر مراقبے سے اُٹھایا اور پسر خلیفہ کو روبرو کھڑے ہوئے دیکھا ہنوز کچھ نوبت عرض اور تقریر کی نہین پہونچی تھی کہ ملائکان حاضر الوقت کو ارشاد ہوا کہ پسر خلیفہ کو یہان سے اُٹھا کر ایسے مقام مین پوشیدہ کر دو کہ خبر اُسکی کسی بنی نوع انسان تک نہ پہونچے موکلان الٰہی حسب الحکم پسر خلیفہ کو اُٹھا کر لے گئے جب یہ خبر حیرت اثر خلیفہ بغداد کو پہونچی تو سخت گھبرایا اور غم فرزند سے ایسا رویا کہ تمام تھوا اپنا آنسوؤن سے دھو یا مگر مارے خوف کے خود بھی بحضور کرامت ظہور محبوب الٰہی کے حاضر نہین ہو سکتا تھا کہ اگر مین گنہگار بحضور آن محبوب کردگار حاضر ہونگا تو یقین ہے کہ مجھپر بھی یہی حالت

بڑا وقت گذر گیا جب کچھ چارہ اپنی حالت آوارہ کا نہ دیکھا تو مستغیثانہ بحضور اپنے مرشد کے حاضر ہوا اور حقیقت حال عرض کی مرشد خلیفہ نے ایک نقش لکھکر خلیفہ کو عطا کیا اور حکم دیا کہ رات کو وقت سونے کے زیر بالین رکھنا اور جو کوئی خواب میں نظر آئے اُس سے اپنا حال کہنا چنانچہ خلیفہ نے جب چار شب متواتر اُس نقش کو زیر بالین رکھا تو شب اوّل بخدمت عالی حضرت صدیق اکبر و شب دوم بخدمت والا نعمت عمر بن الخطاب و شب سوم بخدمت بلند مرتبت عثمان بن عفان و شب چہارم بخدمت فیض مرتبت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حاضر ہوا اور ہر ایک حضرت والا درجت سے اپنا حال پُر ملال عرض کیا مگر ہر ایک جناب سے یہی جواب حاصل ہوا کہ شاہ عبدالقادر جسکو باندھتے ہیں وہی کھولتے ہیں ہمارا اختیار اس بات میں کچھ نہیں پانچویں رات خلیفہ دربار سید الانبیا علیہ الصلوات الملک الاعلیٰ حاضر ہوا اور بدیدۂ اشکبار و چشم خونبار عرض کی کہ یا حضرت فرزند دلبند میرا جناب محبوب سبحانی قطب ربانی شاہ عبدالقادر جیلانی کی قید میں ہے فی سبیل اللہ امداد ہو کر دل ناشاد میرا شاد ہو ارشاد ہوا کہ ہمارے فرزند سعادتمند محی الدین کے قیدی کو کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ اُن ہی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کرو ورنہ سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہیں ہو گا آخر الامر خلیفہ اپنے مرشد کو شفیع گردان کر نالاں و گریاں بدرگاہ عالی جاہ محبوب سبحانی حاضر ہوا اور دست بستہ ہو کر عرض کی کہ خلیفہ نامراد با دل ناشاد حاضر دربار فیض آثار ہوا ہے اور اپنے جرم کا معترف ہو

امیدوار معافی تقصیر ہے

غزل من مؤلف عفی عنہ

عفو کر دیجے مری تقصیر کو
کسکو یہ رتبہ ملا تیرے بغیر

شاد کر دو اس دلِ دلگیر کو
کون پہونچا ہے تری توقیر کو
ہے سر تقریر تمہارا کیا کہوں

قید سے غم کی مجھے دیجے خلاص
پیر تم ہو دستگیر دو جہان
خاک سمجھے ہو زر و اکسیر کو

توڑ دیجے اب مری زنجیر کو
بخش دیجے اس ضعیف و پیر کو

جب تضرع و زاری اُس بغدادی فرماں روی کی بحد نہایت پہونچی تو جناب پیر نے تقصیر اُس دلگیر کی معاف کی اور نظر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو یکایک فرزند خلیفہ کا اُسی طرح ظاہر ہو گیا اور حاضر ہو کر آداب بجا لایا اور باپ کے قتل کو آمادہ ہو کر بولا کہ اے ظالم تو نے کیا ظلم مجھ مظلوم پر کیا ایسے مکان عالیشان سے

کہ وہاں مجھکو دن عید اور رات شب برات تھی طلب کیا کہ تیری تمام سلطنت اُس ساعت کے آگے ایک گھڑی کی نہیں بک سکتی اور خلیفۂ بغداد بدیدار فرزند دلبند خوش و خرم ہو کر بعد ادائے شکرانہ روانہ ہوا۔

غزل من مؤلف عفی عنہ

جناب غوث اعظم خاک کو اکسیر کرتے ہین	اگر کج ہو کوئی سیدھا بشکل تیر کرتے ہین
لکھوں اب مین بھلا تعریف کیا اس پیر روشن کی	تمنا جس پیر کی ہر اک جوان و پیر کرتے ہین
یہ وہ در ہے جہان شاہانِ عالم سجدہ کرتے ہین	فقیر آجائے گر اس در پہ پیران میر کرتے ہین
جناب قادری قادر ہین ایسے سارے عالم پر	کہ وہ قدرت سے اپنی بندشِ تقدیر کرتے ہین
تصور جسکو دیتے ہین اپنا عشقِ باطن کا	اُسے بس ہو کر کے صورتِ تصویر کرتے ہین
توجہ ہو اگر اک آن مین کافر مسلمان ہو	گدائے بینوا کو شاہ باتوقیر کرتے ہین
عجب درگاہ والا ہے کہ اس دربار عالی پر	ہزاروں التجا جون سرو بر دستگیر کرتے ہین

مناقب بست و نہم در بیان عطا ہونے فرزند کے ایک لا ولد کو بتوجہ موجہ محبوب سبحانی قدس اللہ اسرارہ السامی

شیخ داؤد بندگی ولی پنجاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ حاضر دربار دُربار غوث الاعظم تھے فرماتے ہیں کہ ایک کس بیکس بحضور آن دادرس حاضر ہوا اور عرض کی مجھ بے وسیلہ بے حیلہ کے گھر مین کوئی چراغ نہین ہے کہ جس سے کاشانہ مجھ دیوانے کا روشن ہووے لہذا آستان فیض توامان پر آیا ہوں کہ اس نامراد کو بحصول مراد دلشاد کر دیجئے فرزند دلبند جناب الٰہی سے عطا ہو از مؤلف

ترے در پہ آیا ہون امیدوار	کہ ہین آپ محبوب پروردگار
کرو لطف اس بندۂ زار پر	کہ حاصل ہو مقصودِ دل ایکبار

جناب محبوب سبحانی نے دست دعا بدرگاہ ربانی اٹھائے اور اس دل شکستہ خاطر خستہ کو واسطے بیٹا طلب کیا اور سائل سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہم نے تیرے واسطے جناب الٰہی سے فرزند طلب کیا

سو عطا ہوا مبارک ہو چنانچہ اُسی روز عورت اُسکی حاملہ ہوئی اور بعد انقضاے میعاد بحکم قاضی الحاجات دختر پیدا ہوئی اور وہ درویش دختر کو لیکر بجناب غوثیہ حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور نے وعدہ عطاے پسر جناب الٰہی سے تھا مگر نحوست طالع میرے سے دختر تولد ہوئی از مؤلف

ہون دل و جان سے مین اُسکی رضا پر راضی	رات دن رہتا ہون مین اُسکی قضا پر راضی

پیر جہان گیر یہ تقریر اُس دلگیر کی سنکر متبسم ہوے اور فرمایا کہ اِس دختر نیک اختر کو ان ہی کپڑون مین لپیٹ کر گھر مین لیجاؤ وہان جاکر دیکھنا کہ لڑکی ہی یا لڑکا جب درویش گھر مین آیا تو اُس لڑکی کو لڑکا پایا شکرانہ بجالایا

غزل من مؤلف عفی عنہ

جناب غوث اعظم جسکو دل سے پیار کرتے ہین
تبسّل انجم اُسکو مطلع انوار کرتے ہین

جو دل بستہ ہوا اُسکو غنچہ خوش رنگ کر دیتے
اگر ہو خار اُسکو صورت گلزار کرتے ہین

جو سر رکھے کوئی اُنکے سر دار محبت پر
وہین وہ سرور عالم سے سردار کرتے ہین

پشیمان ہو جو اپنے جرم سے مجرم کوئی اگر
اُسی مجرم کو فوراً محرم اسرار کرتے ہین

جواہر ہو جو آوے سنگ بیشک آپکے در پر
اگر قطرہ ہوا اُسکو ابر گوہر بار کرتے ہین

جو ہین بدخواہ بھی دین وہ ہین دشمن پیمبر کے
وہ ہین پیارے خدا کے جو کہ اُسکو پیار کرتے ہین

عجب الطاف ہین معروف مجھ عاجز کی حالت پر
عجب شفقت بحال سرور نادار کرتے ہین

مناقب بست و دوم دربیان احوال ایک بافندہ کے ذائق آنحضرت معدن برکت کے

راویان راستی شعار و ناقلان صدق گفتار روایت کرتے ہین کہ جناب سلطان الاولیا سید الاصفیا محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی ایک روز شہر گیلان دار الامان سے سیر و شکار کے لیے بجانب صحرا تشریف لے گئے اتفاقاً سیر کرتے ہوے ایک موضع مین رونق افروز ہوے اور اُس گاؤن مین ایک سفید باف سینہ صاف رہتا تھا اور اپنے کام نیک انجام مین اُستاد حق یاد تھا اور اُسکا دستور یہ تھا کہ تمام سال مین ایک تھان بافندہ دل تافتہ بنتا تھا اور تھان تیار کرکے بخدمت بادشاہ والاجاہ گذرانتا تھا اور اُسکی قیمت سے

بسر اوقات کرتا تھا جب اُسنے آوازہ فیض اندازہ آمد آمد جناب غوثیہ کا سنا تو صدق دل محض
سے شرفیاب خدمت سراپا برکت ہو کر زمرۂ خدام والا مقام داخل ہوا یہانتک کہ کبھی جدائی محبوب آپکی
اسکو منظور نہ تھی اور در دولت خانہ کرامت نشانہ حضرت پر اُسنے دوکان کارخانہ سپید بافی کا جاری کرکے
یہ معمول رکھا کہ تمام سال مین محنت شبانہ روز دو تھان بافتہ کے تیار کرکے ایک تو اول بحضور محبوب سبحانی
پیش کرتا اور دوسرا بخدمت بادشاہ لیجاکر زر قیمت حاصل کرتا آخر کار کسی غماز دغاباز نے یہ خبر بادشاہ کو
پہونچائی کہ وہ بافندہ سال بھر مین دو تھان بافتہ کے جو تھان اُس سے قسم اول و عمدہ ہوتا ہی
وہ اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت مین گذرانتا ہی اور دوسرا تھان جو ناپسند ہوتا ہی وہ حضور مین لاتا ہے
بادشاہ نے جو یہ کلام نافرجام اُس بدانجام کا سنا تو آتش حسد اُسکے مجمر سینۂ پرکینہ مین مشتعل ہوئی
اور بافندہ کو طلب کرکے حکم دیا کہ آیندہ دونون تھان جب تو تیار کیا کرے تو ہمارے پاس حاضر کیا کر
دونون تھان سے جو پسند خاطر ہمارے ہوگا ہم لے لیا کرینگے تو دوسرے کے واسطے تجھکو اختیار
ہوگا کہ اپنے مرشد کی خدمت مین گذرانے اور اگر خلاف حکم تعمیل ہوگی تو تیرے حق مین بہتر نہیں
بندہ بافندہ نے اگرچہ روبروے بادشاہ حسب مصلحت وقت آرے سلے کیا مگر دل مین نہایت پر غضب
تھا اور بجناب غوثیہ حاضر ہو کر عرض کی کہ یہ بادشاہ ناآگاہ ناحق مجھ بے گناہ پر غصے ہوا ایسے شخص کو سزا
ملنی ہو کہ دوبارہ کوئی ناکارہ بچشم حقارت خادمان حضرت کی طرف نہ دیکھے ارشاد ہوا کہ باہم اور تم
دونون فقیر ہین فقیرون کو ایسا غصہ نہ چاہیے پھر وہ بادشاہ تجھپر غضبناک نہوگا تو فکر نہ کر بافندہ کبھی وقت
وقت بوقت بادشاہ کی سزا کیواسطے بجناب غوثیہ عرض کرتا رہا ایکدن آنحضرت کو بحالت جلالت دیکھے
بافندہ نے موقع پاکر عرض کی کہ حضور سے آج تک اُس بادشاہ ناانصاف کو سزا نہین ہوئی اور
اُس بادشاہ ناحق آگاہ نے مجھ بے گناہ کو ناحق خفا ہے ناسزا کہین تھین جب تک کہ حضور ہی ایسے
ناحق شناس ناسپاس کو سزا نہوگی حق رسی اس خادم درگاہ کی نہین ہوتی اُسوقت روبرو حضرت کے
ایک پیالہ مٹی کا رکھا تھا آنحضرت نے ایک نقش پیالے مین لکھکر پیالہ حوالہ بافندہ کے کیا اور فرمایا کہ
اس پیالے کو اُلٹا کرکے رکھدو بافندہ نے جو اُس پیالے کو اُلٹایا تو یہ حال ہوا کہ معہ لشکر اور ملک

اُس بادشاہ کا تمام بادشاہ سب کا سب زیر پیالہ آ گیا اور بنی آدم کی نظر سے گم ہو گیا اُن دنون
مین والدہ اُس بادشاہ کی واسطے ادائے حج کے بمقام عالی مقام حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً
گئی ہوئی تھی جب واپس آئی اور اپنے بیٹے کے ملک کی سرحد کو پہونچی تو کہین نام و نشان اُس
بے نشان کا نہ پایا ہر چند بیابان بے پایان مین تگ و دو کی مگر کہین نام اُس گمنام کا نہ پایا از موزون

نہ تھا ملک اور تھا نہ نام ملک کا	نشان تھا نہ زیر نگاہ ملک کا

آخر الامر جب ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئی تو بخدمت ایک درویش سعادت کیش کے کہ اُس
جنگل مین رہتا تھا اور اکثر اشخاص عام و خاص اُس سے کامیاب ہوتے تھے حاضر ہو کر بچشم
گریان و سینہ بریان عرض حال پُر ملال کی درویش صفا کیش نیک اندیش نے جو سرگذشت اُس
دل ریش کی سنی تو حالت پُر آفت پیرزال پر رحم کھا کر ایک تعویذ عطا کیا اور حکم دیا کہ چاندی مین رکھکر
سونے کے وقت اپنے سر کے نیچے رکھ لینا جو کوئی شخص خواب مین نظر آوے اُس سے اپنا حال
عرض کرنا چنانچہ پیرزال کہن سال نے حسب الارشاد درویش صفا کیش عمل کیا تو اوّل وہ پیرزال
بحضور ہر چہار خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر ہوئی اور بعد بحضور رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم شرفیاب ہو کر حال پُر ملال بدیدہ اشکبار عرض کی آن حضرت علیہ الصلوٰت والسلام
حالت پُر حسرت پیرزال سے متفکر متوجہ جناب الٰہی ہوئے کہ الٰہی یہ ایسا کون زبردست صاحب زور ہے
کہ ایسی قدرت اُسکو تجھ قادر علی الاطلاق نے بخشی ہے کہ اُس نے کل ملک و بادشاہ و لشکر
اور خزانہ سب کا سب اُس شخص کا غارت کر ڈالا ہے ندا ہوئی کہ غوث الثقلین آپکے نور العین حسنین
مین سے ہین خدام کی بے ادبی سے لڑکا اِس پیرزال کا ماخوذ ہے یہ سنکر آنحضرت نے سجدہ شکر ادا کیا شکرانہ اسکا
کہ ایسا ولی صاحب قدرت سوائے اولاد ہماری کے اور کوئی نہین ہے پس بعد جناب رسالت مآب عالم
باطن متوجہ جناب محبوب سبحانی ہوئے یعنی مع اُس پیرزال کے بدولت خانہ کرامت نشانہ
غوثیہ رونق افزائی کی اور جناب غوثیہ سے استفسار حال پیرزال فرمایا جناب محبوب سبحانی
نے اُسی مرد با فسدہ کو روبروے جناب پیغمبر علیہ الصلوٰت الملک الاکبر پیش کیا اور عرض کی کہ

گی حال اپنا پیر غید باف سینہ صاف عرض کرے گا چنانچہ بافندہ سرافگندہ نے ہاتھ باندھکر کل احوال بحضور انظر النور عرض کیا اور عرض پرواز ہوا کہ ہلوگ کمترین خدام بارگاہ فلک بارگاہ حضور مین ہماری عزت اور حرمت بندگان حضور کے اختیار مین ہی آخر الامر بسفارش خاتم المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم تقصیر اُس بادشاہ حال تباہ کی معاف ہوئی اور بشید باف نے حسب الارشاد جناب غوثیہ وہ پیالہ جسکے نیچے تمام لشکر اور بادشاہ اور ملک قید تھا سیدھا کر دیا پیالے کے سیدھے ہوتے ہی بیرزال فرخندہ فال کے بخت سیدھے ہو گئے اور نہایت خوش دل اور خوش حال ہو کر سرحد ملک اپنی کو پہونچی اور فرزند دلبند سے ملکر تمام حال بیان کیا اور تاکید کی کہ ایسے جناب کے خادمان عالی شان کے حق مین بے ادبی ہر گز کرنا نہین تو پھر خلاصی محال ہو گی چنانچہ وہ بادشاہ از رہے صدق باطن معہ اپنی والدہ کے اپنے ملک سے روانہ ہو کر بوسیلہ جمیلہ سفید باف بحضور جناب حضرت غوث اعظم حاضر ہوا اور سلک خدام ذوی الاحتشام قادریہ مین منسلک ہو کر بہرہ یاب دنیا و آخرت ہو گیا

غزل من مؤلف عفی عنہ

تاب کسکی کب ہو اتنا حوصلہ انسان کا
سامنا کرے کوئی اُس شاہ عالی شان کا

تھام سکتا ہی کوئی بھی وار اُس تلوار کا
حملہ سر پر کون لے اُس خنجر بران کا

قاتل کفار عالم رستم میدان دین
وہ جگر گوشہ بہت پیارا شہ مردان کا

کونسا گل ہی وہ ہر رنگ گل باغ رسول
سرو جسر کون ہی اُس حیدری بستان کا

کونسی گردن نہین خم اُسکے بار حکم مین
کون سر اُسکا نہین ہی زیر بار احسان کا

کونسے جن و بشر اُسکے نہین ہین بہر ود
کونسا انسان نہین ہی فضلہ خوار اُسکے خوان کا

پر گنہ پر جرم و پر عیب و خطا ہی یہ غریب
بخشدیجے گا گنہ اس سرور نادان کا

مناقب بست و سوم در بیان ایک مرید حضرت غوث الاعظم کے کہ بعد مرنیکے اُسکی نعش نہ جلتی تھی اور پھر حسب الارشاد غوثیہ غسل جنازہ اُسکا

۱ بطریق اسلام ہو کر دفن کیا گیا

جناب قاضی عماد علوی بن نظام شاہ محمد بن قدوۃ العارفین وجیہ الدنیا والدین قاضی علوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ شہر برہان پور میں دیوار بدیوار گھر ہمارے کے ایک ہندو قوم کھتری رہتا تھا اور جان و دل سے معتقد حضرت محبوب سبحانی تھا اور جس نے نام نامی و اسم گرامی آن جناب عظامی سن پاتا جان و مال اپنا اُس پر قربان کر دیتا اور بروز عرس یعنے سالینہ حضرت وہ ہندو اقسام اقسام طعام لذیذ تیار کرا کا بر افاضل وقت کو کھلاتا اور روشنی از حد زیادہ کرتا تھا ناگہاں بحکم قادر جان ستان وہ عاشق بیجان مر گیا تو متعلقان اُسکے حسب رسوم کفار نابکار لاش اُسکی مقام مرگھٹ واسطے جلانے کے لے گئے اور مستعد جلانے کے ہو کر لاش کو لکڑیوں میں رکھا اور آگ دی اور تیل گھی وغیرہ معمولی بھی ڈالا چونکہ وہ بندہ بندہ درگاہ عالم پناہ شہنشاہ ولایت تھا آگ نے ایک بال بھی اُسکا نہ جلایا کفار ناہنجار یہ حال پر ملال دیکھکر سخت گھبرائے اور تیل اور گھی آگ کے اوپر اور مضاعف کیا پھر بھی بحکم قُلنا یا نارُ کُونی بَرداً وسلاماً علیٰ ابراہیم آگ میں کچھ اثر پیدا نہوا الا اعلم

ہر کہ سر بر آستان عبد قادر داشتند	خوف دنیا ہم عقبے از جہان بر داشتند
یافتند از آستانش دولت دنیا و دین	از حکومت سر بہ چرخ چار مین افراختند

جب کفار نابکار اپنے ارادہ ناپاک سے مایوس ہوے تو یہ ارادہ کیا کہ اُس مردہ دل افسردہ کو آگ سے نکالکر دریائے ناپید اکنار میں بہا دیں کہ وہاں یہ لاش دلخراش طعمہ ماہی و نہنگ ہو جاویگی اتفاقاً ایک درویش صفاکیش خادمان جناب غوثیہ سے اُس شہر میں رہتا تھا اُسکو بعالم باطن دربار جناب محبوب سے یہ ارشاد ہوا کہ آج ایک ہندو کہ ظاہر بصورت کفار اور دل سے کلمہ طیبہ کا اقرار کیا ہوا ہے فوت ہو گیا ہے اور متعلقان اُسکے اُسکو آگ میں ڈالکر انیا دیتے ہیں اور اب ارادہ بہا دینے کا دریا میں کرتے ہیں سو تم وہاں جاؤ اور لاش اُس نیک معاش کی اُن اوباشوں کے ہاتھ سے لیکر حسب آئین بہین اسلام ذوی الاکرام دفن کر دو اور مشہور کر دو کہ یہ قبر مسمّٰے سعد اللہ کی ہے جسکا نام نامی بحضور محبوب سبحانی رکھا گیا ہے چنانچہ درویش مانند اقربا و خویش با دل ریش و چشم پرنم اُس خاکسار کی لاش پر حاضر ہوا او اُسکے

اقربا کو اس حال سے مطلع کیا کہ یہ شخص منظور جناب پُرنور محبوب سبحانی ہے اسکو آگ سے کیا لاگ اور پانی سے کیا مطلب یہ لاش میرے حوالے کر دو کہ میں اسکو بطریق اسلام نیک انجام دفن کروں اگرچہ وہ کفار سیہ کار روادار اس بات کے نہ تھے مگر چار ناچار تن برضا دیکر لاش اُنکی حوالے درویش کی کی اور درویش صفا کیش نے اُس مسلم اسلم کی لاش بعد غسل کفن دلوا کے نماز جنازہ دفن کی رباعی

ای برادر گر ہمے خواہی بعقبے سروری	باش در دنیا زکلب آستانِ قادری
بالیقین باید نجات و گردد از اہلِ بہشت	ہر کہ او باشد مرید خاندانِ قادری

غزل من مولف عفی عنہ

منکہ پابوس سگ درگاہِ عبدالقادرم	خاک پابوس جناب شاہ عبدالقادرم
گشت گمراہ آنکہ او گردید گم زین راہ راست	شکر ایزد را کہ من بر راہِ عبدالقادرم
من چہ غم دارم ز بدخواہانِ خود اندر جہان	بندہ درگاہ بے پرواہ عبدالقادرم
فخر من این بس کہ در عالم ز صدقِ جان و دل	خادم دربارِ عالی جاہ عبدالقادرم
ستمروم من خادم عالی جناب محی دین	از نمک خوارانِ شاہنشاہ عبدالقادرم

منقبت چہارم دربیان سکنائے اس شہر کے بسبب تعظیم نام نامی و اسم گرامی محبوب سبحانی کے ماتحت کسی حاکم کے نہ تھے اور نہ کسی چور اور قزاق کا انکو خوف تھا

خادمان صدق شعار و راویان راست گفتار روایت کرتے ہیں کہ ایک درویش سعادت کیش خادمان جناب غوثیہ سے شہر اشرف البلاد بغداد بارادہ سیر سیاحی روئے زمین روانہ ہوا شہر در شہر اور ولایت در ولایت گزرتا پھرتا تھا اتفاقاً ایک شہر میں جو ہر میں وارد ہوا اور اُس شہر کا یہ حال تھا کہ سکنا وہاں کو کسی حاکم یا بادشاہ کے ماتحت حکومت نہ تھے ہر ایک اہل شہر اپنے اپنے گھر میں گویا حاکم تھا اور نہ اُس شہر کے رہنے والے کسی دین یا مذہب کے پابند تھے مگر یہ دستور انکا تھا کہ آٹھویں روز بروز چہار شنبہ تمام مرد و زن شہر سے باہر جا کر ایک تالاب پر کہ متصل شہر واقع تھا غسل کیا کرتے اور ایک دیگ بلب تالاب رکھی تھی ہر ایک آدمی

حتی التوفیق میدہ یا شکر یا گھی لا کر اُس دیگ مین داخل کر دیتا اور رات کو تالاب پر رہ کر پنجشنبے کے
دن اُس میدہ اور شکر وغیرہ سے حلوائے لذیذ بنا کر اُسمین تقسیم کرتے اور بعد فراغت شہر تون آجاتے
اور بلا خوف کسی حاکم اور چور اور راہزن کے آرام تمام زندگی بسر کرتے جب اُس درویش صدق کیش
نے یہ طریق اُنکا دیکھا تو پوچھا کہ تم اس طریق پر کس معبود کی عبادت کرتے ہو اور دین مین تمہارا کیا ہے
ایک کس بولا کہ یہ عبادت کسی معبود کی نہین بلکہ یہ دن ایک بزرگ کا ہم کرتے ہین کہ سوائے خدا کے کوئی علاج
اُس سے نہین ہے بروز چہار شنبہ روزہ اُس نیک سیرت کا ہم رکھتے ہین اور بروز پنجشنبہ حلوا بنا کر اُسکے
نام پر تقسیم کر کے روزہ افطار کرتے ہین اور اسم شریف اُس بزرگ کا ہم عام لوگ نہین جانتے ایک شخص ہم مین
سے بہت بڑا ہے اُسکو حضرت کا نام عالیمقام معلوم ہے اگر تمکو بھی دریافت کرنا ہے تو اُس سے دریافت کر لو
چنانچہ وہ درویش نیک اندیش اُس شخص کا نام ونشان پوچھتا ہوا اُسکے پاس پہونچا اور نام نامی آنحضرت
اُس سے دریافت کیا وہ بولا کہ ہم بلا غسل کے نام گرامی آنحضرت کا زبان پر نہین لاتے تم بھی بروز چہار شنبہ
روزہ رکھکر تالاب پر آؤ جو باہر اس شہر کے واقع ہے حاضر ہونا اسم گرامی آنحضرت سے تمکو مطلع کیا جاویگا غرض
جب موقع روز چہار شنبہ کا پہونچا تو تمام زن ومرد لوگ نواحے شہر تالاب پر گئے تو یہ درویش بھی حاضر ہوا اور
اُس پیر روشن ضمیر کے پاس جا کر منتظر ایفائے وعدہ ہو کر بیٹھ گیا بعد غسل وطہارت بدن وہ پیر خوش تقریر
مخاطب بدرویش ہوا اور ایک کتاب کہ نہایت تکلف سے مطلا کی ہوئی تھی اور اُس مین نام گرامی آنحضرت
باب طلا لکھا ہوا تھا جیب سے نکالی اور نہایت ادب سے مؤدب ہو کر بیٹھا اور پہلے کتاب کو سر پر رکھا اور پھر
آنکھون سے لگایا اور بعد ازان کتاب کھول کر بولا کہ سنو بھائی اگرچہ نام نامی واسم گرامی آنحضرت
کے بہت ہین شمار مین نہین آتے مگر اسم اعظم یہ ہے کہ نام نامی اُس ذات گرامی کا غوث الثقلین
نور العین حسنین محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی مقبول سبحانی ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی ہے مولد
آپ کا دار الامان گیلان اور مسکن افخر البلاد بغداد ہے اور ایک شخص معتقدان آنحضرت معدن برکت
وارد اس شہر کے ہوا تھا ہم اُن دنون مین حکام ظالم اور قطاعان طریق کے ہاتھ سے بیجان ہو گئے تھے
اُس نے ہمکو یہ تعلیم کی کہ اگر تم بروز چہار شنبہ روزہ رکھو اور پنجشنبے کے دن حلوا آپ کی روح کا

بنا کر اور باہم تقسیم کر کے روزہ افطار کرو۔ اور نام آپ کا کبھی بلا غسل زبان پر نہ لاؤ تو کوئی حاکم و بادشاہ تم پر حکومت نہ کریگا نہ کسی چور یا قطاعان طریق کا خوف رہیگا چنانچہ اُس روز سے ہم یہی عمل کرتے ہیں عملی حاکم کی رعایا ہیں اور نہ کسی کا خوف ہمکو دامنگیر حال ہی آرام تمام گزران کرتے ہیں ایک دفعہ ایک بادشاہ عالیجاہ نے ارادہ تسخیر اس شہر کا کیا تھا اور فوج دریا موج روانہ کی تھی سونے دروازے شہر کے بند کر لیے تھے رات کو بحکم الٰہی اُس لشکر پر ایسی آگ برسی کہ تمام اسباب جل گیا اور لشکری جان بسلامت لیکر بھاگ گئے اُس روز سے پھر کوئی حاکم اس شہر کی طرف رخ نہیں کرتا بلکہ ایسا خوف کرتے ہیں کہ جو کوئی اس شہر کا رہنے والا دیگر شہر میں بسبب کار ضروری کو جاتا ہی حاکم وہاں کا استقبال کو آتا ہی اور اپنے علاقہ سے صحیح و سلامت نکال دیتا ہی درویش صفا کیش یہ تقریر اُس پیر روشن ضمیر کی سنکر بولا کہ سچ ہی جناب غوثیہ ایسے ہی ہیں کہ جیسے تمہارا اعتقاد ہی مگر تم پر واضح ہو کہ سب کا خالق و رازق خدائے عز و جل ہی اور انکے بعد جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ الملک الاکبر ہیں کہ جنھوں نے باعزاز رسالت معزز ہو کر ایک گروہ کو راہ راست دین اسلام دکھلایا اور جناب غوث الثقلین اُن ہی کے فرزند دلبند ہیں تمکو مناسب ہی کہ دین محمدی کی شرائط بموجب عمل کرو تو اُس جناب میں اوّل سے زیادہ عزیز ہوگے جب یہ تقریر دلپذیر اُس درویش نیک اندیش کی کل سکنائے اُس شہر نے سنی تو سب نے ہدایت ایزدی تعلیم دین محمدی پائی اور مشرف بشرف اسلام ہوے اللھم شرفنا بشرف الاسلام وھدانا بطریق الھدایۃ والنجاۃ وادخلنا فی دار السلام بحق محمد والہ واصحابہ اجمعین

غزل از مولف عفی عنہ

گر تو سے سائی جبین بر آستانِ قادری
سروری حاصل کنی بر خادمانِ قادری

آن جناب صاحبِ الامر اتب محی دین
ثبت بر عرش معلّی شد نشانِ قادری

ہر کہ شد زیر نظر شد اولیاے نامور
شانِ عالی یافت در کیدم ز شانِ قادری

چون گل خندان ز خارِ عدو غم شد ایمنا
یافت بو ہر کس ز بوے بوستانِ قادری

نام نامی یافت آن خیر البشر در جن و انس
در ملائک گشت بالاتر مکانِ قادری

شد شہنشاہِ ولایت حاکم اقلیم دین	ہر کہ شد کمتر گدائے آستانِ قادری
بر در اہلِ جہان ہرگز ندارد احتیاج	تر ز راست از دل مدح خوانِ قادری

مناقب بست و نہم دربیان شفا پانے ایک درویش مریض کی بتوجہ موجہ جناب محبوب سبحانی قدس سرہٗ

راویان با اعتقاد و ثناگویان حق یاد سے روایت ہو کہ جب جنابِ ہدایت مآب محبوب سبحانی با رشاد ربانی دار الامان گیلان سے رونق افزائے اشرف البلاد بغداد ہوئے تو آوازہ فیض اندازہ کرامات و خرق عادات جناب غوثیہ گوش زد اشخاص عام و خاص ہوا اور عوام الناس صداقت اساس آستانۂ دولت خانۂ کرامت نشانۂ آن قطب زمانہ پر حاضر ہو کر مستفیض و مستفید ہوا ایک درویش محبت کیش کسی شہر مین جو شہر بغداد سے بہت دور سکونت پذیر تھا جب اُس نے بھی تعریف آن ولی ذوالاکرام زبانی خاص و عام کے سُنی تو اُسکو بھی اشتیاق قدمبوسی آنحضرت دل محبت منزل مین جوش زن ہوا المدا بپائے چشم روانہ ہو کر وارد شہر بغداد ہوا اتفاقاً گذر اُسکا بمقام اصطبل خاص آن جناب مین ہوا دیکھا کہ ایک ایک اسپ دلچسپ آپ کا اسقدر قیمت کا ہو کہ بادشاہان ذیشان و حکام عالی مقام کے بھی خواب مین نہ آیا ہو اور ہر ایک راس حسن اساس پر ایک ایک جُل اطلس و دیبا زربفت ایسی پڑی ہین کہ خزانہ سلطانی بھی اُنکی تیاری مین کفایت نہ کرے زنجیر تو سونے کی اور میخین چاندی کی اُن گھوڑون کے واسطے طبیلا مین عاد اور خدمتگاران بیشمار اُنکی خدمت مین جان نثار ہین درویش صداقت کیش نے جو یہ تجمل و حشمت اصطبل خاص کا دیکھا تو یہ وسوسۂ شیطانی اُسکے دل محبت منزل مین پیدا ہوا کہ بھلا اس شخص کے پاس تو اسقدر دولت و ثروت دنیا موجود ہے اُسکو یاد الٰہی مین کیا لذت حاصل ہو گی چنانچہ اس خیال محال ذ اُسکو در ہی سے واپس پھیرا اور دروازۂ اصطبل سے واپس ہو کر ایک مسجد مین ٹھہرا اتفاقات زمانہ سے اُسی روز وہ بیچارہ خانہ خراب آوارہ بیمار ہو گیا اور بیماری ایسی طاری ہوئی کہ زندگی اُسپر بھاری ہوئی امام مسجد نے کہ نہایت دل رحیم و طبع کریم رکھتا تھا بیمار کو بغایت زار و بیقرار دیکھکر ایک طبیب نیک نصیب کو معالجہ اُس درویش دلریش کے حاضر کیا طبیب قریب اُس غریب کے آیا تو اُسنے بعد ملاحظۂ نبض و قارورہ یہ تجویز کیا کہ فلانی جنس کا گھوڑا کہ اس شہر مین بہت تھوڑا ملتا ہو اگر ملجائے تو ذبح کرکے اُسکے خون سے اس مریض

کو غسل دیا جاوے شاید کہ شفا پاوے اور بجاے غذا اُسی گھوڑے کے دل اور جگر کباب کرکے اس
سوختہ دل کو کھلانے چاہییں چنانچہ حسب التلاش ایسا گھوڑا سواے اصطبل جناب غوثیہ کہیں دستیاب
نہوا اسواسطے وہ امام نیک انجام بامید عطاے اسپ دلچسپ بحضور محبوب سبحانی حاضر ہوا اور احوال
مریض سے اطلاع کی محبوب ربانی نے زبانی اُس امام ذوی الاکرام کے حال مریض کا دریافت فرماکر
فوراً ایک خادم کو مامور کیا کہ اُس بیمار زار کو مع طبیب حضور میں حاضر کرے جب بیمار و طبیب مشرف
بدیدار فوربار ہوئے تو آپنے بیمار کی نہایت تسلی کی اور طبیب سے ارشاد کیا کہ ہمارے اصطبل سے جو جو اسپ
لائق معالجہ اس بیمار کے ہو وہ ذبح کرکے اِسکا علاج بخوبی کرو غرضکہ ایک گھوڑا روزمرہ اصطبل آنجناب
سے اُس بیمار کے علاج میں صرف ہوتا تھا یہانتک کہ کل اسپان عالیشان اُس مسافر کے علاج میں
صرف ہوکر بیمار نے صحت پائی اور بعد غسل صحت بخدمت بابرکت حاضر ہوا اور بولا کہ **شعر**

زاحسانے تو رانم داستانے	اگر ہر موے من گردد زبانے

جسقدر توجہ حضرت کی بحال مجھ کمترین مسافر کے مبذول ہوئی ہے شکریہ اسکا کس زبان عجز بیان سے ادا کروں از مؤلف

تیرے احسان کا یہ ممکن ہے بیان ہو جاوے	گر سراپا یہ تن زار زبان ہو جاوے

آنحضرت معدن برکت نے یہ تقریر دلپذیر اُس خوش تقریر کی سنکر تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے مسافر
تو فلانے شہر اور فلانے محلہ اور فلانے مقام والا امام سے بمراد حصول دیدار فوربار ہمارے کے بغداد میں
آیا جب ہمارے محلے پر پہونچا تو کچھ وسواس تیرے دل محبت اساس میں گذرا تھا تو بخوبی جانتا ہے یہ تمام
مرض اور بیماری جو تجھپر طاری ہوئی ہے اُس وسواس بیجا ساس کی شامت تھی اور وہ خیال تیرا فی الحقیقت
راست تھا کہ ہم لوگ فقرا کو ایسے اسپان عالیشان سے کیا سروکار اور اسباب طلائی اور زردوزی سے
کیا مطلب مگر تیرے آنے سے اوّل ہمکو جناب الٰہی سے ارشاد ہوا تھا کہ فلانا درویش فلانے شہر سے
تمہاری ملاقات کو آتا ہے اور بغداد میں آکر بسبب شامت ایک وسواس شیطانی کے ماخوذ مرض مہلک
ہوگا اور پھر ایسے ایسے تمام کے گھوڑوں کے خون اور کباب سے شفا پاویگا لہذا بنظر اداے شرط
مہمانداری تیری کے وہ گھوڑے دور و نزدیک سے ہم پہونچا کر جمع کیے گئے تھے اور زنجیرہاے زر

و تنہائے سیمین و جنہائے اطلس و زربفت اسواسطے موجود کیے گئے تھے کہ جو طبیب تیرے علاج کے واسطے آوے وہ محروم نہ جاوے اب وہ گھوڑے تو تیرے علاج میں صرف ہوئے اسباب باقی ماندہ تیرے روبرو تیرے معالج کو دیا جاتا ہے چنانچہ عنایت ہوا درویش صفا کیش تقریر جناب پیر کی سُنکر سجدات شکر بجالایا اور بسلک خدام ذوی الاحتشام منسلک ہوا

غزل من مؤلف عفی عنہ

صدق دل سے جو کہ تیرے آستان پر آگیا
بس زمین عجز سے وہ آسمان پر آگیا

سنگ در پر وہ دل مرکے آ پہنچے اگر
پھر دوبارہ وہ بیچارہ اس جہان پر آگیا

نامور بس ہو گیا عالم مین اُنکے نام سے
نام نامی آپ کا جسکی زبان پر آگیا

خوف کیا احسن غلام درگاہ عالیجاہ کو
جو کوئی اُنکے در دارالامان پر آگیا

رحم کیجے اپنے مستور کے ابتر حال پر
دل سے گذرا یہ جواب وہ اپنی جان پر آگیا

مناقب بست و ششم در بیان احوال شیخ احمد زندہ فیل رحمۃ اللہ علیہ کہ شیر پر سوار ہوتے تھے

مریدان باارادت و خادمان اہل سعادت سے روایت ہے کہ جناب شیخ احمد زندہ فیل خادمان والا مکان جناب سلطان ابوسعید ابوالخیر سے تھے عجب حالت پُر جلالت رکھتے تھے کہ بجائے سواری اسپ شیر دلیر پر سوار ہو کر ہر ایک اقلیم اور ولایت مین سیر کرتے تھے اور رعب و دہشت شیخ صاحب کا یہان تک جانشین دلہائے اہل مین واشخاص عام و خاص ہوا تھا کہ کوئی شخص کیا اولیائے ذوی الاکرام اور کیا حکام عالی مقام تھے اُنکے سامنے دم نہین مارتا تھا اور آپ جب کسی ملک و ولایت مین تشریف لیجاتے وہان کے ولی کے نام حکم جاری کرتے کہ ہمارے شیر دلیر کی خوراک کے واسطے ایک گائے بھیجدو اور یہ تعمیل ارشاد اُنکے جابجا تعمیل ہوتی تھی اتفاقاً وہ حضرت ایک شہر مین وارد ہوا اور وہان کو ولی با ولایت و قطب عالی مرتبت سے گائے طلب کی اُسنے گائے تو بھیجدی مگر براہ ظرافت یہ بھی کہلا بھیجا کہ حضرت کیا آپ خدا کی طرف رونق افروز نہین ہوئے اگر آپ یہان تشریف ارزانی فرمادینگے تو بہت عمدہ گائے شیر کے واسطے یاد دینگے شیخ صاحب کو طعن اُس ولی کا نہایت شاق گذرا اور فرمایا کہ اب ہم اُسی سمت کو روانہ ہوتے ہین

اور بغداد میں پہونچکر وہان کے ولی سے بھی بیشک ضیافت شیر کی لینگے چنانچہ اسی وقت عازم سمت اشرف البلاد بغداد کے ہوے اور جناب محبوب سبحانی کو بھی الہام غیبی سے حال تشریف آوری شیخصاحب کا دریافت ہوا تو باورچی مطبخ کو ارشاد کیا کہ شیخ احمد جام ہمارے شہر مین تشریف لاتے ہین اور شیر دلیر سوار ہین ایک مادہ گاو انکے شیر کی ضیافت کے واسطے مہیا رکھو کہ بروقت آنے شیخصاحب کے انکے شیر کی ضیافت مین دیر نہو جب شیخصاحب ؒ وارد بغداد ہوے تو زبانی اپنے خادم کے بحضور محبوب سبحانی کہلا بھیجا کہ شیخ احمد جامی کہ ولی نامی واولیاے گرامی ہین بغداد مین آکر رونق افروز ہوے ہین اور شیر انکی سواری مین ہے اُس شیر کی خوراک کے واسطے ایک گاے بھجوادیجیے ورنہ شیر اُن کا اپنا کام خود کرلیگا یہ کلام جسارت التیام خادم کا سُنکر آنحضرت متبسم ہوے اور فرمایا کہ تم جاؤ مادہ گاو بعقب تمہارے پہونچیگی خادم واپس بخدمت شیخصاحب کے گیا اور حال واقعہ عرض کیا شیخصاحب نے فرمایا کہ اولیاے زمانہ سے کوئی ولی میری نظر مین نہین تاسواے جناب شاہ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ السامی کے اگرچہ مراتب و درجات عالی انکے یقین جانتے ہین کہ وہ گاے ہمارے شیر کے واسطے بھیجین گر ہمارا آوازۂ صولت و دبدبۂ حشمت سُنکر اور بھجوانے گاے کا کیا ہوگا غرضکہ جناب غوثیہ نے ایک گاے بہت عمدہ شیخصاحب کے شیر کی خوراک کے واسطے بھجوادی جب گاے آستانۂ دولت خانہ سے روانہ ہوئی تو ایک کتا جو ہمیشہ آپکے در دولت پر حاضر رہتا تھا وہ بھی پیچھے پیچھے اُس گاے کے روانہ ہولیا جب گاے شیخصاحب کی خدمت مین گئی تو آپ نے شیر کو ارشاد کیا کہ اپنی خوراک نوش کرے شیر بفور اصدار ارشاد شیخصاحب کے گاے کی طرف دوڑا اور چاہتا تھا کہ پنجہ گاے پر ڈالے اتنے مین وہ کتا کہ استخوان خور مطبخ محبوب ربانی تھا جھپٹا اور جست کرکے شیر کی پشت پر چڑھگیا اور اوپر سے شیر کی گردن ایسی کاٹی کہ شیر ارند کھاکر گر پڑا شیر کے گرتے ہی کتے نے شیر کے اوپر سے اُترکر فی الفور شکم شیر کا دانتون سے چاک کرڈالا اور گاے صحیح وسلامت رہی اور شیر شیخصاحب کا لقمۂ شیر دلیر اجل کا ہوا یہ حال اپنے شیر کا دیکھکر شیخصاحب نہایت حیران اور سخت پشیمان ہوے اور ندامت کھاے ہوے اور پشیمانی اُٹھائے ہوے مع چند اصحاب بدیدۂ پرآب بحضور کرامات ظہور محبوب سبحانی حاضر ہوے اور عرض کی از مولف

یا پیر دیکھیے مرے حال تباہ کو | کر دیجئے معاف ہمارے گناہ کو

محبوب الٰہی عذر خواہی شیخ صاحب کی سنکر متبسم ہوئے اور فرمایا کہ آپکے شیر نے بہت پرخواری کی تھی آخر بمرض گرانی جہان فانی سے جاتا رہا اسکے بعد محبوب سبحانی براہ مہربانی شیخ صاحب سے بغلگیر ہوئے اور بغایت خرسند ہوکر تیاری ضیافت کا حکم فرمایا اور کئی روز تک آپسمیں ہنگامہ صحبت گرم رکھکر بصد اعزاز شیخ صاحب کو رخصت فرمایا

شعر

سگ دربار پیران شو چو خواہی زندگانی | کہ بر شیران شرف دارد سگ دربار گیلانی

غزل من مؤلف عفی عنہ

محی دین بادشاہ شاہان ست
محی دین رشک ماہ تابان ست
محی دین معدن کرامت حق
محی دین پور شاہ مردان ست

محی دین پیشوائے دوران ست
محی دین مخزن خزانۂ غیب ست
محی دین کان جود و احسان
محی دین سرور سرفرازان

محی دین نور ظلمت عالم
محی دین پیر جملہ پیران ست
محی دین نور چشم پیغمبر
محی دین میر جملہ میران ست

سرور زار دائم شب و روز | بندۂ کمترین ثنا خوان ست

مناقب بست و ہفتم دربیان ولی ہو جانے ایکسو چالیس فاسق و فاجر کے بتوجہ موجہ جناب غوثیہ

راویان راست شعار و حاکیان صدق گفتار لکھتے ہیں کہ ایک روز ایک درویش جسارت کیش وہان کشادہ زبان دراز حاضر خدمت مخزن برکت آنحضرت کے ہوا اور دلیرانہ و گستاخانہ عرض کی کہ میں اپنے شہر میں آوازہ فیض اندازہ سخاوت بیغایت و عنایت بے نہایت حضور کا سنتا تھا اور ہر ایک شخص جو اس ملک سے آتا تھا آپ کی تعریف و توصیف سے رطب اللسان و عذب البیان تھا کہ آپ نہایت سخی ہیں اور چشمہ فیض آپکا اسقدر جاری ہے کہ ہر ایک تشنہ مراد جو بادل ناشاد آتا ہے سیراب ہو کر جاتا ہے لہذا میں بھی براہ امتحان و آزمائش عنایت آپ کی اپنے وطن سے چلکر شرفیاب خدمت کیمیا خاصیت ہوا ہوں کہ سخاوت آپکی بچشم خود دیکھوں بمجرد استماع این معنی آنحضرت نے بخادمان حاضرین ارشاد کیا کہ ابھی وقت ایکسو چالیس کس جو تمام شہر میں نہایت فاسق و فاجر اور گنہگار و دوزخ کار و ماندہ روزگار ہوں حاضر کرو وہ حسب الحکم حاضر ہوئے [illegible]

راست اور تیرگیں بجانب چپ ہمارے جُہلا دریا چنانچہ خدام والا مقام نے حسب الارشاد فیض بنیاد اسی دم
تعمیل کی اور ایک سو چالیس کس فسق و فجور میں ملوث تھے یعنی کوئی اُنمین زناکار اور کوئی خمر خوار اور کوئی
قمار باز اور کوئی چور زندہ در گور اور کوئی دغاباز یا جعلساز اور کوئی اوباش بدمعاش تھا پکڑ کر حاضر خدمت کیے
اور حسب الایماے فلک پیماے دریا راست و چپ جہلاء بے جب بیٹھ گئے تو آن جناب کرامت مآب نے نظر کیمیا اثر اول
بجانب راست اور بعد ازان چپ کی جانب کیجانی الفور وہ گنہگار بتاثیر نظر آن محبوب کردگار سب کے سب ولی کامل
واولیاے اکمل ہو گئے اور دل بے نور ہر ایک کا جلوۂ نور الٰہی سے روشن ہو گیا جبکہ دولت سعادت بآن
خیل اہل شقاوت بے منت و سماجت حاصل ہوئی تو سب کے سب شرف خادمیت مشرف ہو کر سجدات شکر
بجا لائے اور آنحضرت درویش سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے اے درویش آج تو نے اسی قدر سخاوت ظہور مین
آئی ہے جو تو نے دیکھی ہی ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی دستور جاری رہتا ہے اور رہیگا درویش اپنے سوال کا جواب شافی
پاکر قائل ہوا اور خادمیت آنحضرت سے ممتاز ہو کر سعادت دارین کو پہونچا رباعی لاعلم

غیر محبوب خدا کیست کہ این کار کند	کہ چنین طائفہ را لائق دیدار کند
کیست عیسیٰ نفسے بعد محمد جز وے	مردگان را ز نظر زندہ و بیدار کند

غزل من مؤلف عفی عنہ

نام نامیش شد جہان روشن	نور او گشت جابجا روشن	زلف او گشت سورہ واللیل
رخ او مثل والضحیٰ روشن	مہربان سیدی سراپا نور	شد در لولاک مرتضیٰ روشن
محی دین ہیچو ماہ چہاردہم	گشت در خیل اولیا روشن	ذات پاکش یکے ستارۂ دین
گشت بر چرخ اتقیا روشن	آن شہنشاہ صورت و معنی	ظل حق سایۂ خدا روشن

شد فدا سید حسن تر درنادار — گشت زان صورت طلا روشن

مناقب بیست و ششم در بیان اظہار کرنے حضرت پیغمبر علیہ الصلوات الملک الاکبر کے خواب میں اپنے جناب
غوثیہ کا رو برو بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور خوش ہونا انکا اس بشارت سے

شانخان ذوی الاحترام وخاندان فی ذوی الاکرام سے مروی روایت ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب خاتم النبیین
رسول رب العالمین علیہ الف الف صلوات المصلین وسلام المسلمین الی یوم الدین تشریف فرمائے دولتخانہ
ام المومنین سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہوئے اُسوقت ام المومنین پختگی طعام میں مصروف تھیں
اور جناب امامین نور العین سیدکونین حسن وحسین صحن خانہ کرامت نشانہ میں کھیل رہے تھے کہ جناب
پیغمبر بھی وہاں جاکر دونوں صاحبزادوں کو پیار کرنے لگے اگرچہ اس وقت آنحضرت مخزن برکت دونوں
صاحبزادگان عالیشان سے بدل متوجہ ہوکر پیار کر رہے تھے مگر جناب امام حسنؓ کی طرف نہایت توجہ فرماکر
پیار کرتے تھے اور بغل میں لیکر پیشانی پر بوسے دیتے تھے یہ حال خاتون خندہ فال نے دیکھکر تعجب فرمایا کہ
آیا اسوقت کیا حکمت ہے کہ جناب پیغمبر امام حسنؓ سے زیادہ متوجہ ہوکر پیار کرتے ہیں اور جناب امام حسینؓ سے کم
متوجہ ہیں ہنوز یہ خیال خاتون بہشت کے دل میں گذرا ہی تھا کہ جناب رسالت مآب اُس سے بصفائی باطن
آگاہ ہوگئے اور فرمایا کہ اے نور بصر لخت جگر آپ جانتی ہیں کہ اسوقت محبت اور توجہ ہماری بطرف حسنؓ
کسواسطے زیادہ حسینؓ سے ہے عرض کیا کہ اللہ و رسولہ اعلم ۔ فرمایا کہ دونوں صاحبزادے تمہارے قرۃ العین
وپارۂ دل ہیں ایک کو ایک سے ہم ایسا عزیز جانتے ہیں کہ اور کسی متنفس روئے زمین کو پیار نہیں کرتے
مگر اسوقت زبانی جبرئیل امین رب جلیل سے ہمکو منکشف ہوا ہے کہ صلب مبارک حسینؓ سے نو کس امام ذوی الاحترام
پیدا ہونگے کہ وہ نو کس امام گویا ستون خانۂ دین محمدی اور مقتدائے صراط احمدی ہونگے اور ذریت
مبارک حسنؓ سے ایک ایسا در یگانہ ولی کامل و پیشوائے اکمل ہادی راہ الیقین محی الدین عبدالقادر جیلانی پیدا
ہوگا کہ جسقدر مراتب اعلیٰ درجات معلیٰ جناب کبریا سے اُن نو کس امام ذوی الاکرام کو حاصل ہونگے وہ سب
فقط ایک ذات بابرکات اُس جامع کرامات میں جمع کیے جائینگے ور کل اولیاء اللہ مقربان درگاہ سر تسلیم بجالا
پائیگا اور قدم اُسکا کل اولیاء کی گردن پر رکھا جائیگا جب یہ خبر فرحت اثر ہمکو جبرئیل امین سے ملی تو حسن کو ہم
بہت خوش ہوئے اور دل سے پیار کرنے لگے جناب سیدۃ النساء باستماع این خبر فرحت فزا ساجد درگاہ کبریا
ہوئیں اور بعد ادائے شکرانہ فرمایا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور روایت دوم یہ ہے کہ ایک روز
سلطان الانبیاء برہان الاصفیاء محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰت الملک الاعلیٰ بدولتخانہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا

رضی اللہ تعالیٰ عنہما رونق افزا تھے کہ ناگاہ امامین نور العین سید کونین حسن و حسین تشریف لائے آنحضرت معدنِ برکت نے اول جناب حسن کو اپنے زانو شریف پر بٹھا کر فرمایا کہ آئیے یا امام الامام اور بعد جناب حسین کو بغل مبارک میں لیکر بولے کہ آئیے یا امام الائمہ یہ تقریر دلپذیر جناب پیغمبر کی سنکر امام حسن نے عرض پرداز ہوئے کہ یا والدی سیدی و مولائی آپ نے میری نسبت لفظ امام الامام اور بجناب اخوی اعزی حسینؓ کے لفظ امام الائمہ کا فرمایا یہ امین کیا سر مستتر ہے بندۂ درگاہ بھی اس راز سے آگاہ ہوئے تو عنایت ہے یہ کلام مسرت التیام جناب امام کا سنکر حضرت خیر الانام متبسم ہوئے اور فرمایا کہ امام حسینؓ ہمارے نور العین کے صلب سے نو امام ہمام پیدا ہونگے کہ ستون دین متین اور مقتدائے اہل یقین ہونگے اور تمھاری اولاد حق یاد سے ایک امام ذوی الاکرام ہوگا کہ برکت امامت و ولایت و علم و حلم اُن نو امام کی فقط اُس ایک کے وجود مسعود میں جمع کی جاویگی اور نام نامی اُسکا عبد القادر محی الدین غوث الاعظم ہوگا اور وسط قرن خامس میں ظہور پُرنور اُسکا بعالم دنیا ظہور کرے گا اور روایت سوم یہ ہے کہ ایک دن جناب خاتم النبیین ختم المرسلین رسول رب العالمین دولت خانہ میں نور افزا تھے اور دونوں صاحبزادے عالی تبار لائق الغر والوقار حسنؓ و حسینؓ دلبند رسول الثقلین آپ کے سامنے کھیل رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گود مبارک میں بٹھا کر آپ کے مُنھ اور ناف پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے نور العین تیری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا کہ رتبہ عظیم پائے گا اور جیسے کہ ہم ختم المرسلین ہیں اور قدر و منزلت ہماری انبیاء سے اعلیٰ ہے ویسے ہی فرزند تمھارا پیشوائے کل اولیاء اللہ ہوگا۔

غزل میں مؤلف عفی عنہ

ہوں خاک پا میں اُس شہ میران پیر کا	ہے جو کہ دستگیر ہر اک دستگیر کا
سُنتا ہے الغیاث وہ ہر اہل درد کی	زنجیر توڑ دیتا ہے ہر اک اسیر کا
وہ ابر زرفشان ہے کہ بس جسکے لطف سے	دامن ہے پر ہر ایک فقیر و امیر کا
پر تو فگن ہے بس وہی خورشید سو بسو	جلوہ ہے جابجا اُسی ماہِ منیر کا
دونوں جہان میں تیرے سوا شاہ جیلان	پرسان حال کون ہے ستر و فقیر کا

روایت چہارم یہ ہی کہ ایک روز امامین کریمین حسن و حسین بخدمت باعظمت رسالت مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر تھے اول آنحضرت مخزن محبت نے امام حسین سید کونین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اگر کوئی شخص آپکے ساتھ بدی کرے تو آپ اُسکے ساتھ کیا کرینگے عرض کی کہ دو دفعہ اغماض کرکے تیسری دفعہ انتقام اور عوض لیا جاویگا حتیٰ بعد متوجہ با امام حسن ہوکر فرمایا کہ تم اُس شخص بدی کنندہ کے ساتھ کس سلوک سے پیش آؤگے عرض کی بدی کے عوض مین سوائے نیکی کے کبھی مستعد لینے انتقام کا نہونگا فرمایا کہ آپکے اس خلق احسن اور حسن نیت کی عوض مین تمھاری پشت سے ایک فرزند کریم الطرفین صحیح النسبین پیدا ہوگا اور بطن مادر سے بعد انقضائے مدت شصت سال کہ ایام یاس و ناامیدی کے ہین پیدا ہوگا اور صلب مبارک امام حسین سے نو کس امام صاحب اکرام پیدا ہونگے مگر اُن نو کس کے جو جو مراتب و درجات ولایت و علم دنیا و حقیقی ہونگے وہ سب اُس ایک فرزند دلبند تمھارے کی ذات مین جمع کیے جاوینگے از مولف

ورد کن نام غوث اعظم را	ساز تسخیر جملہ عالم را	نقش کن بر نگین جان و دل	نام آن رہبر معظم را

روایت پنجم یہ ہی کہ کتاب ملفوظ تصنیف جناب مخدوم زمان قطب الوقت شیخ محمد ابراہیم بدری مین لکھا ہی کہ ہمارے مرشد ارشد فرماتے تھے کہ ہم نے یہ حال ابی العباس خضر علیہ السلام سے سُنا ہی کہ ایک روز امیر المومنین امام حسن مجتبیٰ ابن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بدرگاہ کبریا دست دعا اٹھائے کہ یا الٰہی میرے بھائی حسین شہید کونین کی اولاد سے نو کس امام عالیمقام پیدا ہونگے میری اولاد سے وہ کون شخص پیدا ہوگا کہ جسکی ذات سے دنیا مین دین اسلام ہویدا ہوگا ہاتف غیب سے ندا ہوئی کہ تمھاری اولاد کریم سے ایک ایسا در یتیم پیدا ہوگا کہ موجب فخر زمین و آسمان ہوگا اور جسقدر فضل و بزرگی اور منزلت اُن نو تن کو عطا ہوگی وہ سب بلکہ مضاعف اُس ایک کی ذات بابرکات مین جمع کیجاوینگی یہ عنایت بے نہایت شکر جناب امام حسن سر بسجدہ ہوئے روایت ششم یہ ہی کہ جناب فیض مآب امام العابدین شیخ الزاہدین زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جو بعض ملبوسات و تبرکات عہد رسول خدا علیہ صلوات الملک الاکبر اور نیز حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا و حسن المجتبیٰ و حسین الشہید کربلا کے تھے جب وقت اُنکی رحلت کا پہونچا تو آپ نے وہ تبرکات حوالہ ابو العباس خضر علیہ السلام کے فرمائے اور تاکید کی کہ کشور عراق شہر گیلان ایک در یتیم اولاد میری

امام حسنؓ سے پیدا ہونگے یہ تبرکات بجنسہ حوالہ انکے کر کے سلام ہمارا پہونچانا جب محبوب سبحانی رونق افروز عالم فانی ہوے تو بعد عمر دوازدہ سال کے آپنے وہ تبرکات حضرت خضرؑ سے طلب فرمائے اور خضر علیہ السلام خود وہ تبرکات لیکر حاضر ہوے اور سلام جد امجد کا پہونچایا **رباعے از مولف**

آن ذات محی دین کہ زآل پیمبرست	نورش نشان ز نور جمال پیمبرست
جسمش ز جسم پاک محمد شدہ عیان	این خوش ثمر ز باغ و نہال پیمبرست

روایت ہفتم یہ ہیکہ نیز جناب مخدوم عالم اولیاے اکرم کریم ابن کریم محمد بن ابراہیم ہروی اپنی کتاب ملفوظ مین تحریر کرتے ہین کہ اے مرید گوش ہوش سے سنو کہ میزان جہان دو پلہ رکھتی ہو اگر ایک پلے مین جمیع سادات اہل کرامات اولاد امام المجتبےٰ شہید دشت کربلا سید الثقلین امام حسینؓ قائم ہون اور دوسرے پلہ مین کل سادات عظام اولاد امام ذوی الاکرام حسنؓ سے فقط تن تنہا محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی مقبول یزدانی شاہ عبد القادر جیلانی تشریف رکھین تو بلاشک پلہ حسنی بھاری ہوگا **روایت ہشتم** یہ ہیکہ عارف نامی و زاہد گرامی مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس اللہ سرہ السامی کتاب شواہد النبوۃ مین تحریر فرماتے ہین کہ فضائل اور کمالات اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ احاطہ تقریر و اندازہ تحریر سے افزون ہین لیکن دوازدہ امام عالیمقام کی تعریف و توصیف بھی جسقدر کہ زبان سے بیان ہو اور بقلم لکھے سکے کم ہی مگر جسقدر کہ عالی مراتب و درجات والا سلطان الاولیا غوث الارض والسما محبوب سبحانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی کو درگاہ عالی جاہ الٰہی سے عطا ہوے ہین خارج از بیان ہین

غزل از مولف عفی عنہ

سر ہر اہل دین پر ایک سرور غوث اعظم ہین	شہنشاہان ہین کل ولیون کے افسر غوث اعظم ہین
عجب انوار حق تابان ہین انکی ذات عالی سے	سپہر چرخ ہادی خورشید انور غوث اعظم ہین
جواہر بیش قیمت ہین وہی کان ولایت کے	نبوت کے صدف مین ایک گوہر غوث اعظم ہین
لکھون کیا وصف محی دین جناب شاہ گیلان کے	کہ پیر نامور اور قطب اکبر غوث اعظم ہین
وہی ہین پردہ دار خاص اسرار خداوندی	سر کون و مکان پر ایک چادر غوث اعظم ہین

ولی والی ولایت کے شہِ عالی کرامت کے
سند بس ہے مریدی کا تحفہ دنیا و عقبیٰ ہیں

دلبر و دلربا دلخواہ و دلبر غوث اعظم ہیں
تجھے کیا ڈر ہی شرزہ رہے سر پر غوث اعظم ہیں

مناقب بست و نہم در تعریف غوث الثقلین محبوب سبحانی بروایت قاضی شہاب الدین جونپوری بدرجہ وراء الوریٰ کہ اسکو ولایت مطلقہ بھی کہتے ہیں

قاضی العلماء ملک الفقہا قاضی دین مفتی شرع متین شہاب الدین جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کتاب طبع قطب الابرار شیخ الحق شاہ مدار سے نقل کرتے ہیں کہ بعد اصحاب کرام جناب رسالت مآب علیہ الصلوات الملک الوالی کے کوئی شخص مراتب ولایت و محبوبیت الٰہی میں سرفراز نہیں ہوا اور نہ ہوگا سوائے ذات بابرکات غوث الارض والسموات والادرجات جناب غوث الاعظم کی کہ وہ جناب عالیمقام وراء الوریٰ میں بدرجہ اول ممتاز تھے اور وراء الوریٰ ایک درجہ ولایت کا ہی کہ اُس سے بلند تر اور کوئی درجہ نہیں اور اس درجے کو درحقیقت ولایت مطلقہ بھی کہتے ہیں اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جناب غوثیہ سے اول فقط تین شخص اس درجے سے سرفراز ہوئے ایک بہلول دانا دوسرے جنید بغدادی تیسرے خواجہ اویس قرنی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور جناب غوثیہ کو اس مرتبہ وراء الوریٰ میں یہ سرفرازی حاصل ہوئی کہ تینوں صاحبان صاحب الولایت سے آپنے اس رتبے میں پایۂ بلند پایا اور جیسے کہ جناب خاتم النبیین پر نبوت ختم ہوئی ایسے ہی یہ درجہ وراء الوریٰ ذات سامی وجود گرامی محبوب سبحانی پر ختم ہوا اور کہتے ہیں کہ شیخ بدیع الزمان شاہ مدار بھی ہمعصر آن محبوب کردگار تھے اور وفات اُنکی سنہ ۸۴۰ھ میں ہوئی اور عمر بھی ایک سو چالیس سال کی پائی۔

غزل از مولف عفی عنہ

شہِ گیلان گدا کو پل میں شاہنشاہ کرتے ہیں
جو صدقِ دل سے آجائے کوئی دربارِ عالی پہ
فقیرِ بے نوا کو ایک ہی دم میں غنی کردیں
کراماتیں ہزار و پنج دموں سے اُن کے ظاہر ہیں

کسی دل پر جو کوہِ غم جو تکمِل گاہ کرتے ہیں
وہ ہیں دونوں جہان میں اُسکو بے پرواہ کرتے ہیں
جو بیکس ہو کوئی بیکس تو عالیجاہ کرتے ہیں
ہو ولیوں سے جو آگے اُنکے سگِ درگاہ کرتے ہیں

جلا دیتے ہیں سب دنیا و دین کو ایک شعلے میں	محبت کے جلے حضرت کے جسد م آہ کرتے ہیں
غرض زن طالب و مطلوب درگاہ خداوندی	وہی مطلب برآری سب کی خاطر خواہ کرتے ہیں
سنو اے رہنمائے دو جہاں فریاد تیرو کی	مجھے یہ نفس و شیطان دائماً گمراہ کرتے ہیں

مناقب شیخ م دربیان عطا ہونے خلعت سلطانی خاندان محبوب سبحانی سے بحضرت سلطان المشائخ نظام الملک والدین شیخ نظام الدین دہلوی زری زربخش رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جلیند میر شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کتاب سرار السالکین میں بمقام مجلس ربع عشر تحریر فرماتے ہیں کہ جناب سلطان المشائخ نظام الملۃ والدین شیخ نظام الدین دہلوی نے رتبہ سلطانی خاندان عالیشان محبوب سبحانی سے حاصل کیا ہے اور خرقہ مبارک بھی ایسے جناب حق انتساب سے پایا اس طرح پر کہ جب شیخ صاحب براہ زیارت حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفا تشریف فرما ہوئے تو بمقام حق القیام مکہ جناب شیخ العارفین ہادی المومنین رہبر اکبر سید عمر رحمۃ اللہ علیہ فرزند دلبند جناب عالی مقام سلطان الاولیا غوث الارض والسما غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی بھی تشریف رکھتے تھے تو آپ نے ایک خادم اپنا براہ طلب حضرت شیخ نظام الدین کے بھیجا اور خادم نے زبانی حضرت کے جاکر پیغام دیا۔ کہ شہنشاہ عوک سلطان المشائخ یہ کلام فرحت نجام اس خادم نیک نام سے سنکر فرمانے لگے کہ جناب سید عمر صاحب مجھکو کس طرح پر جانتے ہیں کہ یہاں آیا ہوں خادم واپس آیا حال واقعہ عرض کیا آپنے خادم کو پھر واپس بھیجا اور فرمایا کہ طلب کیا ہیں تمکو اسواسطے عنایت عطا تمکو درجہ سلطانی بارگاہ محبوب سبحانی قطب ربانی شاہ عبدالقادر جیلانی سے اور آئے ہو تم آج ہی ہندوستان جنت نشان سے بمقام ولادام ام القریٰ بیت اللہ کے حضرت نظام الدین اولیا باشتیاق تمام ہمراہ خادم کے بخدمت ان مرشد رہبر سید عمر کے حاضر ہوئے اور بعطائے خلعت سلطانی خاندان محبوب سبحانی و خرقہ عالیہ قادریہ مفخر و ممتاز ہوئے

غزل از مؤلف عفی عنہ

گم رہان راز رہنمائے شد محی دین	ہادی راہ خدا شد محی دین	زیر پاش شد سر اہل دل

سرور اولیا شد محی دین | نور او بگرفت عالم را تمام | صورت بدر الدجی شد محی دین
یکسر از خلق جہان بیگانہ شد | ہر کرا بفے آشنا شد محی دین | آن جناب پاک محبوب الٰہ
معدن حب خدا شد محی دین | مخزن الطاف و اکرام و عطا | دو جہان را پیشوا شد محی دین

غیر او با خیر و شر در راچہ کار | زانکہ او را مدعا شد محی دین

مناقب سی و ہفتم در ذکر خواجہ مراتب بلند مرہم دلہاے دردمند خواجہ بہاء الدین نقشبند کے اور تحصیل نعمت ولایت انکا جناب محبوب سبحانی سے

عارف بر حق و عاشق مطلق شیخ عبد القادر محی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب خوارق الاحباب کی چھبیسویں باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے زبانی خواجہ سرست کے کہ وہ ایک ولیایان دیرینہ سال و عارفان صاحب کمال شہر بخارا سے تھے سنا تھا کہ ایک روز جناب محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی اپنے دولت خانہ میں بالاے بام عالیمقام بوقت شام تشریف رکھتے تھے ناگاہ وہ شاہنشاہ بسمت بخارا متوجہ ہوا اور زبان حق ترجمان سے فرمایا کہ جب ہم جہان فانی سے رونق افزاے عالم جاودانی ہونگے تو بعد انقضاے مدت یکصد و پنجاہ سال ایک مرد ولی قلندر شہر بخارا میں ظاہر ہونگے اور بہاء الدین محمد نقشبند کے نام نامور ہوگا ہمارے خوان نعما سے حصہ وافر پاوینگے اور سبب اتصال نعمت جناب خواجہ بہاء الدین نقشبند کا دولت خانہ جناب غوثیہ سے اسطرح پر ہے کہ جب خواجہ بہاء الدین نقشبند اول بملازمت حضرت خواجہ امیر کلال مشرف ہوے تو امیر صاحب نے آپ کو نہایت شفقت اور مہربانی سے پیش آکر حکم دیا کہ شغل ذکر اسم ذات کیا کرے لیکن باوجود اجازت مرشد کامل تصور اسم اعظم ضمیر منیر حضرت میں متصور نہیں ہوتا تھا تو آپ کو نہایت بیقراری ہوئی اسواسطے آپ مرشد ارشد کی خدمت سے رخصت ہوکر آوارہ دشت و بیابان ہوے ایک روز جنگل میں بدل غمگین و خاطر حزین پھر رہے تھے کہ ناگاہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے تمام حال ملال و حالت پر آفت اپنی بحضور خضر رہبر گذارش کی خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو ارشاد اسم اعظم کا جناب غوث الاعظم سے پہونچا ہے مگر ارشاد مجھکو نہیں کہ کسیکو اس سے آگاہ کردوں اگر تم بھی بجناب عالی جناب محبوب سبحانی

رجوع ہو گئے تو یقین ہے کہ وہ دستگیر تمہاری دستگیری فرمائینگے اور توجہ ان مشکلکشائے کل مشکلیں حل ہو جاویں گی
چنانچہ اُسی شب کو خواجہ بہاء الدین نام نامی جناب محبوب ربانی کا زبان سے کہتے ہوئے و الغیاث الغیاث
کرتے ہوئے سو گئے تو عالم خواب میں بجمال جہان آرائے محبوب سبحانی مشرف ہوئے محبوب ربانی ذرہ
مہربانی انگشتان دست راست خواجہ صاحب کی بدست مبارک پکڑ کر نقش اسم اعظم کف دست پر جناب نقشبند کے
تحریر کر دیا جب بیدار ہوئے تو نقش مبارک بعینہٖ کف دست مبارک پر لکھا پایا اور اُس اسم اعظم کی برکت سے
اس درجہ بلند کو پہنچے کہ پیشوائے اہل طریقت و مقتدائے اہل حقیقت ہوئے کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کار بافندگی کمخاب کیا کرتے تھے وہ نقش اسم اعظم عطیہ جناب غوث الاعظم اسقدر منقوش خاطر
دریا مقاطر شیخ صاحب کے ہوا تھا کہ بوقت تیاری پارچہ کے بجائے گلہای رنگین و نقشہای زرین نقش اسم اعظم
تمام کپڑے پر نقش ہو جاتا تھا جب یہ کرامت خواجہ صاحب کی مشہور ہو گئی تو ایک عزیز پر تمیز نے دریافت کیا
کہ آپ کو نعمت عظمیٰ و عطیہ کبریٰ کس جناب کرامت مآب سے عطا ہوئی تو آپ نے جواب دیا کہ فیض و فیوض و سعید
فیوضات ربانی محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی سے ہے کہ اس ذرہ بیمقدار اور مشت خاک بیکار کو براہِ جود
بیغایات بصورت آفتاب عالم تاب روشن کر دیا اور شہرت خواجہ صاحب کی بلقب نقشبند اس سبب سے ہے کہ جناب
غوثیہ نے جو نقش اسم اعظم اُنکو بعالم خواب عطا فرمایا وہ نقش ایسا منقوش نگینہ دل محبت منزل آنحضرت ہوا تھا
کہ گویا اُنکو بعالم ظاہری عطا ہوا تھا اسواسطے اُنکا خطاب خواجہ بہاء الدین نقشبند مشہور ہوا اور بدولت
محبوب سبحانی ایسی دولت جاودانی کو پہنچے کہ مالامال و نہال ہو گئے

غزل از مؤلف عفی عنہ

شہ کونین شاہ گیلانی	لائق اتصال یزدانی	نور چشم جناب پاک رسولؐ	واقف رازہائے ربانی
ایسے کیتا ہوئے تو عالم میں	جن کے ثانی نہیں کوئی ثانی	دوش پر جن کے جد امجد کو	عرش پر سے گئے بآسانی
اسد اللہ کے ہیں یارۂ دل	رستم زمن ہیں شیر یزدانی	یوسف ثانی و حسن جہاں	غیرت خور ہے روئے نورانی
	وہی مخزن ہیں لطف و احسان کے	یہی مقصود ہیں کل احسانی	

مناقب سی و دوم در احوال خواجہ معین الدین چشتی شہنشاہ ہند رحمۃ اللہ علیہ

جناب میر سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کتاب لطائف غرائب میں لکھتے ہیں کہ ہمنے زبانی قطب العالم شیخ نظیر الدین محمود نور اللہ مرقدہ کے سُنا کروہ فرماتے تھے کہ جب جناب غوث ربانی محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی کو یہ رتبہ جناب الٰہی سے عطا ہوا کہ قدمک علی رقبۃ کل ولی اللہ تو آں جناب برسر منبر اجلاس فرما کر متکلم ہوئے کہ قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ سو جسقدر اولیائے ولایت و سالکان طریق ہدایت تھے سب نے اپنی اپنی گردنیں خم کیں اور بجان و دل یہ ارشاد قبول کیا اسوقت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بعمر جوان تھے اور ملک خراسان کے دامن کوہ میں بعبادت حق و ریاضت بدنی مصروف تھے بمجرد آگاہی اس ارشاد واجب الانقیاد کے آپنے کہ اسوقت بحالت قیام تھے اسقدر گردن مبارک خم کی کہ سر مبارک آپ کا زمین تک پہونچگیا اور فرمایا کہ قدمک علی راسی و علی عینی جب یہ حال بصفائی باطن جناب غوثیہ پر روشن ہوا تو آپ نے فرمایا کہ خواجہ غیاث الدین معین الدین چشتی نے وضع رقاب میں سب اولیاء کل دنیا اللہ سے سبقت کی اس حسن ادب و تواضع سے خوشنودی مزاج آنجناب فخر عنصری جناب رسالت مآب و رضامندی ربانی حاصل کی قریب ہے کہ وہ چشتی نیک سرشتی شہنشاہ و عالیجاہ ملک ہند ہونگے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا **روایت دوم** مولانا شیخ جمال الدین سہروردی کتاب سیر العارفین میں فرماتے ہیں کہ خواجہ بزرگ رہبر زمین شیخ المومنین والمسلمین مخزن علم و یقین خواجہ معین الدین چشتی نے شہنشاہ لامکانی قطب ربانی غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی کو پہاڑوں میں سیر کرتے ہوئے پایا اور پنج ماہ اور ساعت روز صحبت کیمیا خاصیت جناب غوثیہ میں بکر انواع و اقسام فیض و جمعیت باطن سے مشرف ہوئے عمر جناب خواجہ صاحب کی نود و نہ ۹۹ سال و ایک قول سے نود و ہشت ۹۸ سال کی تھی اور وفات خواجہ صاحب کی ششصد و سی و سہ ۶۳۳ ہجری میں وقوع میں آئی **روایت سوم** سید آدم بنوری نقشبندی قدس اللہ سرہ العزیز کتاب نکات الاسرار میں تحریر کرتے ہیں کہ جناب شیخ فرید الدین گنج شکر فرماتے تھے کہ اگر ہم زمانہ کرامت نشانہ جناب غوثیہ میں ہوتے تو قدم شریف آنحضرت معدن برکت کے اپنے سر پر رکھتے اور آنکھوں پر ملتے کس واسطے کہ ہمارے مرشد ارشد جناب خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ نے بوقت وضع رقاب تمام اولیاء اللہ سے سبقت کی تھی اور فرمایا تھا قدمک علی راسی و علی عینی **روایت چہارم** جناب شیخ نور اللہ

نیز توضیح تحفہ محسن نیمی کتب شیعہ مصنف قادری میں تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ واصلین و زبدۂ مقربین رب العالمین خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کنف و رحیم نور جناب محبوب سبحانی حاضر ہوئے اور درخواست سلطنت ملک عراق کی کی حکم ہوا کہ دربار رُز بار ہمارے سے ولایت عراق شیخ شہاب الدین سہروردی کو عطا ہوئی ہے ولایت جنت نشان ہندوستان تمکو عنایت ہوتی ہے وہاں جاؤ چنانچہ خواجہ صاحب رونق افزائے ولایت ہندوستان خلد نشان کے ہوئے اور تمام عمر وہاں ہی تشریف رکھی کہ مزار پر انوار حضرت کا ملک ہند میں شہر اجمیر مشہور و معروف ہے لکھا ہے کہ بوقت رحلت فرمانے جناب غوثیہ کے عالم فانی سے عمر خواجہ معین الدین چشتی صاحب کی چونتیس برس کی اور عمر شیخ شہاب الدین صاحب کی بائیس سال کی تھی

غزل از مؤلف عفی عنہ

بعظمت سارے ولیوں سے معظم غوث الاعظم ہیں
کرامت میں ہر اک کش سے مکرم غوث الاعظم ہیں

اگر ستم بھی ہو دم مار سکتا ہے کہاں اُس سے
جہان میں جسکے ہر دم یار و ہمدم غوث الاعظم ہیں

سلیمان شوکت و والا ہم شاہنشہ اعلی
عجب اسلام میں حاکم مسلم غوث الاعظم ہیں

امامت میں ہوئے جگ میں امام المومنین حضرت
عبادت میں فرشتوں کے معلم غوث الاعظم ہیں

شریف و اشرف و سید ولی والی کشور
عزیز و عزت جان فخر آدم غوث الاعظم ہیں

ثناخوان جسکے ہیں ملک و ملک جن و بشر سارے
فقیر و بادشاہ پیر اکرم غوث الاعظم ہیں

قدمبوسی سے پاویگا شرف لے سر و رب سر
کہ خیل دین و دنیا میں مقدم غوث الاعظم ہیں

مناقب سی و سوم در ذکر خطاب ربانی بجناب محبوب سبحانی درباب عطائے درجۂ غوثیت

مخزن صداقت گنج ولوؤان صدق ؟ سے روایت ہے کہ جب جناب فلک رکاب غوثیہ کو جناب الٰہی سے رتبۂ شہنشاہی عطا ہوا اور مقام ذوی الاحترام عاشقی سے مدرجۂ عالیہ معشوقی پہونچے اور محبوب مطلوب و معشوق مرغوب خطاب پایا تو جناب حق سے ارشاد ہوا کہ اے محبوب سبحانی قطب ربانی و غوث صمدانی جسقدر درجات ولایت ماتحت نبوت ہیں سب تیری ذات بابرکات میں عطا ہوئے اب درجۂ نبوت باقی ہے اگر ہوس ہے تو درخواست کر و باستماع این کلمۂ عنایت آنحضرت سربسجدہ ہوئے اور عرض کی کہ مجھ بندۂ سرافگندہ

کو ایک ذرہ آپ کی ہوا اور کچھ ہوس نہیں ہے سوائے اسکے کہ دنیا میں تو العین ختم المرسلین میں رہوں اور بروز حشر انکی امت میں سے شمار ہوں کیونکہ اس میں عین افتخار مجھ گنہگار کا ہے

غزل فارسی از مولف عشقی عفی عنہ

پیر نامی پیشوائے سلسلہ پیران جہان
میر والا مقتدائے جملہ میران جہان

وصف بے پایان او کے از قلم گردد رقم
گر نویسندش ہمہ سر خیل میران جہان

از صفائے باطن و تصدیق دل حاضر شدند
در جنابش صف بصف صافی ضمیران جہان

دولت عالی ز دولت خانۂ او یافتند
در جہان گشتند مستغنی فقیران جہان

آن ولی غمی خبر گیر عوام الناس خلق
بادشاہے دستگیر دستگیران جہان

چونکہ لطف عام آن شاہ جہان بند دل شد
وا شدند از قید درد و غم اسیران جہان

یک نظر یا شاہ بر عشقی رشود از لطف عام
ہست این کمتر فقیرے از فقیران جہان

مناقب سی و چہارم در ذکر خواب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیانی تعبیر اسکی جبرئیل امین علیہ السلام سے

راویان ذوی الاکرام و مخبران صداقت التیام سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰت الملک الوہاب بخواب قیلولہ تھے کہ عالم خواب میں یہ تماشا قدرت الٰہی کا دیکھا کہ ایک قلعہ نہایت رفیع اور وسیع طیار ہوا ہے اسکی دیوار سعادت آثار پر جناب علی المرتضیٰ اور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور جناب امام نور العین سید کونین حسن و حسین رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے ہیں اول امام حسین کے وجود مسعود سے نو عدد مشعل نورانی جدا ہو کر سیدان قلعہ عالیشان میں روشن ہوئیں من بعد ایک مشعل نہایت پر نور وجود مسعود امام حسن سے علیحدہ ہو کر جلوہ گر ہوئی جب یہ دسوں مشعلیں روشن ہو چکیں تو ان مشعلوں کا نور بالکل الگ ہو کر ایک مشعل حسنی میں آگیا اور وہ مشعل بصورت آفتاب روشن ہوئی یہانتک کے تمام قلعہ بلکہ سارا جہان اس مشعل نور افشاں سے روشن ہوا آنحضرت خاتم رسالت خواب راحت سے بیدار ہو کر تعبیر خواب ہذا کے منتظر

ہوے کہ اتنے مین جناب رب جلیل سے جبریل تشریف لائے اور پیام الہی پہونچایا کہ وہ ذرّیت ثقلین ذُخرِ امام ذوی الاکرام اولاد حسین سے تھیں کہ اول تو امام اولاد امام حسین سے نکلے پیدا ہو کر دین اسلام کو مانند ماہ روشن کر گئے ہین بعد ایک امر والاستقام اولاد امام حسن سے ظاہر ہوگا کہ جسقدر بزرگی اور کرامت اور بعثت ولایت اُن نو امام کی ہوگی سب اُسکی ذات عالی درجات مین عیان ہوگی اور بارگاہ الہی مین مرتبہ محبوبیت پائیگا اور ارشاد اور تصرف اُسکا تا قیامت جاری رہیگا حضرت پیغمبر علیہ الصلوات الملک الاکبر یہ مژدۂ فرحت اثر سنکر سربسجدہ ہوا اور فرمایا کہ الحمد للہ الذی جعل اولادنا اولیاء صاحب الارشاد فی الدنیا والآخرۃ

غزل از مؤلف عفی عنہ

اولیاؤن سے ہی فائق تر ولایت آپ کی
سیدی کے ظاہر ہی سیادت آپ کی

ہی عیان سب پر عنایت بے نہایت آپ کی
سب شریفون سے معلی ہی شرافت آپ کی

کیون نہو سے خیل انسان مین بلندی آپ کو
لیگئی سبقت فرشتون سے عبادت آپ کی

دائما محشر تلک قائم ہے حشمت آپ کی
لازوال ایسے حاصل ہی دولت آپ کی

غوث اعظم شاہ اکرم مخزن لطف وکرم
سب پہ اظہر ہی کرم تر کرامت آپ کی

ہے بجا گر آپ کو لکھون امام المومنین
جد امجد سے ہے موروثی امامت آپ کی

تم بنایا ہی زمین پر سرور جن کا کون
دونون عالم مین ہی بس اسکو حمایت آپ کی

مناقب سی و پنجم دربیان سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ انھون نے اپنی زندگی مین خبر ظہور پر نور جناب محبوب سبحانی کی دی تھی

صوفیان صفا کیش و راویان صداقت اندیش روایت کرتے ہین کہ ایک شخص بحضور کرامت ظہور سید الطائفہ جنید بغدادی کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ آج زبانی ایک شخص مجذوب مست شراب الست کی واضح ہوا کہ بعد آپکے شہر بغداد مین ایک ولی کامل شہر دار الامان گیلان سے آویگا اور سب کو یہ حکم سُناویگا کہ قدمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ سب اولیائے کرام روے زمین اپنی اپنی گردنین اُنکے قدم مبارک کے نیچے جھکا دینگے

اور مراتب علی پاوینگے اور جو انحراف کریگا اور قدم اُنکے اپنی گردن پر نہ دھریگا وہ عمدۂ ولایت سے دور رہیگا
شیخ جنید صاحب یہ تقریر دلپذیر اُس خوش تقریر کی سُنکر بولے کہ ہان ایک پیر روشن ضمیر دستگیر بنام سید نور العین حسنی حسینی
سید کونین ذوق افزائے خطۂ بغداد ہونگے اور بروز جمعہ عین خطبے کے وقت فرمائینگے کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ اور تمام اولیاء سر اطاعت اور عین التجا ہو کر قدم شریف اُنکے اپنی اپنی گردنون پر لینگے افسوس کہ
ہم ایسے وقت میں نہونگے اور نیز روایت ہے کہ امام سید علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرقہ اور
جبہ امانت جو اُنکے پاس تبرکات بزرگوار سے تھا اپنی زندگی میں حوالہ شیخ معروف کرخی کے کرکے فرمایا کہ
یہ امانت بے خیانت جناب محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی کی ہے اسکو اُنکی خدمت سراپا برکت میں پہونچانا
ہوگا چنانچہ وہ خرقہ اور جبہ اُنھوں نے شیخ جنید بغدادی تک پہونچایا اور انھوں نے حوالہ شیخ دینوری فرمایا اور انھوں
نے بوقت وفات اپنی کے حوالہ شیخ احمد دینوری کے کیا چنانچہ وہ امانت پشت بہ پشت جناب غوث الاعظم تک پہونچی

غزل فارسی از مؤلف عفی عنہ

وصف او گویم اگر من صد زبان پیدا کنم
لائق تعریف و توصیفش دہان پیدا کنم

می نویسم من مناجات جناب محی دین
پس اگر من خامۂ عنبر فشان پیدا کنم

من کہ از جان بندۂ درگاہ جیلانی شدم
پس کجا غیر از درش دار الامان پیدا کنم

کی توانم گفت توصیف کرامات جناب
ہان اگر گر من زبان غیب اللسان پیدا کنم

شد سر حیدر و فدائے خاک پائے محی دین
باد قربانش اگر صد بار جان پیدا کنم

مناقب سی و ہشتم در ذکر تشریف لیجانے غوث الاعظم کے مزار پر انوار شیخ جنید بغدادی کے اور ملنا جواب سلام کا باواز بلند مزار فیض آثار شیخ صاحب سے

مخدوم میرزا خفی و جلی حضرت شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ایک روز جناب شیخ محبوب سبحانی قدس اللہ
باسرارہ السامی مزار پر انوار شیخ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ پر تشریف لیگئے اُسوقت راوی بھی ہمرکاب جناب
فلک قباب تھا جب فاتحہ زیارت مزار فیض آثار سے فارغ ہوئے تو فرمایا السلام علیک یا معروف عمر ایک بدرجۂ قرب سے کچھ جواب نہوا بعد

چند روز کے پھر رونق افزاے روضہ منورہ جنیدیہ ہوئے اور فرمایا کہ السلام علیک یا شیخ معروف عبرناک زمین قبر سے باواز بلند جواب ہوا کہ وعلیکم السلام یا سیدی و مولائی و رجائی سید العصر و سید الائمہ جزاک اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرا شعر

ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی
گذرے سوے ما ز لطف دلکش کردی

غزل از مؤلف عفی عنہ

روشن ست از ہر طرف نور خدا در کوے تو
جلوہ گر شد فیض یزدان جا بجا در کوے تو

از عنایت ہاے تو شد سرور ملک بقا
ہر کہ از جذب محبت شد فنا در کوے تو

از یقین دل گر آید گدا در کوے تو
سایہ بر سر یابد از بال ہما در کوے تو

رستگاری یافت از درد و بلا ہای عظیم
ہر کہ آمد در مصیبت مبتلا در کوے تو

ہر کہ شد وارد شد مستغنی ہر دو جہان
بخت خوش گشتند او را رہنما در کوے تو

ہادی و رہبر شود در عالم از اکرام تو
ہر کہ آمد طالب راہ ہدیٰ در کوے تو

دست من گیر اے شہ کل دستگیران جہان
او فتاد این سرور بی دست و پا در کوے تو

مناقب سی و ششم در بیان احوال ابا یزید بسطامی قدس اللہ سرہ السامی کے

ثناگویان محبوب سبحانی و وصافان جناب غوث صمدانی روایت کرتے ہیں کہ ایک روز بروز جمعہ جناب سلطان الاولیا شہنشاہ الاتقیا سید الواصلین محی الدین عبدالقادر جیلانی منبر مبارک پر اجلاس فرما کر وعظ فرما رہے تھے کہ عین وعظ میں حضرت کو حالت جوش عرفان لاحق حال ہوئی اور مست جام معرفت ہو کر فرمانے لگے کہ قدمی هذه علی رقبة كل ولی الله جب یہ کلام فیض التیام زبان معرفت ترجمان غوث الثقلین سے سرزد ہوئے تو جناب الٰہی سے فرشتگان ملاء اعلیٰ کو ارشاد ہوا کہ ہر ایک ولی زندہ اور متوفی کو اطلاع دیجائے کہ ہمارے محبوب مرغوب فرماتے ہیں کہ قدمی هذه علی رقبة كل ولی الله پس ہر ایک ولی با ولایت اپنی اپنی گردنیں زیر قدم آنحضرت کے خم کریں چنانچہ حسب الارشاد واجب الانقیاد الٰہی ہر ایک ولی نے گردنیں خم کیں جب کہ ہاتف غیب حکم لیکر اور مزار فیض آثار ذرہ نامی و مقتداے گرامی شیخ بایزید بسطامی کے پہونچا اور حکم الٰہی پہونچایا تو شیخ صاحب خواب راحت سے بیدار ہوئے اور فرمایا کہ آج یہ کیا علامت ہے شاید کہ روز قیامت ہے فرشتے نے جواب دیا کہ

نہیں گر کج زبانی محبوب سبحانی کے کلمہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ صادر ہوا ہو اسلئے ملائک ہر ایک ولی کے پاس ارشاد الٰہی لیکر آئے ہیں کہ ہر ایک اپنی اپنی گردنیں زیر قدم غوث الثقلین خم کرے سواب بھی تعمیل ارشاد سمجھے در خانہ دل آباد سمجھے حکم احکم الحاکمین شیخ صاحب متعجب ہوئے جناب ایزدی ہوی اور عرض کی کہ الٰہی آپ علیم دل اور علیم ہیں وکار حکیم خالی از حکمت نہیں ہوتا بندہ مطلع ہو کہ سید عبد القادر جیلانی کو کونسی فوقیت اس بندہ سے زیادہ عنایت ہوئی ہو کہ ایسا ارشاد نسبت بندہ کے بھی نافذ ہوا کہ اپنی گردن قدمین الشریفین ان نور العین کو نہیں خم کرے درگاہ لا ابالی و جناب لایزالی سے حکم ہوا کہ محی الدین عبد القادر جیلانی کو تین وجہ سے تم پر فوقیت زیادہ ہے ایک تو یہ کہ وہ فرزند سعادت مند مصطفےٰ و قرۃ چشم مرتضیٰ و لخت جگر سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا ہیں دوسرے تم فارغ مشغول تھے اور وہ مشغول فارغ ہیں تیسرے وہ محبوب مرغوب معشوق مطلوب خضع جانب ہیں اور ارشاد واجب الانقیاد ربانی سب گروہ اولیاء کے واسطے نافذ ہی کہ اپنی گردنیں زیر قدم محبوب سبحانی جھکادیں اور سعادت دارین پاویں سو سب نے تعمیل ارشاد کیا دل اعلیٰ سیاہ کیا تم بھی سر جھکاؤ درجات عالی پاؤ یہ تقریر دلپذیر ہاتف غیب سے سنکر شیخ صاحب نے سر جھکایا اور زبان مبارک سے فرمایا سمعنا و اطعنا قدمہ و علی رقبتی علی بصری اپنی و جھلاھی

ہر آنکو سر بہ پیش پایش کرد	شعر	سر خود را باوج عرش برد

غزل از مؤلف عفی عنہ

سر اگر سائی بخاکش سرور عالم شوی	در شوی ہمدم تعشق او ہمدم شوی
بندہ خاص جناب محی دین شو ار یقین	گر کہ تعلیمش در جہان اکرم شوی
می شوی بالا اگر سر می نہی زیر قدم	راست تر باشی بعالم گر بزیرش خم شوی
ورد خود کن روز و شب اسم جناب محی الدین	گر مصاحب اسم ذکر او در جہان بیغم شوی
ہست بر در محرم گر ہستی را ہی عشق خدا	در حریم پاک او تا تحت محرم شوی

مناقب سی و ششم در بیان عطا ہونے جو ولایت ایک ولی کے سلب الولایت تھے توجہ محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی

خاکبوسان دربار محبوب سبحانی و مداحان درگاہ مرغوب ربانی روایت لکھتے ہیں کہ زمانہ کرامت نشانہ آں غوث زمانہ ایک ولی اہل صفا بسبب کسی خطا کے جناب کبریا سے معتوب ہو گیا اور جملہ دولایت سے معزول ہو کر دہ بجانب

گنہگار آوارۂ دشت ادبار ہوا اور جس کوچہ و بازار میں بحالت زار جاتا سب نا زاری بلکہ خلقت ساری سنگ ولیا
خوار و زار کرتے کہ کوئی گالی دیتا اور کوئی مارتا اور کوئی کہتا کہ یہ خفتہ بخت راندۂ درگاہ الٰہی ہے اسکی شکل
بدشکل اور صورت منحوس نہ دیکھو اور وہ غریب راندۂ دربار جب ہر ایک ولیا و غوث و قطب وقت کے دروازے
پر حاضر ہوکر استدعائے دعا کرتا اگر ہر ایک نام عالیمقام سے اسکو جواب صاف ملتا کہ اب ہم گنہگار تیرا انتقام لوح محفوظ زمرۂ
اشقیائے گمراہ درج ہوچکا ہے یعنی تجھ نامہ سیاہ کی درگاہ الٰہ سے ایک امر غیر ممکن ہے جب وہ بیچارہ خانمان وار ہادلی
صد بار وہ ہر ایک ستان عالی شان سے مایوس بشکل منحوس پھر آیا تو سوائے اسکے اور چارہ نہ دیکھا کہ بدروازہ فیض
انداز جناب غوثیہ حاضر ہوکر عرض حال پرملال کرے چنانچہ بعد قطع مسافت بادل پر درد و آہ سرد وہ نیک
آستان فیض توامان بحضور پرنور حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے داد رس مظلومان و فرحت بخش مغموماں از مؤلف

تمہاری ذات بابرکات ملجائے غریبان ہے	مراد نامرادان ہم نصیب بے نصیبان ہے

میں پر گناہ نامہ سیاہ و بحال تباہ بجناب حضرت محبوب درگاہ الٰہ پر آیا ہوں

رباعی از مؤلف

مجھ پہ اک مہر کی نظر کیجے	داغ دل غیرت قمر کیجے	خاک میری کو کیجے اکسیر	قطرۂ اشک کو گہر کیجے

غزل از مؤلف عفی عنہ

سیدا بندہ پرورا فریاد الغیاث الغیاث محی دین	مرشدا پیشوا فریاد قرۂ چشم مصطفےٰ فریاد خادم زار ہے یہ سرور زار	در پہ آیا ہوں میں بہت مغموم میں ہوں گمراہ راندۂ درگاہ اسکی سن لیجے شہا فریاد	اے شہ ملک سروری فریاد رستہ بھولوں کے رہنما فریاد

جب یہ گریہ و زاری اور بیقراری اس گنہگار کی بحد نہایت پہنچی تو محبوب ربانی نے دست دعا بدرگاہ باری
اٹھا کر بہت منت و زاری کی اور عرض کی کہ یا غافر الذنبین رب العالمین یہ گنہگار بہت ناچار ہوکر تیری جناب
غفور رحیم پر آکر ملتجی معافی تقاصیر و جرائم کثیرہ اپنے کا ہو بخشش تیری عام ہے اور غفور تیرا نام ہے اگر تقصیر اس حقیر
اسیر نفس شریر کی معاف ہو تو آئینہ دل مکدر اسکا صاف ہو فرمان عالیشان الٰہی صادر ہوا کہ ہماری جناب
جلالت مآب سے نام اس گنہگار کا لوح محفوظ میں زمرۂ اشقیا نصب ہوچکا ہے اب کسی صورت بہبود اسکی نہیں واسطے
نہیں ہے یہ سنا حسب الاقتضاء الٰہی عرض کیا کہ تو قادر مطلق خالق جن و بشر میں ایک دم میں مقبول کو مردود اور مردود کو مقبول کر سکتا ہے

جواب چاہیں تو مشکل کو سر راہ کر دیں	گدا کو چاہیں تو اک دم میں بادشاہ کر دیں

اگر اس فقیر حقیر کے حق میں بھی حکم معافی تقصیر ہووے تو موجب انکے وعدہ عزت بحرمت میرے محبوب کے بخشو نگا جو دو
کیا ڈر ہے کہ اگر لوح محفوظ پر نام اسکا بخیل اشقیا ثبت ہو چکا ہے تو ہنوز میری زبان کے دفتر پر نام اسکا زمرہ
صلحا تحریر ہو ہاتف غیب سے ندا ہوئی کہ تقصیر اس کی بہ طفیل تیرے ان پیر معاف ہوئی یہ بشارت الٰہی سنکر
آنحضرت نے اولیائے سنگار اس بیچارے کا شہر و محلہ اور زاد المند فرمایا کہ جو نام اسکا جو زمرہ اشقیا لوح محفوظ پر لکھا تھا

از مؤلف رانده درگاه حبیبی رانده الله ہے — جو گدا ہے انکے در کا فی الحقیقت شاہ ہے

جب کھانا اس غریب کا پانی سے ورد ... ربانی سے دھویا گیا تو آپ نے انگلی اپنی خادمے سے نوازا کیا اور دستور ... کر دیا **واللہ اعلم**

اے خسرو ملک بتمام مردود تو مرد حق	صد شہر روز جزا مردود تو مردود حق
شد قبول درگہت مقبول درگاہ خدا	دانند مردم جا بجا مردود تو مردود حق

غزل از مؤلف عفی عنہ

جس کو کر دیتی ہے زر اکسیر میرے پیر کی	چور کو کر دے ولی تاثیر میرے پیر کی
وہ جلالت اور وہ عظمت اور وہ شوکت اسکی	شان ہے کیسی جو ہے توقیر میرے پیر کی
ہے خدا کو بھی فقط اسکی رضا پیش نظر	اور مطیع حکم ہے تقدیر میرے پیر کی
برق غم اسکو جلا دیتی ہے دم میں سر بسر	جیسے بس چل جائے ہے شمشیر میرے پیر کی
چاندنی اس چاند کی ہر ایک گھر روشن ہوئی	جلوہ گر ہے جا بجا تنویر میرے پیر کی
جان پر ہو نقش اس نقش نگین جان کا	دل پہ لکھی ہے مرے تصویر میرے پیر کی
ہوگی بخشش روز محشر کو سر و سمت	جنتی ہے مخلوق دامنگیر میرے پیر کی

مناقب سخی و نظم در ذکر حضرت امام عسکری رضی اللہ عنہ و عطا کرنا انکا ایک سجادہ تبرک اجداد عالی تبار سیکے از احباب خویش بمراد پہونچانے بخدمت محبوب سبحانی کے

کتاب اخبار الاولیا اور مخارق خادریہ میں تحریر ہے کہ امام عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سجادہ مبارک

سپرد کی جناب اہل ولایت انتساب علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا جب یہ حضرت بابا اُدھر سے راہی ملک بقا ہونے لگے تو آپنے وہ سجادہ ایک شخص کو اپنے احباب مین سے سپرد کیا اور فرمایا کہ اسکو امانت رکھو کہ یہ امانت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی ہے اُنکو پہونچانا واجب ہے پس جو کوئی تم مین سے رحلت فرماے عالم جاودانی ہونے لگے تو یہ امانت اپنے ولی عہد کو سپرد کرے چنانچہ وہ سجادہ پشت بہ پشت سپرد ہوتا رہا جب عہد ولایت مآب خورشید ہونچا تو وہ بجنسہ بحضور جناب غوث الاعظم پیشکش ہوا

غزل از مؤلف عفی عنہ

غوث الاعظم قطب عالم شاہ اکرم محی دین	نور چشم نور چشمان پیمبر محی دین
اشرف سادات سرخیل شریفان جہان	افضل اولاد آدم پیر رہبر محی دین
شاہ محشر قاسم نعماے فردوس برین	مالک باغ جنان ساقی کوثر محی دین
ہین وہ تشنون کے لیے آب حیات دائمی	خضر راہ ہادی و سردار و سرور محی دین
جلوہ گر ہین ظلمت دنیا مین مثل آفتاب	ماہ ہین چرخ ولایت پر منور محی دین
آسمان پر نام ہوا انکا ہی بس ورد ملک	زمرۂ انسان مین ہین مشہور گھر گھر محی دین
صورت خورشید ہو جاتا ہے روشن جابجا	مہربانی کی نظر کرتے ہین جسپر محی دین
زندہ کر ڈالے ہزارون مردہ دل اک آن مین	جلوہ گر جسدم ہوے روے زمین پر محی دین
کیا لکھون [illegible] سرور مین تعریف جناب غوث پاک	بے بہا درج نبوت کے ہین گوہر محی دین دنیا

مناقب جہلم دربیان روایت مخدوم جہانیان جہان گرد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

منقول ہے کہ حضرت مخدوم جہانیان جہان گرد کتاب سیر الساداتؒ مین تحریر فرماتے ہین کہ جناب محبوب سبحانی اکثر ہزار روپیہ کا غلام زرخرید کرتے تھے اور اُسی دن رات کو اُنکو آزاد کرکے اپنی خادمیت مین شامل کر لیتے اور کوئی غلام زرخرید آپ کا ایسا نہ تھا کہ جسنے توجہ سے مرتبہ غوث اور قطب کا بارگاہ آپکی سے نہ پایا ہوگا

غزل از مؤلف عفی عنہ

ہر کہ شد عشقش رہبان جہان آباد شد	کشت شیرین اندر محبت ہر کہ چون فرہاد شد

در دل ہر کس کہ عشق محی دین گردد مقیم / از عنایات خدا ویرانہ اش آباد شد

از روشش ہر یک فزونی در مراتب یافتہ / صد اگر میداشت بر وی صد ہزار ایزاد شد

گر در روشن ہر کہ محی الدین برو ناز غضب / آبروی او بشکل خاک رہ برباد شد

تر زبان گشتہ از دل غلام محی دین / بر زبانش اسم پاک او مدام اوراد شد

مناقب جمیل و عظیم و بیان ہدایت پانے ایک قزاق رہزن کے بتوجہ عجیبہ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

مشائخان مشیخت مآب راویان صداقت انتساب روایت کرتے ہیں کہ ایک سال غوث والعز والکمال محبوب ذوالجلال غوث اعظم واسطے زیارت حرمین شریفین کے تشریف لیگئے جب بعد فراغت حج و زیارت روضہ مطہرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فراغت حاصل کی اور روانہ سمت اشرف البلاد بغداد کی ہوئی تو راستے میں خادمان عالیشان ہمراہیان صداقت نشان جو یار کاب آں عالیجناب تھے پیچھے رہ گئے اور وہ سرور اولیاء تنہا میں صحرا میں تشریف لیے آتے تھے اتفاقاً جنگل میں ایک قزاق شیر آفاق و چور منھ زور درحوش صورت ناپاک سیرت چون گرسنہ قطرہ سوتا سونگھ کر رہا تھا اسواسطے کہ اگر کوئی مسافر آوے تو وہ اسکا اسباب مجھکو لیجاوے جب آنحضرت معدن برکت نے اسکو دیکھا تو فرمایا کہ تو کون ہے کہ اس شب سیاہ میں بحال تباہ اس بیابان بے نشان میں حیران و پریشان کھڑا ہے وہ بولا کہ میں ایک شخص زمیندار کاشتکار بتلاش معاش گرفتار واسطے خبرگیری زراعت باغی کے اس بیابان بے پایان میں آیا ہوں آنحضرت کو براہ مکاشفہ دریافت ہو گیا کہ یہ شخص چور زندہ درگور ہے مگر آپ نے اسکو کچھ نہ فرمایا اور بحالت خاموشی آہستہ آہستہ تشریف فرما ہوئے اور اس چور منھ زور نے براہ چالاکی جھپٹ کر بارادہ اتار لینے خرقہ اور جبہ مبارک کے دامان عالیشان پکڑ لیا بموجب انجال اس محبوب قادر ذوالجلال نے دست دعا بدرگاہ کبریا اٹھائے اور عرض کی کہ اے ہادی گمراہان و رہنمائے بخشش خیل سیاہ کاران یہ شخص اگرچہ چور ہے اور بارادہ چوری و قزاقی آیا مگر چونکہ اب ہاتھ اسکا میرے دامن سے چھو گیا ہے اب یہ مقام شرم ہے کہ میرے پاس آوے اور خالی جاوے پس حضور سے اسکو چشم باطن عطا ہووے کہ مجھکو پہچانے اور جلسے مجرد دعا کے چور کے دیدہ باطن روشن ہوئے اور بولا کہ کیا آپ جناب معلی القاب محبوب سبحانی ہیں فرمایا کہ ہاں ہم غوث الاعظم قطب العالم سید عبدالقادر جیلانی ہیں چور فی الفور قدم مبارک پر گرا اور بولا

از مؤلف

بخشیگا در گذر مرے جرم اور گناہ سے | دھو دو سیاہی میرے رخ سیاہ سے
کردیجیے گا غیرت اکسیر یا جناب | ناکارہ خاک میری کو اپنی نگاہ سے

یہ التجا جو کرکے وہ زرگر شکر دریا سے فیض لہرایا اور ایک نظر کیمیا اثر غوثیہ سے یوں ریگانہ قطب زمانہ ہوا لا علم

غوث اعظم توئی حبیب خدا | گنج بے رنج رائگان بخشے
صد گنہگار را امان بخشے | فاسقے را لطف در یکدم
می توانی کہ صد گدایان را | قطب گردانی دو جہان بخشے

غزل از مؤلف عفی عنہ

خاص درگاہ ہو گئے ہیں عام تیرے ہاتھ سے | نامور جگ میں ہوے گمنام تیرے ہاتھ سے
علم نامی آپکا ہی محی دین یا شاہ دین | زندہ اور روشن ہوا اسلام تیرے ہاتھ سے
ہو گیا سرشار و مست از صد شراب عشق میں | عشق کا جسنے پیا ہی جام تیرے ہاتھ سے
نامراد آوے اگر در پہ ترے ہو بامراد | کامیاب کام ہونا کام تیرے ہاتھ سے
خار ہو گلزار تا تیر قدم سے آپ کے | پختہ ہو جاویں جو ہو وین خام تیرے ہاتھ سے
ہو گئے پتھر ہزار دن موم تیرے ہاتھ سے | سیکڑوں کا فر ہوے ہیں رام تیرے ہاتھ سے
ستر ور گمنام ہی پاپوس خادم خباب | یا یگانہ دونوں جہان میں نام تیرے ہاتھ سے

مناقب جمیل و دوم در بیان رہائی پانے ایک شخص کے عذاب قبر سے جو شرائط اسلام سے محض نا واقف تھا بہ طفیل اعتقاد جناب محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی

دبیران خوش قلم و مہران صداقت رقم روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص گنہگار پریشان روزگار متوطن شرف البلد بغداد تھا اور آوارہ ملک کے فسق و فجور کا دور و دراز پہونچا تھا مگر ایک اعتقاد اسکا نسبت جناب غوثیہ کے ایسا تھا کہ ہر روز علی الصباح آستان کرامت نشان ان حضرت پر حاضر ہو کر بعد تمام ناصیہ فرسائی کرکے اور کسی کام میں مصروف ہوتا اتفاقاً کل روز وہ عاصی نابکار اس دار ناپائدار سے گذر گیا لوگوں نے حسب قاعدہ اسلام دفن کیا جب وہ مشکان سخت گیر منکر و نکیر اوس دلگیر کے پاس آئے اور پوچھا کہ تو کس بات میں نیک و بد نیک تو و

گنہگار ہو لاکر عبدالقادر عبدالقادر فرشتگان یہ جواب خلاف قواعد سنکر مستعد کرنے عذاب کے ہوئے اُسی وقت فرشتگان ربانی کو حکم یزدانی ہو چکا کہ یہ شخص اگرچہ فاسق ہو مگر غوث الاعظم ہمارے محبوب کا عاشق ہو اور اپنے دعوی عشق میں صادق ہو کہ ہر ایک سوال مین سوائے نام محبوب مرغوب ہمارے کے اور کچھ جواب نہیں دیتا اسکو خواب زمین سُلادو اور بار گناہ اسکے سر سے اُٹھادو اور فرش اسکی غیرت بہشت بنادو چنانچہ ببرکت اسم نامی نام گرامی اُس پیر عظامی کل سیئات اُس علمی کے بدل بحسنات ہوگئے اللھم اغفر لی ذنوبی واستر عیوبی بحق محبوبک و مطلوبک و غوثک غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی قدس اللہ باسرارہ السامی

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چون تو پشتیبان	چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان

غزل از مؤلف عفی عنہ

مین ہون مرید اُس شہ عالیجناب کا	قربان ماہ بھی ہو جسکی رکاب کا	مہتاب اک ستارہ ہو اُس رخ کے سامنے
یہ آفتاب ذرہ ہو اُس آفتاب کا	پانی نہ مانگے دشمن دین اُنکے روبرو	دیکھے جو جلوہ اُنکی تیغ پر آب کا
دریا کو بسکہ سوز محبت ہو آپ کا	چھاتی پہ لہر کی ہو پھپھولا حباب کا	دلبند مرتضیٰ ہو پیارا حسین کا
تختۂ جگر جناب یہ سالت مآب کا	قطب زمانہ غوث ثقلین محی دین	لائق ہو کون دوسرا ایسے خطاب کا

کافی ہو نام آپکا سرور گور مین	اسکو ہو وہان فراغ سوال و جواب کا

مناقب چہل و سوم در بیان بعض اوصاف آن مخزن کرامات و الا درجات محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ

مداحان پیر و وصافان دستگیر روایت کرتے ہین کہ جناب فیض مآب طلائک کاب محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی نہایت مقبول وضع اور خوش پوشاک رہتے تھے اور جسم مبارک کے کپڑے بھی ایسے بیش قیمت اور گران بہا ہوتے تھے کہ ایک گز کپڑا دس دینار کو خریدا جاتا تھا بلکہ ایک دفعہ عمامہ کرامت شمار جناب غوث کا ستر ہزار دینار کو خرید گیا تھا اور حضرت نے وہ عمامہ فقط ایک ہی دفعہ زیب سر اس عنایت اساس کیا اور پھر وہ تاج ایک محتاج کو بخشدیا جب اُس غریب بانصیب نے وہ عمامہ اپنے سر پہ باندھا تو فوراً اُسکے دیدۂ دل محبت منزل کے بانوار الٰہی روشن ہوگئے تمام زمرۂ اولیائے کرام مین اُسنے عزت پائی اور پگڑی فضیلت کی سر پہ باندھی

غزل از مؤلف عفی عنہ

جنابِ پیر محی الدین وہ عالی پیرزادان مین ۔ ولی سارے زمانے کے قطب جنکے ثناخوان ہین

غنی و منعم و کانِ مروت صاحبِ دولت ۔ سخی بحرِ سخاوت بلکہ اک ابرِ زرافشان ہین

بہج چون مہ بو چون گل بقد چون سرو بستانی ۔ حسین و خوبرو خوش طلعت و سرخیلِ خوبان ہین

امین کیسے امانت دار ربانی خزانون کے ۔ علیم علمِ یزدان واقفِ اسرارِ پنہان ہین

معالج دردمندانِ جہان کے شافیِ عالم ۔ ہین مرہم زخم دل کے اور شفا بخش مریضان ہین

رہین جن و پری بھی سایۂ الطاف مین جنکے ۔ ہین وہ انسان کہ تختِ دین و دنیا مین سلیمان ہین

اندھیری رات ہو سر پر دریا حضرت خبر لیجے ۔ کہ آپ اس ظلمتِ دنیا مین اک مہرِ درخشان ہین

مناقب چہل و چہارم در تعریفِ نعلین آن سید الثقلین نور العین حسنین محبوب سبحانی شاہ عبد القادر جیلانی قدس سرہ

پابوسان جناب جیلانی و نعلین برداران محبوب سبحانی اس طرح پر گویان ہین کہ جناب غوث الاعظم نعلین قدمین شریفین اپنے کی اسقدر بیش قیمت پہنا کرتے تھے کہ وہ نعلین یاقوت سرخ اور زمرد سبز سے مرصع ہوا کرتی تھین اور نیچے کے تلوون مین انکے تختین چاندی اور سونے کی جڑی ہوئی ہوتی تھین اور کبھی ایسا اتفاق نہین ہوتا تھا کہ آپ کوئی نعلین آٹھ دن سے زیادہ اپنے پائے مبارک مین پہنی ہون جب آٹھ روز گذر جاتے تھے تو روز جمعہ نئی نعلین آپکے پائے مبارک مین پہنائی جاتی تھی اور پرانی کفش کسی غریب محتاج کو عنایت ہوجاتی وہ غریب دولت دنیا سے مالامال اور دولت عقبیٰ سے نہال ہوجاتا غرضکہ جناب معلی القاب محبوب سبحانی ایسے غنی اور مستغنی تھے کہ دولت دنیا انکی نظر مین محض ناچیز اور ہیچ تھی

غزل از مؤلف عفی عنہ

قطع ہو جامہ ولایت کا تری آغوش پر ۔ زیب دیوے ہو خلعتِ شاہی تمھارے دوش پر

جانِ ہیجان مین مری بس ہو تصور آپکا ۔ نام ہو تیرا فقط میرے لبِ خاموش پر

کشتیِ دل پار ہو جائے مری ڈوبی ہوئی ۔ گر ترا آجائے یہ دریائے رحمت جوش پر

غوثِ اعظم غوثِ اعظم نقش ہو دل پر مرے ۔ محی دین ہو محی دین چشم و زبان و گوش پر

سیکڑون ہین اولیا جگ مین قدم پوش آپکے ۔ لاکھون سر ہوئے قربان ہین تری پاپوش پر

مناقب جلیل و فخیم در بیان آنکہ تر ز خوانہائے طعام آسمان سے بخاطر محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی

ثنا گویان غوث الثقلین و مداحان جناب شیخ کونین محبوب سبحانی مطلوب ربانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایکبار جناب محبوب ذوالجلال مخزن جمال معدن کمال غوث الاعظم رونق افزائے شہر بعین مع ساتھ اتفاقاً وہ ماہ رمضان تھا آپنے اپنے احباب سے جو ہمرکاب آنجناب تھے فرمایا کہ آج ہم بعد افطار صوم کچھ تناول نہیں فرمائینگے جبتک کہ خوان آسمانی جناب ربانی سے نہ آوے سوائے ایک گھونٹ پانی کے کہ اسی سے افطار روزہ عمل میں آویگا جب تھوڑا سا دن باقی رہگیا اور آپ بعد نماز عصر کے حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے کہ ناگاہ چھت حجرہ کی پھٹ گئی اور ایک شخص دو قاب ایک نقرئی اور دوسری طلائی ہاتھ پر لیے ہوا اور انمیں میوہ ہائے گوناگون اور فواکہات بوقلمون رکھے ہوے اترا اور اسنے وہ دونون قابیں بڑھائے آن جناب معلی خطاب کے رکھکر عرض کی کہ یا حضرت یہ میوہ ہائے عجیب و فواکہات غریب باغ بہشت کے ہیں روزہ افطار فرماکر تناول فرمائیے چونکہ وہ شخص حقیقت میں شیطان رجیم اور ابلیس لعین تھا آپ نے بچشم باطن اسکو پہچان کر فرمایا کہ ہمارے جد اعلیٰ ختم الانبیا محمد مصطفےٰ علیہ الصلوات الملک الاعلیٰ نے حکم دیا ہے کہ کوئی مسلمان صاحب ایمان کوئی چیز چاندی یا سونے کے برتن میں رکھکر نہ کھاوے چل دور ہو ورنہ ابھی تجھکو ہلاک کرکے خیل مسلمین اہل یقین کو تیری ہاتھ سے نجات دیتا ہوں اور کلمۂ کریم لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم زبان صدق ترجمان پر جاری فرمایا شیطان لعین نے جب کچھ بھی چارہ نہ چلتے اپنے نہ دیکھا کہ آپکے سامنے سے بھاگو اور جان سلامت لیجاوے فوراً اپنی قابیں اٹھا کر دوڑا تھوڑی دیر گذری تھی کہ وقت افطار صوم نزدیک پہونچگیا تو آن جناب مع جناب افطار صوم میں مصروف ہوے جب روزہ افطار کر چکے تو ملائکان کرام خوانہائے طعام ہاتھوں پر لیے ہوے حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا مولانا یہ کھانا جناب الٰہی کی ضیافت ہے نوش فرمائیے چنانچہ آنجناب مع اصحاب تناول طعام مصروف ہوے اور شکر جناب حقیقی بجالا کر بولے کہ الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین

رباعی از مولف

عالی ہے شان کسکی بھلا تیری شان سے	بالا مکان کسکا ہے تیرے مکان سے	جاری ہے تجھ پہ رحمت حق کی مدام	برسے ہے تیرے نور خدا آسمان سے

غزل از مولف عفی عنہ

از علو شان تو ہر اہل نشان گردید خم	رفعت چون دید پشت آسمان گردید خم

ابروت شد کعبہ و محراب انسان و ملک
آستانت قبلۂ اہلِ مراد آمد عیان
گشت سرور در رہِ صدق و محبت راستان

ماہ نو پیشِ رکابت چون کمان گردید خم
زان بہ پیشت گردنِ اہلِ جہان گردید خم
ہر درت آمد بہ پیشِ آستان گردید خم

مناقب جلیل و ششم در تعریف محبوب سبحانی غوث الاعظم زبانی خضر علیہ السلام

رہبر گمرہان زبدۂ انبیائے عالیشان خضر علیہ السلام قسمیہ مؤکد فرماتے ہیں کہ بخدائے لایزال و رسول اہل کمال کہ اس دار دنیا میں کوئی ولی صاحب ولایت کی جناب والی درجہ محبوبیت رکھتا ہو بجز محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نہ ہوا ہے اور نہ ہو گا اور حضرت شیخ الشیوخ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ لقینا الخضر علی نبینا وعلیہ السلام و سألت عن المشائخ المشرق والمغرب سألتہ عن الفرد الاخم الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ھو امام الصدیقین وھو حجۃ العارفین و شانہ عظیم بین الاولیاء و انا موصوف مراتب الاولیاء من وراء شانہ

غزل از مولف عفی عنہ

سمندر ہیں وہ اک جود و سخا کے
زمین و آسمان زیرِ قدم ہیں
جہان خلق جہان کرتے ہیں تعظیم
وہی بس سرو بستانِ ارم ہیں
گدا ہیں جو کہ اُنکے آستان کے
ولی سب جنکے پابوسِ قدم ہیں

شہ جیلان شہ عالی ہمم ہیں
خزینہ فیض کے بحر کرم ہیں
وہ شاہنشاہ ہیں وہ شاہ گیلان
ہیں جنکے راست دو ان سا گم ہیں
وہی ہیں فخر اہلِ بیت نبوی
سکندر ہیں وہی دارا ہیں جم ہیں
جلالت پر اگر آجائیں حضرت

وہی فخر عرب فخر عجم ہیں
ہے زیبا جنکے سر پر تاج شاہی
کہ جنکے ثبت گردن پر علم ہیں
وہی ہیں تو گلِ گلزارِ عالم
وہی عزت دہ اہلِ حرم ہیں
عظیم الرتبہ محبوب الٰہی
بلا خنجر سرِ دشمن قلم ہیں

مسیحا دم کرم گستر وہ جیسے
کہ باقی جسمیں بس دو ایکدم ہیں

مناقب جلیل و ہفتم دربیان ایک ذکر معتقد آنحضرت معدن برکت کے کہ بعد وفات آن جناب کے بغداد میں آکر بہ شرف زیارت آنحضرت کے مشرف ہوا

خادمان جناب محبوب طالبان دیدار مطلوب روایت کرتے ہیں کہ ایک تاجر دل بیدار مال بیشمار اور دولت رکھتا تھا متوطن شہر منوچہر مصر تھا کہ شمار اُسکا احاطہ شمار سے بیشمار تھا باوجودیکہ ہنوز بدولت فیض یاب جناب محبوب الٰہی کو مشرف نہیں ہوا تھا اور فقط زبانی خدام عالیمقام آنحضرت کے اوصاف حمیدہ آنجناب سنکر ایسا معتقد ہوا کہ جو کوئی ایک دفعہ اسم مبارک آپکا اُسکے سامنے زبان پر لے آتا تو وہ جان و مال اپنا اُسپر قربان کر دیتا جب اشتیاق جانی عشق نہانی اُسکا بہ نسبت جناب محبوب سبحانی بدرجہ نہایت ہو گیا تو اُسنے یہ ارادہ کیا کہ دیدار پُرانوار آن محبوب پروردگار سے مشرف ہو کر سعادت دارین حاصل کرے اسواسطے بادپائے اشتیاق پر سوار ہو کر مصر سے روانۂ اشرف البلاد بغداد ہوا مگر اُن دنوں میں محبوب سبحانی رہگرائے عالم جاودانی ہو گئے تھے جب وہ سوداگر بحالت تبر دل مضطر مسافت اٹھا کر وارد بغداد ہوا تو خادمان عالیشان سے خبر حسرت اثر وفات آنجناب سنکر ایسا حیران و پریشان ہوا کہ دن کا کھانا اور رات کا سونا اُسکا بالکل جاتا رہا اور دیوانوں کی طرح آستان فیض توامان آنحضرت پر آتا اور نا امید پھر جاتا اور کہتا کہ شعر

دریغا بخت سستم سستی آورد	طلوع اخترم بدبختی آورد **فرد از مولف**
بخت کمبختوں نے مجھ سے کیا سلوک اچھا کیا	تشنہ لب افسوس چھوڑا عین دریا میں مجھے **فرد**
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی	آہ حضرت سے ملاقات نہ مجھے ہو پائی **رباعی**
افسوس آپکے درِ دولت پہ آن کر قسمت کو میری دیکھ کہاں ٹوٹی ہے کمند	ناکام کا جو کام تھا وہ کام رہ گیا دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

غرض اُس عاشق بیدم کیواسطے کوئی ایسا دم نہ تھا جو آنکھوں میں نم نہیں تھا شب و روز گریہ زاری اور بیقراری اُسپر طاری تھی اور زندگی اُسپر بھاری تھی جب اضطراب اُس خانہ خراب کا بدرجہ نہایت ہو پہنچا تو اُسنے یہ ارادہ کیا کہ بارگاہ جہان پناہ اُس شاہنشاہ پر جا کر اپنے آپ کو خنجر سے آپ ہلاک کرے کہ کشاکش غم و رنج و الم سے نجات پاوے غرضکہ وہ عاشق صادق و محب وافق بارادہ ہلاک جان اپنی کو مزار فیض بار پر حاضر ہو گیا اور چاہتا تھا کہ اپنے آپ کو بیدریغ تہ تیغ کرے کہ اتنے میں روضۂ عالیہ میں ایک زلزلہ نمودار ہوا اور مزار شق ہوئی اور جناب غوثیہ بوجود برکت آمود خود بدولت مزار برکت آثار سے نمودار ہوئے اور دست

مبارک سے ہاتھ اُس بیدست و پا کا پکڑ لیا اور فرمایا کہ بھائی اتنی بیقراری اور بے حوصلگی نہ چاہیے فرد

تمام عشق ہمیں بس بالا متدرست	کہ آنچا مطلق مشک و نہ نام ست

جب سوداگر بہرہ ور بہرہ یاب بارت پربرکت آنحضرت کا ہوتو فوراً اٹھ کر قدم مبارک کو لیا اور بولا از مولف

شکر اللہ کہ بدیدار مشرف گشتم	کام خود یافتہ از یار مشرف گشتم

کہتے ہیں اُس وقت من عاشق صادق کے ہمراہ تین سو آدمی خدمتگار رہو اخواہ سوداگر تھے مع سوداگر بشرف دیدار نور بار آن محبوب کردگار مشرف ہو کر درجۂ ولایت کو پہونچے اور وہ شہنشاہ الاصفین محی الدین جیلانی اُن تشنہ کاموں کو سیراب آب حیات درجات ولایت فرماکر بحجرہ بدستور تشریف فرما ہے مرقد معلیٰ ہو گئے از زمین

مزار فیض آثار کی جیسی کہ تھی وصل ہوگئی

غزل از مؤلف عفی عنہ

روے محبوبِ جہان پر ایک نور آپ ہین	بحرِ عرفان الٰہی کے شناور آپ ہین
زین جہانکی ساری تعریفین سزاوار آپ کو	شاہ اکبر بندہ پرور سایہ گستر آپ ہین
عاشق و معشوق و منظورِ خدا محبوب حق	دلبر و مطلوب جان دلبند دلبر آپ ہین
عالم و عامل علیم و راحم و ارحم رحیم	پیر کامل مرشد و ہادی و رہبر آپ ہین
سید و سردار و عالی درجت و والا ہمم	حاکم حکام عالم شاہ سرور آپ ہین
غوثِ اعظم قطبِ عالم مقتدا و رہنما	اولیا اہلِ ولا فرزند حیدر آپ ہین
واصل و موصول مرحوم و عزیز و محترم	اہل تاج و بادشاہ ملک و افسر آپ ہین
چشمۂ فیض و کریم و خضر رہ گم کردگان	بحر و دریا و فرات و حوضِ کوثر آپ ہین
خیر دین خیر الورا خیر الامم خیر البشر	خوش لقا خوش گو و خوش طلعت منور آپ ہین
شہسوار و پہلوان و غازیِ میدانِ دین	فاتح و مفتوح و منصور و مظفر آپ ہین
برگزیدہ ہر مجرم ہر عیب خطا سر ور پیدا آہ	اور خطا پوش و حلیم و بندہ پرور آپ ہین

مناقب چہل و ہشتم در بیان نمودار ہونے یدین جناب کو مین سالتماب صلی اللہ علیہ وسلم

برائے مصافحہ آنحضرت معدن برکت قدس اللہ سرہ

شائقان دیدار محبوب سبحانی و زائران مزار قطب ربانی روایت کرتے ہیں کہ ایک سال جناب سلطان الاولیا غوث الارض والسما مقتدائے اتقیا سید کونین نور العین حسنین وطن الوف سے واسطے ادائے حج بیت اللہ رونق افزائے حرمین شریفین ہوئے اور مکہ معظمہ سے فوراً فرود مدینہ منورہ ہوئے اور روضہ مطہرہ جناب رسالت مآب شہنشاہ انبیا علیہ الصلوات الملک الاعلے پر حاضر ہو کر چالیس روز تک قیام میں رہے اور دست بستہ ہو کر روبروئے مزار اکرم آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ اشعار زبان گوہر افشان سے فرماتے تھے قطعہ

ذنوبی کموج البحر بل ہی اکثر	کطالع الجبال بل ہی اکبر	ولکن عند الکریم اذا عفی	لجنحہ البعوضۃ بل ہی اصغر

غرضکہ چالیس روز تک آپ کو یہی حالت عائد حال رہی کہ بے خور و خواب نہایت بیقرار روبروئے مزار نور بار آن رسول کردگار قیام پذیر ہو کر یہ اشعار پڑھتے تھے بعد چالیس روز کے آپ نے یہ قطعہ تین دفعہ ورد زبان ترجمان کیا قطعہ

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلہا	تقبل الارض عنی وہی نائبتی	وہذہ نوبۃ الاشباح قد حضرت	فامدد یمینک کی تحظی بہا شفتی

یہ دونوں شعر جب زبان درافشان غوث جہان سے تین مرتبہ سرزد ہوئے تو دونوں دست مبارک جناب رسالت پناہ نبوت دستگاہ محمد رسول اللہ مزار شریف سے نمودار ہوئے جب غوث الثقلین نے یہ دونوں ید سید کونین دیکھے تو دوڑ کر بوسہ اور مصافحہ دستہائے رحمت عالمین سے سعادت اندوز سعادت دارین ہوئے فقط۔ اور یہ چند اشعار اس حال واقعہ میں شیخ عبد الجلیل قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طبع زاد تصنیف فرمائے کہ بطور تحفہ کے زیب گلدستہ ہذا ہوئے

اشعار تصنیف خواجہ عبد الجلیل قادری رحمۃ اللہ علیہ

روزیکہ غوث اعظم آمد در مدینہ شد	میگفت نزد مرقد سلطان انبیا	یا سید البشر منم جدم من بکلب تو	روحی نثار حضرت کہ بود آبی ذنما
او میر سید بوسہ داری ز جاں بحم	بر ارض مرقدت کہ بود بہتر از سما	این نوبت است آنکہ بسید ہمی رسید	در حضرت شریف توای شاہ اصفیا
خواہم ہمی دو دست مبارک گرفتن بہ	گر یم نصیب خویش ز الطاف و عطا	از عرش و رسول آمد ہر دو دست	کردہ دراز سوی شہ قطب اولیا
بوسید یافت گوہر نعمت از آن دو دست	زین شد رسیں کمالی جہت کہ نغمہ حیرہ	عبد الجلیل بندہ ہیچ فقیر اوست	گو عاشق است نور جہاں فخر اتقیا

غزل از مولف عفی عنہ

صورت دکھا جب وہ نور دین مددین ہوا	جا بجا اس نور سے نقش زمین روشن ہوا

جلوہ اُس نورِ الٰہی کا جو پھیلا جابجا
ظلمتِ دنیا کا مارا مجرم نامہ سیاہ
مہر سے جس رخ پہ ہو تیری نظر اے مہربان
نام پایا سرورِ عاجز نے تیرے نام سے

آسمان اُجلا ہوا روئے زمین روشن ہوا
کون آیا اُسکے در پہ جو نہین روشن ہوا
صورتِ خورشید بس اُسکا جبین روشن ہوا
تیرا خادم ہو کے یہ گوشہ نشین روشن ہوا

مناقب چہل ونہم دربیان تشریف لیجانے آنحضرت کے بلب دریا اور حاضر ہونا مرغان آبی و ملائکان ملاءِ اعلیٰ کا برائے قدم بوسی آن جناب کے اور بچھانا اور گزارنا نماز کا باتفاق ہمدیگر

راویان اخبار وحاکیان راست گفتار وخادمان خدمت شعار روایت کرتے ہین کہ ایک روز جناب ملائک انتساب آن غوث الاعظم تن تنہا تشریف فرماے لب دریا ہوے اور کسی شخص کو خبر نہ تھی کہ آنحضرت مخزن کرامت کس جگہ اور کس مقام دل آرام مین تشریف لیگئے ہین جب تھوڑی دیر تک آنحضرت تشریف نہ لائے تو خادم لوگ گھبرائے اور جستجو حضرت کی کرتے ہوے کنارہ دریا کے پہونچے دور سے دیکھا کہ آن سرور اولیا لبِ دریا رونق افزا ہین اور ماہیان دریا وخستگان جانگزا آپکے گرداگرد فوج در فوج جمع ہین اور قدمبوسی حضرت سے مشرف ہوتے ہین اور آنحضرت ہر ایک جانور کو تعلیم عبادت الٰہی فرما رہے ہین خادمان عالیشان نے جو یہ حال دیکھا تو ایسے وقت اور موقع نازک مین پاس جانا مناسب نہ جانا دور دور ٹھہر کر محو تماشا ہوے اتنے مین وقت ادائے نماز ظہر کا قریب آ گیا دیکھا کہ فرشتگان آسمانی باقتدائے جناب محبوب سبحانی حاضر ہوے اور ایک سجادۂ بہشتی سبز رنگ حاضر لائے اور روبرو آپ کے بچھا دیا اور بامامت غوث الاعظم مستعد ادائے فرض نماز ہوے اور دیکھا کہ اُس سجادہ پر بخط خوش قرآنی بمقام محراب دو سطرین لکھی ہوئی ہین سطر اول پر آیۂ الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون اور سطر دوم پر السلام علیک یا اہل البیت ویطہرکم تطہیرا تحریر تھا جناب محبوب سبحانی قطب ربانی اُس سجادہ پر قیام فرما کر مصروف ادائے نماز ہوے اور جب ہتھی تکبیر تحریمہ ادا فرمائی تو یکایک نظر فیض اثر آپ کی اپنے خادمان ذیشان پر پڑ گئی اور باوازِ بلند بقصد آہ ارجمند فرمایا کہ چلے آؤ خوف مت کھاؤ چنانچہ حسب الارشاد جسقدر احباب حاضر تھے فیضیاب خدمت آن جناب کے ہوے اور سب نے بامامت آنحضرت

وباتفاق ملائکان وقت اعلیٰ اداے صلوٰۃ کی اس طرح پر کہ جب آپ تکبیر باواز بلند کہتے تو ملائکان بھی
اللہ اکبر باواز بلند پکارتے اور جب آنحضرت تسبیح رکوع وسجود میں مصروف ہوتے تو فرشتگان بھی تسبیح باواز بلند کرتے
اور عین وقت اداے نماز میں آنحضرت کے دہان مبارک سے پرتو نور رنگ سبز عیان ہو کر ایسا مشتعل ہوتا کہ آسمان
تک پہونچ جاتا جب اداے نماز سے فراغت ہوئی تو آپنے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بحبیب اللہ عوام کے اٹھا کر یہ دعا
کی کہ اللھم انی اسالک بحق جدی محمد حبیبک وخیرتک من خلقک انہ لو تقبضن روح مریدی الا
علی التوبۃ اور ایک صحابی بھی آپکے ساتھ موافقت کرکے آمین آمین کہتے تھے اسوقت ہاتف غیب سے
ندا ہوئی کہ البشر یا حبیب باجابۃ الدعاء یعنے بشارت ہو تمکو دعا تمہاری قبول کی ہمنے

غزل از مؤلف عفی عنہ

کون ہو مداح محی الدین جناب پاک کا
درک کب پہونچے وہاں فہم وذکا ادراک کا

کیمیا ہے دوجہاں ہو خاکساری آپکی
آسمان سے رتبہ بالاتر ہے انکی خاک کا

صدق دل سے جو کہ ہو اُس آستان کا خاکبو
سیر حاصل ہو اُسے فی الفور ہفت افلاک کا

فی الحقیقت شیر میدان ولایت ہو وہی
صید جو بانداعا ہو حضرت آپکو فتراک کا

مملکت کیسی عنایت کی تمہیں اللہ نے
دوجہان سے کردیا مالک تمہیں املاک کا

دلیہ مسرور کیجے ہو اب ازبس گرانبار الم
دور کردیجے گا غم اس بندۂ غمناک کا

مناقب پنجاہم در ذکر حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

جناب شیخ موسیٰ تقوی سہروردی کتاب خالصۃ الفطنیہ میں کتاب تبرک کاشفہ جنیدیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ
ایک روز جناب سید الطائفہ ابوقاسم جنید بغدادی نور اللہ مرقدہ بروز جمعہ بعد اداے نماز جمعہ منبر پر جلوس
فرماکر وعظ فرمارہے تھے کہ یکایک شیخ صاحب مکرم کو ایسی حالت عائد حال ہوئی کہ شراب عشق سے مست آئی تو مدہوش اور از خود
فراموش ہو کر وہ منبر سے اُتر آئے اور نیچے کے درجہ پر آکر براہ فرط ادب سرنگون ہو کر اور فرمایا کما ولدتک امک قبلی
وبعدہ وصی رتاب جمیع اولیاء اللہ تعالیٰ احباب اصحاب شیخ صاحب نے جو یہ حالت پر آفت دیکھی تو حیران ہوگئے
اور دل میں سوچے کہ آیا اس حالت میں کیا حکمت اُس حکیم ازلی کی ہو کہ شیخ صاحب نے ایسے منبر چھوڑ کر قدم کسی

اپنی گردن پر لیے لئے میں شیخ صاحب کو اُس حالت سے قدرے افاقہ ہوا تو خدام عالیمقام نے استفسار حال کا شیخ صاحب نے جواب دیا کہ اُسوقت میرے سامنے روح پر فتوح غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی تشریف لائی اور مجھے فرمایا کہ قدمی علی رقبتک وعلی رقاب جمیع اولیا اللہ تعالی میں نے جواب دیا کہ آپ کو مجھے کونسی فوقیت زیادہ حاصل ہے کہ ایسا فرماتے ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ تین وجہ سے رتبہ ہمارا تم سے زیادہ ہے اول یہ کہ ہم اولاد امجاد جناب پیغمبر علیہ صلوات الملک الاکبر ہیں دوسرے یہ کہ رتبہ ہمکو جناب الٰہی سے محض بوسیلہ جدامجد صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے تیسرے یہ کہ اتباع سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہم متحقق ہیں اور تم مجرد ہو جب شیخ یہ تقریر دلپذیر جناب پیران پیر کی زبان گوہر افشان سے سنی تو بغرض تعظیم ودو بدو سرپیچ اگر سر جھکایا اور براہ تصدیق دل کہا کہ او گا قدمک علی قلبی وبعدہ علی رقاب جمیع اولیاء اللہ تعالی اور جناب شیخ نور اللہ مرقدہ جو اولاد حقیقی ہ جناب حسن القطبی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں وہ بھی آخر رسالہ الطف قادریہ میں ذکر اس مناقب کا تحریر کرتے ہیں اور چند اشعار بزبان عربی تصنیف شیخ صاحب موصوف درج کتاب مذکور تھے کہ بنظر تبرک درج کتاب ہذا کیے گئے **اشعار**

ھلا ظیور العاشقین بذابل	ھل فی البلاد ومن یسابق طائر	ھیھات خضنا فی بحار الھوی
وبحار نا خاض فیھا ماھر	العارفون لکل واحد حموا	انا کالبی فی المقام العاشر
انی شربت من سلافہ سادۃ	من ذاق شربالیس یبرح ساق	انی شربت منی اتھامنی اتھا
من ذا تھاما ذال سا ہرۃ	اسقانی احمد من سلاو ابدالہ	اسکا رھذا الکاس عبد القادر

غزل از مؤلف عفی عنہ

شہ جیلان کہ جلیل ورحیم ست	منور گوہر از کان عظیم ست	امام ابن الامام ابن الامام ست
کریم ابن الکریم ابن الکریم ست	سخی و مشفق وکان مروت	کریم ست و رحیم ست و حلیم ست
کرمہائے علی خلق محمد	در ین فیاض ابن فیض قدیم ست	علیم و عالم علم الٰہی
قسیم ست و جسیم ست و وسیم ست	دلش مخزن ز عرفان الٰہی	زبانش مطلع فیض عمیم ست

کرمہائیں کرم بر حال سرور	کہ از اندوہ دل ازش دونیم ست

مناقب پنجاہ و دوم در ذکر خواجہ اویس قرنی قدس اللہ سرہ

کتاب منازل الاولیا مین لکھا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حین حیات مین جناب امیر المومنین علی و ہادی المسلمین
ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک پیراہن خاص جسم مبارک کا عطا فرمایا اور ارشاد کیا کہ جب ہم دنیا کو زینت
رونق افزائے خلد برین ہونگے تو تم یہ پیراہن طاؤس یمنی خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لیجانا اور بعد ادائے تحفۂ سلام
یہ پیراہن انکو پہونچانا اور یہ پیغام ہماری طرف سے کہنا کہ ہماری امت گنہگار کے واسطے دعائے مغفرت مانگین

۱	زیارتش چند احد ازین نشد		لیکن زخیر احد ازین باشند	

غرضکہ جب رسول خدا علیہ صلوات الملک الاعلیٰ تشریف فرمائے جوار کبریا ہوئے تو جناب صدیق اکبرؓ و اسد اللہ الغالب
علی ابن ابی طالب بتعمیل ارشاد نبوی مع پیراہن مبارک آنحضرت ہر گاؤں شہر مین تلاش کرتے ہوئے جب قرن وادی
کے پہونچے تو دیکھا کہ خواجہ اعلی طاؤس یمنی اویس قرنی عین جنگل مین تن تنہا سجدے مین پڑے ہوئے ہین اور بجناب
ایزد وہاب گریہ وزاری کر رہے ہین ایک ساعت ان دونون حضرات نے توقف فرمایا اور پھر کہا کہ السلام علیک
یا ولی اللہ خواجہ صاحب نے سر سجدہ سے اٹھایا اور فرمایا کہ وعلیکم السلام یا احباب و اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خیر و عافیت طرفین دونون حضرات نے پیراہن مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشکش کیا اور درخواست
دعائے مغفرت امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواجہ اعلی نے جب یہ پیام سرور انام سنا تو فرمایا کہ آپ کے
تشریف شریف کے لانے سے پہلے ہی مین نے حسب الارشاد واجب الانقیاد پیغمبر علیہ صلوات الملک الاکبر سجدہ عرش جاہ
دعائے مغفرت بحق امت آنحضرت معدن کرامت بجناب ایزد وہاب کی تھی درگاہ ذوالجلال والعزۃ والکمال
لایزال سے حکم ہوا کہ نصف امت نبوی ہم نے تیری دعا اور التجا سے بخشدی و نصف باقی موقوف بر دعائے غوث الارض
والسما سرور اولیا قطب الاعلیٰ محبوب سبحانی قطب ربانی محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی کے رکھی یہ حکم اللہ اکبر مینے
شکر عرض کی کہ خداوندا یہ شخص کون ایسا منتسب ہے اور کب تختہ زمین پر ظہور پرنور اس سرور دین کا ہوگا اور نیز
روح پر فتوح اس نیکذات عالی درجات کی کس مقام والا مقام مین مقیم ہے کہ مین اسکے دیدار فیض آثار سے مشرف ہوکر
فخر دارین حاصل کرون ارشاد ہوا کہ یہ شخص اولاد علی ولادت حسنی و حسینی واقف اسرار خفی و جلی اوسط قرون خامس مین ظہور کریگا
اور اب روح پر فتوح اسکی بمقام عالی مقام عرش معلی استراحت مین ہے اور مکان عالی شان دنا فتدلی و قاب قوسین
او ادنیٰ اقامت رکھتی ہے اور جب ظہور پرنور اسکا زمین پر ہوگا قدم مبارک اسکا گردن کل اولیا اہل یقین پر ہوگا

چنانچہ اسوقت میں نے بھی اپنی گردن خم کی اور کہا سمعنا و اطعنا اتنے میں آپ تشریف لے آئے و السلام علیک کہا اگرچہ اسوقت خوش وقت میں فرصت دینے جواب سلام کی نہ تھی مگر براہ ناچاری فرض ایزدی تصور کرکے جواب سلام و علیکم یہ کلام و خسارہ انجام خواجہ عالی المقام کا سنکر دونوں حضرت الا درجا نے ملک سجدہ شکر ادا کیا اور نہایت خوش اور بغایت خرسند ہوئے

غزل از مؤلف عفی عنہ

غوث اعظم فخر عالم عزت جن و بشر — مدح او گویند کل انسان ملک شمس و قمر
اولیا از عظمتش عالی مراتب یافتند — انبیا را مست آن بخت جگر نور البصر
خار از لطفش شود گلزار بستان بہشت — می شود تخئیل مراد از برکت او پر ثمر
قطرہ از فیض عمیمش می شود ابر بہار — سنگ گردد گوہر و گل می شود داغ جگر
جد امجد واہ واہ صل علے این نور چشم — دل فدائے آب و جان قربان این عالم پسر
ہر کہ آمد زیر دامان جناب محی دین — دامنش شد از گہر ہائے مرادش پر گہر
سرو بیچارہ گشت آوارہ از اعمال خویش — پرورش آمد بحال ابتر و با چشم تر

مناقب پنجاہ و دوم در بیان بعض تعریف جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے

خیال عشاق ان سرور آفاق پر واضح و لائح ہو کہ آنحضرت معدن برکت نحیف البدن و عریض الصدر تھے میانہ قد گندم گوں پیوستہ ابرو محاسن حسن رکھتے تھے اور دست مبارک بھی دراز تھے اور چہرہ مبارک روشن اور گول جیسے ماہ شب چہاردہم تھا اور پوشاک بھی بہت عمدہ اور سپید کو شائق تھے اور سواری خچر سے آپ کو بہت محبت تھی اور جب کوئی مرید یا خادم بخدمت بابرکت کوئی چیز بطور ہدیہ گذرانتا اسکو بذات بابرکات خود تناول فرماتے اور حاضرین مجلس کو بھی تقسیم کرتے اور باوجود اسقدر علوشان اور درجات بلند کے اگر و مان غرباء و ضعیف و مسکین و مسافرین سے اسقدر محبت تھی کہ خود اٹھکر انکے استقبال کو تشریف لیجاتے اور اگر کوئی اہل مجلس میں سے کسی بات سے غمگین یا گرفتہ خاطر ہوتا تو بلطائف و ظرائف اسکو خرسند کر دیتے تھے اور فرمایا جناب مولانا و مرشدنا مخدومنا و سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے کہ ایام طفولیت میں جب بعض وقت ہم چاہتے تھے کہ طفلان ہمعصر کے ساتھ کھیلیں تو عالم غیب سے ہمکو ندا ہوتی تھی کہ الی یا مبارک یعنے ہماری طرف آ اے برکت والے ہم کو

آواز کو سنکر کنارہ پر ہمارے والدہ ماجدہ بھاگ جاتے جب ایک دو دفعہ ایسا ہی واقعہ وقوع میں آیا تو حسبِ دستور دفعہ بحضور والدہ معصومہ عرض کیا والدہ صاحبہ نے مبارکباد دی اور فرمایا کہ مبارک ہو تمکو کہ پروردگارِ حق سبحانہ و تعالے تیری ذات بابرکات میں وہ برکت کہ عطا کی ہوگی اُسنے کسی اولیا کو بعد نبی علیہ السلام کے اور نیز روایت ہے کہ ایک روز خلیل احباب آن جناب کرامت مآب نے آنحضرت معدن برکت سے دریافت کیا کہ کبھی عالم طفولیت بھی آپکو اپنی ذات بابرکات میں کچھ جذب محبت الٰہی علامت ولایت کرامت معلوم ہوتی تھی یا نہیں فرمایا کہ ہاں اُنھوں میں بھی اکثر ہمکو اپنے وجود مسعود میں علامات کرامات و نشان عالیشان ولایت مفہوم ہوتے تھے اور ہزاروں دفعہ ملائکان آسمانی ہمکو یا محبوب سبحانی قطب ربانی کہکر پکارتے تھے اور اکثر اوقات ان ایام میں ہمسے ملاقات کرتے تھے اور ایک روز ہم بعمرہ سالگی مکتب کو چلے جاتے تھے ملائکان عالیشان وبیست لوگ میرے ہمراہ چلے جاتے تھے جب ہم مکتب میں پہونچے تو فرشتگان ہمارے گرداگرد حلقہ کرکے کھڑے ہوگئے اور آپس میں کہتے تھے کہ افسحوا لولی اللہ یعنے جگہ فراخ کرو اللہ کے ولی کیواسطے اُسوقت مکتب میں بہت لوگ حاضر تھے مگر ایک شخص اُنمیں ولی کامل بھی موجود تھا اُسنے آواز فرشتگان کی سنکر طفلان مکتب سے دریافت کیا کہ یہ لڑکا کون اور کسکا بیٹا ہے لڑکوں نے اُس سے ہمارا نام اور ہمارے اجداد کرام کا نام بیان کیا تو اُسنے فرمایا کہ یہ لڑکا جوان ذیشان اور ولی والامکان ہوگا اور جناب الٰہی سے ایسا پایہ عالی پاویگا کہ نہ پایا ہوگا ایسا پایہ پہلے کسی ولی نے اور پیچھے اس سے قیامت تک بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب عمر شریف ہماری چالیس برس تک پہونچی تو اُسی فقیر خوش تقریر سے پھر ہماری ملاقات ہوئی اور حقیقت دریافت ہوئی کہ وہ شخص بھی ایک قطب وقت اور ابدال فرخندہ فال زمانہ تھا

غزل از مؤلف عفی عنہ

من زجان قربان آن جانِ جہان گردیدہ ام	خاکِ خاکِ پائے خیلِ خادمان گردیدہ ام
تیر گشتم من بچشمِ دشمنانِ آن جناب	گرچہ پشتم بروشِ خم چون کمان گردیدہ ام
بہرِ تعریفِ جنابِ سرورِ کون و مکان	از سرِ ہر موئے سر تا پا زبان گردیدہ ام
سربسر در وصفِ گیسوئش شدم باریک بین	ورنہ گوئی لب من نکتہ دان گردیدہ ام
اشکِ من در آبِ لطفش گوہرِ نایاب شد	چونکہ گل خوردم زعشقش گلستان گردیدہ ام

خوف کم دارم بعقبے از طفیل محی دین		گرچہ در دنیا شمار از عاصیان گردیدہ ام
سرورم من گرچہ مس ہستم گدائے کوے او		کیمیا گشتم چو خاک آستان گردیدہ ام

مناقب پنجاہ و سوم در بیان تشریف لیجانے آنسرور عالیشان شہر دار الامان گیلان کے بار ونق البلاد بغداد کو

نخلبندان گلزار کرامات باغبانان باغ خوارق عادات بطرح بلبل زبان کو چمن تقریر میں گویا کرتے ہیں کہ فرمایا جناب سید کونین نور العین حسنین غوث الثقلین محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ السامی نے کہ عالم ابتدائے بلوغیت عمر کہ ہنوز ہم طفل تھے کہ ایک روز بروز عرفہ گھر سے باہر تشریف لیگئے اتفاقاً راستے میں ایک بیل چلا جاتا تھا ہم بھی باقتضائے ایام خورد سالی اُسکے پیچھے ہو لیے اور ایک چھڑی سی کہ اُسوقت دست مبارک میں تھی اُسکو ہانکتے جاتے تھے جب چند قدم چلے تو بیل کھڑا ہو گیا اور زبان سے گویا ہو کر کہنے لگا کہ یا عبد القادر ما لھذا خلقت ولا بھذا امرت یہ تقریر دلپذیر اُسکی سنکر جذبہ شوق و ذوق محبت الٰہی ہمارے دل عشق منزل میں دوچند ہوا اور اُسیوقت گھر آکر اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں بغداد کو جاؤں اور علوم دینی و دنیاوی کو بہ تکمیل پہونچاؤں اور بزیارت فقرا و صحبت اولیا آئینہ دل صداقت منزل کو صیقل کروں جناب والدہ معصومہ یہ حال سنکر اُٹھیں اور اسی ۸۰ دینار گھر سے نکالے اُس میں سے چالیس دینار اپنے اور ہمارے بھائی کے حصے کے رکھکر چالیس دینار ہماری قبائے مبارک میں زیر بغل دوخت کر دیئے اور فرمایا کہ جاؤ سعادت دارین تمکو حاصل ہو اور اللہ معک اینما کنت

شعر بسفر رفتنت مبارک باد		بسلامت روی و باز آئی

مگر ایک نصیحت مجھ مادر مہربان کی بگوش جان سنو اور یاد رکھو کہ دنیا میں جبتک تمہارے جسم میں جان رہے کلمہ دروغ زبان حق ترجمان سے نہ نکالنا بعنایت خالق مطلق و رازق برحق حق پر قائم رہنا اور ہماری وداع کے واسطے حتی الباب تشریف لائیں اور فرمایا کہ ایک دعا مثل کیمیا ہمارے واسطے اجازت مورد فی ہے جس مہم و جس مشکل کیواسطے اسکی اجازت زیادہ و شوق بے اندازہ اکتالیس مرتبہ پڑھو گے حق تعالیٰ اُس مشکل لا ینحل کو حل کریگا اور وہ دعا گوہر بے بہا یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ الکافی وقصدت الکافی ووجدت الکافی لکل الکافی وکفانی الکافی ونعم الکافی وللہ الحمد چنانچہ ہمنے والدہ ماجدہ سے رخصت حاصل کر کے راستہ بغداد کا لیا اور ہمراہ قافلہ بغداد کے بیابان بے نشان میں چلے جاتے تھے اتفاقاً اُسی جنگل ویرانہ میں تہ بہ

چنانچہ اُسی مقام حیرت القیام مین مقام کرکے ارادہ شب باشی کا کیا جب آدھی رات ہوئی تو ساٹھ کس سوار
قزاق غارت گر آفاق پیدا ہوئے اور اسباب قافلے کا غارت کر لیا جب غارتگری تمام ہوئی انھون نے فراغت
حاصل کی تو ایک قزاق نے ازمن سو ہماری طرف بھی رجوع کیا اور کہنے لگا کہ اے درویش سعادت منش نیک اندیش
تیرے پاس بھی کچھ ہی جواب دیا کہ ہان ہمارے پاس چالیس دینار ہین اور ہماری قبا مین زیر بغل سیئے ہوئے موجود ہین
چونکہ ہم اسوقت بلباس فقیرانہ تھے قزاق نے جانا کہ یہ فقیر خوش تقریر میرے ساتھ ہنسی کرتا ہی اسواسطے ہمکو چھوڑ کر چلا گیا اتنے
مین ایک سوار نابکار اور ہمارے پاس آیا اور اُسی طرح بردریافت کیا ہمنے پھر بھی یہی تقریر صداقت تحریر بیان کی
وہ بھی چلا گیا مگر یہ نقل اُس نے اپنے مہتر سے بیان کی اُس نے ہمکو اپنے پاس بلایا جب گئے تو دیکھا کہ مال مغروتہ
وہ مہتر تقسیم کرکے سبکو بحصۂ مساوی دے رہا ہی ہمکو دیکھکر بولا کہ اے لڑکے تیرے پاس کیا ہی ہمنے جواب دیا کہ
چالیس دینار زیر بغل ہمارے خریطے مین دوخت کیے ہوئے موجود ہین بلکہ ہمنے وہ دینار اُس نابکار کو خریطے سے
نکال کر دکھلا دیے وہ مہتر دینارون کو دیکھکر حیران ہوا اور بولا کہ تمنے کسواسطے ہمسے یہ حال راست راست کہدیا
اگر تم یہ بات چھپاتے تو ممکن تھا کہ کوئی شخص معترض تمہارا ہوتا ہمنے کہا کہ بروقت رخصت ہمنے اپنی والدہ کے سامنے
عہد کیا تھا کہ ہرگز جھوٹھ نہ بولینگے اسواسطے ہمنے نہ چاہا کہ ان چالیس دینار کی خاطر مرتکب دروغ بے فروغ
کے ہون یہ بات راست راست مہتر قزاقان سُنکر زار زار رویا اور بولا کہ افسوس صد افسوس تم اپنی والدہ کے
عہد مین خیانت نہین کرتے اور ہم اپنے خلاق اکبر خالق جن و بشر کے عہد مین خیانت کرتے ہین ۔ از مؤلف

اپنے ہاتھون سے اپنا جامۂ تن ۔ وائے صد وائے ہمنے چاک کیا
مار کر تیشۂ گنہ سر پر ۔ اپنے کو ہمنے خود ہلاک کیا

اب تم گواہ رہو کہ اسوقت سے ہمنے توبہ کی باز دگر ایسا کام نابکار نہ کرینگے چنانچہ وہ مہتر اور دیگر قطاع الطریق
بہدایت ہادی اکبر و توجہ آن سرور اُسی کام بد انجام سے تائب ہوئے اور جسقدر مال و اموال اُس قافلہ سے چھین
لیا تھا بے کم و کاست واپس کیا اور کہتے ہین کہ اول جو دست حق پرست پیران پیر کا ہوا وہی مہتر قطاعان طریق تھا
اور ان بعد وہ سب گروہ ڈاکوؤن کا اور سب قافلے والے مشرف بشرف بیعت آن عالی درجت ہوئے اور
ایک ایک کس بتوجہ آن داور سر اولیاے زمان و قطب جہان ہو گیا اور مشائخان ذیشان و راویان حق ترجمان
یہ بھی لکھتے ہین کہ نام اُس مہتر سرخیل قطاعان طریق کا احمد تھا اور بعد شرف یابی شرف بیعت و درجۂ ولایت

کہ بدولت آن مخزن دولت اُنکو دولت عظمیٰ وخزانۂ بے بہا درگاہ کبریا سے ملگیا وہ آنحضرت معدن برکت کو ہزار آرزو ومنت بخانۂ غریب تشا نہ اپنے لیگیا اور ایک دختر ماہ پیکر اپنی تو آنحضرت کا نکاح کردیا اور آن جنابنے بعد نکاح کے انکو تخۂ لیو یہ کو وہین چھوڑا اور خود تشریف فرما ئے اشرف البلاد بغداد کی ہوے اور بعد چند سال کے انکو طلب کرلیا اور لکھا ہی کہ آنحضرت سنہ چار سو اٹھاسی ہجری بشہر عالیشان گیلان سے وارد بغداد کی ہوے اور عمر شریف آپکی اُن دنون اٹھارہ برس کی تھی اور آنحضرت نے رونق افزا ئے شہر بغداد ہو کر اوّل قرآن شریف حفظ کیا اور بعد تعلیم دینی مصروف ہوے اور بجناب ابو زکریا یحیٰی وابو الوفا علی بن عقیل وابو الخطاب ابو الغالب محمد بن حسن وابو سعید محمد ابو الغنائم وابو البرکات ہبۃ اللہ بن مبارک و ابو نصیر وابو عبد اللہ وطلحہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے تعلیم علم حدیث وفقہ وغیرہ حاصل فرمایا اور جسمکان عالیشان مین آپنے کسی شیخ ہادی کا پایا انکے پاس تشریف لیجاکر محظوظ الوقت ہوئے

غزل از مؤلف عفی عنہ

کردیا تُمنے ولی فساق اور فجار کو
سنگ در تیرا ہے ہمسنگ جواہر بے بہا
جب برس جاوے کہین ابر سخاوت آپکا
سیکڑون مجرم ہوے مین محرم درگاہ حق
کیا کمی ہو آپکے مخزن مین اے شاہ جہان

نور بخشا آپنے چشمِ اولوا الابصار کو
ہے شرف شیرون پہ بس تیری سگ دربار کو
سبز کردے سر بسر نخل گلستان خار کو
رام کر ڈالا ہزارون زمرۂ کفار کو
اب غنی کردیجئے اس سر در نادار کو

مناقب بیجا وحہاتم بیان روایت شیخ عبد اللہ شامی قدس سرہ السامی تعریف محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی

جناب شیخ عبد اللہ شامی قدس اللہ سرہ السامی سے روایت ہے کہ شہر بغداد مین ایک ولی تھا صاحب ولایت الٰہی قطب زمانہ کہ اپنے وقت مین ثانی اپنا کم رکھتا تھا اور ہم تین شخص ہم عمر وہم صحبت وہم مکتب تھے ایک راوی اور دوسرے ایک شخص مسمی با بن سقا اور تیسرے سیدنا ومولانا محبوب سبحانی ہم تینون کا ارادہ ہوا کہ لیجاویں بزیارت پر برکت اُن حضرت کے جائین اور اُنکے دیدار پر انوار سے سعادت دارین پائین چنانچہ روانہ ہوے اثنائے راہ مین ابن سقا بولا کہ مین ایک مسئلہ اُنسے ایسا پوچھونگا کہ اُسکے جواب مین وہ لاجواب ہونگے راوی نے بھی یہ کہا کہ مین بھی ایک مسئلہ اُنسے پوچھونگا اور یقین ہے کہ وہ جواب باصواب دینگے جناب محی الدین

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اُسوقت کچھ نہ بولے فقط اتنا فرمایا کہ ہمکو غرض سوال و جواب کی نہیں ہے فقط زیارت کا مطلب ہے جب ہم تینوں کس مقام دل آرام اُس ولی ذوالاکرام کے پہونچے تو اُنکو مکان پر موجود نہ پایا ناچار دو چار ساعت وہیں بانتظار اُنکے ٹھہرے رہے ناگاہ حضرت اُسی مکان سے پیدا ہو گئے کچھ معلوم نہوا کہ کس طرف اور کس راستے سے آئے ہیں اول تو اُنھوں نے بطرف ابن شغا مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم مجھسے وہ مسئلہ پوچھنا چاہتے ہو کہ جس میں لاجواب ہو جاؤں دیکھو تم مجھسے فلانے مسئلہ پوچھنے کا ارادہ رکھتا تھا اور اُسکا یہ جواب باصواب ہے بعد ازاں مجھ راوی کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ تم فلانے مسئلے میں مجھسے پوچھنا چاہتے تھے اور اُسکا یہ بیان مفصل ہے بعد بطرف محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی متوجہ ہو کر فرمایا کہ ابن شغا نے مجھسے بے ادبی کی اُسکے بدن میں ایسی آگ بھڑکیگی کہ وہ جل جائیگا بلکہ احاطہ دین اسلام سے نکل جائیگا اور عبدالقادر شامی کو دولت دنیا اسقدر بکثرت ملیگی کہ وہ کان اور ناک تک مستغرق ہو گا اور تجھے یا عبدالقادر پیر ادب رکھا خدا اور رسول خدا کو خوش کیا اللہ تجھکو خوش کریگا اور میں دیکھتا ہوں کہ شہر بغداد میں تو منبر پر بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ قدمی ھذہ علی رقاب جمیع اولیاء اللہ تعالے یہ بات مطلع کرامات وہ عالی ذات کہکر غائب ہو گیا کہ پھر کسی نے اُسکو نہ دیکھا چنانچہ تاثیر اس کلام کرامت التیام سے ابن شغا تو روم میں جا کر ایک عورت دختر ترسا پر عاشق ہو گیا اور اُسکے عشق میں کافر ہو کر مر گیا اور مجھ راوی کو اسقدر دولت دنیا حاصل ہوئی کہ بیشمار اور انگنت تھی اور جناب شیخ عبدالقادر جیلانی بادنیٰ فرصت اس درجہ والا مراتب علیا کو پہونچے کہ آپ نے منبر مبارک پر فرمایا قدمی ھذہ علی رقاب جمیع اولیاء اللہ تعالیٰ اور جناب شیخ احمد مغربی ملقب بہ لقب گنج بخش کیہتے تھے کتاب سالار یہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اکثر اوقات جناب غوث الارض والسموات منظہر نور کرامات والا درجات محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی اپنی نسبت یہ شعر زبان گوہر افشان سے فرمایا کرتے تھے شعر

افلت شموس الاولین وشمسنا	ابدا علی افق العلی لا تغرب

یعنے غروب ہوگئے آفتاب اولیاء اولین کے اور آفتاب ہمارا بلند کیا گیا ہے اوپر کنارے بلندی سرخ آسمانی کے ایسا کہ نہیں غروب ہوگا

غزل از مؤلف عفی عنہ

جناب پیر محی الدین کہ ہیں پیارے پیمبر کے	حسن کے نور دیدہ اور جگر پارے ہیں حیدر کے
وہی زور جہان میں ہیں نصیب بے نصیبان ہیں	وہی بس کس کا ہیں بیکس کے وہی بس پیر ہیں بے پر کے

بھرے ہے تشنہ لب کیونکر کوئی اُن ابر رحمت سے
چلیں تھی سر اعدا پہ جسدم تیغ محی الدین
انہی ہو جہان تک خاندان اہل بیت آباد
جناب محی دین وہ مطلع انوار یزدان ہیں
مدد کیجے گا از بہر خدا یا سرور عالم

کہ جیلے جاؤ امجد حضرکو ساقی ہوں کوثر کے
صدا اُٹھتی تھی بجلی سے وہان اللہ اکبر کے
پھریں وہ گھر بہ گھر بیگھر جو ہوں بد خواہ اس گھر کے
کہلائے اولیا ذرے ہیں اس خورشید انور کے
کہ حل ہو جائیں عقدے ایک ہی پل بھر میں سرور کے

مناقب سجادہ پنجم دربیان احوال پُر ملال ولئے عالیشان پیر صنعان رحمۃ اللہ علیہ کے اور گرفتار ہونا اُنکا بسلئے بے ادبی محبوب سبحانی اور پھر رہائی پانا بتوجہ آنحضرت معدن برکت کے

راویان صدق شعار و مخبران صاحب اخبار سے روایت ہے کہ جب جناب محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی جناب یزدانی سے مامور اس بات کے ہوے کہ آپ کلمہ قدمی ھذہ علی رقاب جمیع اولیاء اللہ تعالیٰ فرما دیں اور جناب کبریاء سے ہر ایک ولیکے واسطے حکم ربانی بتاکید اکید نافذ ہوا کہ ہر ایک ولی باولایت اپنی اپنی گردنیں خم کریں اور قدم مبارک حضرت غوثیہ اپنی گردن پر لیں تو حسب الارشاد واجب الانقیاد الٰہی تمام اولیانے سر جھکا ئے اور سعادت دارین کے حظ اُٹھائے مگر پیران اصفہان شیخ صنعان کہ اُن دنوں میں ایک قطب ولایت تھے اُنھوں نے تعمیل ارشاد ہذا سے اباکی اور براہ غرور فرمایا کہ قدمہ علی رقاب الخنزیر یہ کلام بد انجام شیخ صنعان کے بجناب ایزد سبحان نہایت گران گذرے اور حاکم حقیقی سے حکم انتقام صادر ہوا چنانچہ اُن دنوں میں شیخ صاحب موصوف مع شیخ محمد مغربی اور شیخ فرید الدین عطار مریدان با ارادت اپنے کے بارادہ زیارت حرمین شریفین اپنے وطن مالوفہ سے روانہ ہوے اثناء راہ میں اتفاقاً گذر شیخ صاحب کا ایک شہر میں ہوا اور شیخ صاحب مع خدام عالی مقام بازار پر بہار اُس شہر میں چلے جاتے تھے ناگاہ ایک نصرانی کے گھر پر وارد ہوے اور دیکھا کہ بالاے مکان اُس مکان عالیشان پر ایک دختر ماہ پیکر پری چہرے بشکن گیسوے بیٹھی ہے ظہیر فاریابی

عقیق خار شد گر جان ست بے آن پری روئے
بنج چون مہر ہو چون گل معاذ اللہ خطا گفتم

عجب لعبت فرنگی زادہ در زنار گیسوے
ندار و مہ چنین روے ندارد گل چنین بوے

شیخ صاحب نے جب چہرۂ پرنور اُس غیرت حور کا دیکھا تو ایسے مخمور بادۂ عشق اور گرفتار زنجیر محبت ہوئے کہ شعر

نہ تن کی خبر اور نہ من کی خبر — نہ سُدھ بات کی نے سخن کی خبر

اور اُس پری رخسار پر عاشق زار ہو کر بادلِ اشکبار روز و شب بیقرار و درد جانکاہ در سینہ یاد و دہان سوختے شعر

خبر گھر کی تھی اور نہ تھی راہ کی — فقط سُدھ تھی رونے کی اور آہ کی

غرض شیخ صاحب دنیا اور عقبیٰ کو بھول کر ایسے محو محبت اُس کافر بدکیش کے ہوے کہ تمام دن گرد اگرد گھر اُس ماہ دو پیکر کے طواف کیا کرتے اور تمام رات بخیال کاکل مشکیں اُس کافر بیدین کے نالہ و زاری اور بیقراری مین گذراتے جب چندے اسی طرح پر گذر گیا اور عشق شیخ صاحب کا نہایت تک پہونچکر زبان زد خاص و عام ہوا تو بحکم القلب یہدی الی القلب دختر نصرانی کے دل مین بھی کچھ اثر محبت حضرت کا آشکارا ہوا اور اُسمین آغاز رمز و اشارہ ہوا بقول شخصے شعر

نظر گستاخ و دل در حیلہ سازی — ہم در دیدہ مے کردند بازی

آخر الامر غماز عشق نے یہ خبر حیرت اثر پدر دختر تک پہونچائی اُسنے ہرچند علاج اُس مرض لاعلاج کا تجویز کیا مگر بجز اسکے اِس مہجور دل رنجور کو اُس پری تمثال کا شربت وصال پلایا جاوے اور کچھ دارو خیال مین گذرا لمؤلفہ

معالج شربت دینار کیون دیتا ہے سرور کو — اگر اس بیمار دل کو شربت دیدار کافی ہے

اسواسطے پدر دختر نے اس عاشق مضطر کو اپنے روبرو بلایا اور فرمایا اگر تم اُس رشک قمر غیرت نیر اکبر کے عاشق صادق اور مشتاق واثق ہو تو جو کچھ ہم تمکو حکم دین وہ منظور کرو ورنہ دوبارہ نام عشق کا زبان سے نکالو اور منھ دکھا کر راستہ گھر کا لو اور اگر تم تعمیل حکم مین محکم ہو کر گردن ہمارے حکم سے نہ اٹھاؤگے تو وامق اپنی مراد کو پاؤگے یہ وعدۂ وصل شیخ صاحب سنکر بہت خوش ہوے اور کہنے لگے آمنا و صدقنا مصرعہ راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہو مجکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین ہے مگر ایفائے وعدہ آپکے اختیار مین ہے غرض پدر دختر نے میعاد چند ماہ مقرر کر دی اور حکم دیا کہ تم علی الصباح جنگل مین جایا کرو اور جہان گلۂ خوکان چرا کرتا ہو وہان پہونچکر بچہائے خوک واسطے کباب بننے کے اپنی گردن پر اٹھا لایا کرو جب اتنی میعاد تک تم بار خدمت اٹھاؤگے تو معشوق کو در بغل پاؤگے شیخ صاحب نے حسب الارشاد پدر دختر خدمت اختیار کی کہ علی الصباح مکان معشوق سے بچشم گریان روانہ ہو کر جنگل کو جاتے اور وہان سے بچہائے خوک گردن پر اٹھا کر دوڑتے ہوے آتے اسواسطے کہ بہت جلد

بجائے خوک لیجاؤ یہی بار عشق کی خدمت بناہو بجا ہو اگر دیر ہو جائیگی تو مر... دختاب ہو گئے یہ حال اپنے پیر اسیر کا دیکھکر شیخ فرید الدین عطار نہایت گھبرائے کہ آیا یہ صنعان کجا اور یہ حالت بے سر و سامانی کجا ناچار جب کچھ چارہ نہ بن آیا تو بعالم باطن متوجہ جناب الٰہی ہو کر عرض کی کہ اے دستگیر افتادگان و دستگاہ درماندگان میرے پیر اسیر نفس شریر کا یہ حال تجھ عالم الغیب پر روشن ہے اگر تقصیر اسکی معاف ہو اور آئینہ دل اسکا صاف ہو تو تیری عنایت بے غایت و عفو بے نہایت سے کچھ بعید نہیں ہے ارشاد ہوا کہ تیرے پیر سے بے ادبی جناب دستگیر محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی ہوئی ہے یہ معافی تقصیر متعلق انہی ذات بابرکات کے ہے اور انہوں نے اپنے آپ میں کیا ایسا فخر دیکھا کہ خلاف مرضی الٰہی اپنے آپکو دور کھینچا اور گردن اپنی زیر قدم میں شریف جناب محبوب غوث کے خم نہ کی یہ حتاب جناب الٰہی سنکر شیخ فرید الدین عطار اپنے مرشد کے پاس گئے اور حال واقعہ عرض کیا مگر شیخصاحب اس کلام حق التیام پر کچھ غور نفرمایا کیونکہ

شعر ملامت گرمی بازار عشق ست	ملامت صیقل زنگار عشق ست از مؤلف
عشق ہو جاتا ہے از روئے ملامت تیز تر	اس نمک سے زخم ہو جاتا ہے شور انگیز تر

جب وہ میعاد معہودہ اس کافر کیش دشمن درویش کی گذر گئی اور انہوں نے شیخصاحب کو خدمت ماموریہ میں چست و چالاک پایا تو سامان شادی کا بنایا اور زبانی دختر بد گوہر کے بخدمت شیخصاحب کہلا بھیجا کہ اب میعاد خدمت کی گذر گئی ہمنے اس خدمت میں تجھکو بہت مستعد پایا اور تو نے ہمکو اچھا کام دکھلایا اب وقت شادی کا قریب آیا مگر تو مسلمان باسلام اور ہم تابع دین عیسٰی علیہ السلام ہیں ظاہر ارشتہ اعتقادت فیما بین ان دونوں کے جو آپسمیں مخالف دین و آئین ہوں منسلک ہونا نہایت مشکل ہے اگر تیرے دلمیں کمال شوق وصال مجھ فرخندہ خصال کا ہے تو اب دین احمدی سے دست بردار ہو اور آئین عیسوی سے دوچار ہو ایسا نہو کہ تو اپنے دین کو نچھوڑے اور اسلام سے منہ نہ موڑے تو اس دولت پائدار و دیدار دلدار سے محروم رہ جائے کہ وقت از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ باز بدست نمی آید بہر حال مصلحت وقت یہ ہے کہ اسلام سے دل ہٹاؤ اور عیسائی بنجاؤ اور مراد دل پاؤ زندگی کا حظ اٹھاؤ دن عید اور رات شب برات کے عیش مناؤ شیخصاحب نے یہ تقریر اس شریر کی سنکر فرمایا کہ بہت بہتر بندہ حاضر ہے آپ سامان نکاح تیار کرائیں کھانے پکوائیں فرش فروش بچھوائیں بوقت منعقد ہونے عقد نکاح کے ہزار دل عاشق زار انتقال دین پر بھی موجود ہے دختر نے یہ خبر اپنے باپ کے اظہار کی تو اسنے سامان شادی تیار کیا

اور بروز مقرہ بسلط عیش و عشرت بچھا کر اور دختر کو بزر و زیور آراستہ کر کے حاضر کیا اور شیخ صاحب کو بھی غسل صحت دیکر مسند دامادی پر بٹھایا اور اُس قوم ترسا میں یہ رسم تھی کہ اول عروس و داماد باہم بیٹھکر کباب خوک و شراب باہم تناول کیا کرتے بعد اسکے شگون ہمایون نکاح کا عمل میں آتا جب کباب خوک تیار ہو کے مع جام و صراحی شیخ صاحب کے سامنے موجود ہوئی تو دختر لو چکنے شراب جام میں پر کرکے بہزار ناز و نیاز شیخ صاحب کے ہاتھ میں دیا و کہا از حافظ

مَی نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند	چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند

شیخ صاحب نے پری سے پیالہ لیا اور مستعد تھے کہ نوش کریں اور غم عقبیٰ فراموش کریں اس حالت پر آفت میں شیخ فریدالدین عطار اپنے پیر اسیر کو دیکھکر سخت مغموم ہوئے اور نالہ و فریاد آغاز کر کے پکارے از مؤلف

المدد یا شاہ جیلان المدد	المدد یا شاہ شاہان المدد
الغیاث اے پیشوائے دو جہان	اے خبر گیر اسیران المدد

یا جناب محبوب سبحانی قطب ربانی سید جیلانی یہ وقت وقت امداد ہے اگر اس وقت سخت میں آپ فریاد مجھ ناشاد کی نہ سنیں گے تو میرا اسیر پیر بیشک غرق دریائے کفر ہو جائیگا اور کشتی ایمان اُس نادان کی گرداب کفر میں گرفتار ہوگی از مؤلف

بدست عاطفت کیجے کشتی پار تر ورنہ	وگرنہ وہ بھی جاتی ہے حباب آسا پانی میں

جب شیخ فریدالدین عطار نہایت بیقرار ہوئے اور زار زار روکے تھکے فریاد و درخواست امداد حضرت عطار کی بگوش فریاد نیوش آن پردہ پوش عالم کے بعالم باطن پہونچی اتفاقاً آنحضرت اُسوقت واسطے ادائے نماز عشا کے وضو کر رہے تھے محو دعا سلئے آواز طلب امداد جناب شیخ فریدالدین عطار کا آنحضرت نے استماع فرمایا تو ایک چلو پانی کا لیکر ہوا میں پھینکا اور وہ پانی بامداد محبوب سبحانی باوجود اسقدر مسافت بعید شیخ صنعان کے منہ پر جا پڑا اور اُس پانی کے پڑتے ہی ہاتھ اُنکے کانپے اور پیالہ شراب کا ہاتھ سے گر پڑا اور دل پر اُنکے خوف الٰہی سے ایسا لرزہ پڑا کہ پیالہ شراب و کباب کا دور تک پھینک کر نالان و گریان وہاں سے بھاگے اور تینوں صاحب اُس شہر سے دور جاکر ایک جنگل میں ٹھہرے اور آٹھ روز تک سجدہ میں گرکے اتنے روئے کہ تمام کپڑے اپنے آنسوؤں سے دھوئے بعد ہفتے کے شیخ صنعان کو جناب الٰہی سے جواب ہوا کہ تو رانده درگاہ محبوب ہے وہاں ہی حاضر ہوکر اگر عفو تقصیر کرائیگا تو شاید پھر اس دربار میں بار پائیگا

شیخصاحب حسب الارشاد الٰہی مع دونون مریدان وفاکیش کے وہان سے چلکر راہی اشرف البلاد بغداد کے ہوئے جب قریب دربار فیض آثار کے پہنچے تو تینون نے سیاہی سے منھ اپنا کالا کر لیا اور سر سے برہنہ ہو کر آستان عالی شان آن محبوب رحمان پر حاضر ہوئے اور تینون زار زار روئے اور عرض کی از مولف

اب ترے اس در دولت پہ سیہ کار آیا — روسیہ کرکے یہ کمبخت سیہ کار آیا
کیجیے لطف ذرا حال تبہ پر اسکے — رد خلق ہو کے ترے در پہ تبہ کار آیا

اے خبر گیر غریبان ما لے نصیب بے نصیبان ہم پر گناہ وبحال تباہ بہزار اشک وآہ دروازہ فیض اندازہ حضور پر حاضر ہوئے ہیں براہ مہربانی اگر تقصیر اس پر تقصیر کی معاف ہو تو حضور کی عنایت بیغایت مین گنجائش تمام رکھتی ہے از مولف

مہربانی کی تری جسپہ نظر ہو جاوے — ذرہ خورشید بنے داغ قمر ہو جاوے

جب فریاد ان فریادیون کی گوش زد آن دادرس ہوئی تو آپنے براہ عنایت انکو روبرو طلب کیا اور وہ تینون حزین باد ل غمگین روبرو آن شہنشاہ دین حاضر ہوئے جناب غوثیہ نے شیخ صنعان سے استفسار حال کیا تو انکو سوا خاموشی کے کچھ بن نہ آیا اور فی البدیہہ وطالعفا الکمال نم مندگی زار زار بلکنے اور سوزش جگر نے گوہر آنسو کے پرونے اور عرض کی از مولف

شاہد حال ہین رخسار پہ آنسو اپنے — داغ دکھلاؤن مین کیا سینہ کو کھو اپنے

جناب غوثیہ نے ایسی حالت پر آفت انکی دیکھکر بآب مہربانی اول انکے منھ دھلوائے اور پھر دست مناجات بجناب خالق ارض وسموات اٹھائے اور عرض کی کہ یا باری تعالیٰ یہ منھ کالا تیری جناب جلالت مآب سے ملتجی عفو جرائم مامضی ہے ارشاد ہوا کہ یہ تقصیر بحالت دیگری آپکا ہر عفو جرائم اسکا متعلق تھا لیے ہے یہ ارشاد الٰہی سنکر آنحضرت معدن کرامات نے شیخصاحب کو مبارکباد دی اور نعل مبارک سے بغلگیر فرماکر مستفید سعادت وممتاز کیا اور پہلے سے دوچندان مراتب ولایت سے سرفراز کیا

غزل از مولف عفی عنہ

اِن ملک عالی ہے لے سر وار پایہ آپکا — ہے فقط عرش برین بھی ایک سایہ آپکا
جب ولیون نے یہ پایہ دیکھ پایا آپکا — دوش پر اپنے قدم سب نے اٹھایا آپکا
شاہ کردیوین لگے جون سایہ بالا آپکا — بے نوا پر گر کہین پڑجائے سایا آپکا

واہ رے رتبے شب معراج میں اللہ نے	چرخ پر اپنے نبی کو رُخ دکھایا آپ کا
ظاہر و باطن ہوا روشن لگے مانند ماہ	بخت روشن نے جسے چہرہ دکھایا آپ کا
کشتی رو بے آب پر ڈوبی ہوئی آئی نکل	جوش پر دریائے رحمت جبکہ آیا آپ کا
شہر در دریوزہ گر نے سارے دروازوں کو چھوڑ	فیض دروازے سے اُسنے ایک پایا آپ کا

مناقب پنجاہ و ششم در ذکر شیخ ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ

قدوۂ اولیاے عالیشان قطب زمان خضر نشان و دوران مخزن عنایات بیحد شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی اپنے مکتوبات شریف میں اور اولیاے سو حضرت شیخ داؤد قیصری دیباچہ کتاب شرح فصوص میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب جناب محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی بسن ہژدہ سالگی شہر دارالامان گیلان سے رونق افزاے شہر اشرف البلاد بغداد ہوے تو وہاں آپنے زبانی عوام الناس تعریف و اوصاف جناب شیخ العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ استماع فرمائے اور ارادہ زیارت شیخصاحب اپنے دل آداب منزل میں کرکے بغداد سے تشریف فرماے ہو شیخ علیہ ہوے اسوقت شیخصاحب اندرون خلوت تھے اور مع ایک خادم ہمدم کے تشریف رکھتے تھے صفاے باطن سے شیخصاحب کو حال تشریف آوری آن جناب کا واضح ہوا تو نہایت ہی ڈر کے اور فرط خوف و دہشت سے لرزہ اونکے بدن پر پڑ گیا اور گھبرا کر حکم دیا کہ جلد جا کر دروازہ بند کر دو اور ایک جوان عجمی آیا ہے اسکو اندرون مکان کے نہ آنے دو خادم جو سر دروازہ کے گیا تو دیکھا کہ ایک جوان عالیشان فرد

خوب صورت خوب سیرت خوب رو	نیک نام و نیک کام و نیک گو

دروازے کے مابین کھڑا ہے اور منتظر اجازت آنے اندرون مکان کا ہے خادم واپس بخدمت مخدوم اپنے کے گیا اور حال واقعہ عرض کیا شیخ صاحب حال سنکر کچھ نہ بولے اور مارے خوف کے گوشہ اے مکان میں چھپنے لگے یہ حال آقاے نامدار کا دیکھکر خادم نے عرض کی کیا جناب وہ ایک جوان کم عمر نادان ہے کہ ہنوز ریش مبارک کا بھی آغاز اسکو نہیں ہوا اور بشرہ مبارک اونکے سے بھی نشان محبت و شفقت کے عیان ہیں نادر یقین ہے کہ کسی خاندان عالیشان شریف سے ہی وہ کمیا کا اچھا ہوا اور خود شیخصاحب بھی حتی الباب استقبال کے واسطے گئے اور کہا ماے عبدالقادر بعزت معبود کہ اول دفعہ آپ کو کہ مجھے رخصت تشریف لانے کی اندرون مکان کے

نہیں دی تھی باعث اسکا موجب بے ادبی ان جناب تھا بلکہ یہ باعث فقط بسبب خوف اور رعب آنحضرت کا تھا آخر الامر یہ جانا کہ آنا انکا بہتر ہوا کہ آپ کریم ابن الکریم ہیں یقین ہو کہ آپ جو کچھ ہمسے لینگے عالی ہمتی سے دلاوینگے کیونکہ

بے یقین اُن میں بھی اوصاف وہی ہووینگے		از مؤلف جو کہ اولادِ علی آلِ نبی ہووینگے

چنانچہ دونوں اولیاے عالی مراتب آپس میں ملکر نہایت محظوظ ہوے اور بعد چند ساعت آنحضرت رخصت ہو کر واپس گئے اور راویانِ صادق روایت کرتے ہیں کہ جب جناب غوثیہ زیارت حضرت تاج العارفین کیلیے جاتے آنحضرت استقبال کیواسطے حتی الباب آتے اور محفل میں لیجا کر سب حاضرین اہلِ یقین کو اوصاف آنحضرت کے سُناتے بلکہ ایک دفعہ شیخ صاحب منبر پر اجلاس فرما کر وعظ فرما رہے تھے کہ جناب غوثیہ بھی وہاں رونق افزا ہوے تو شیخ صاحب بتعظیم آن حضرت منبر کے نیچے تک آئے اور بہت کلمات محبت جناب غوثیہ سے مخاطب ہو کر فرمائے اور نیز فرمایا کہ یا شیخ عبد القادر دلبند حیدرؓ میں دیکھتا ہوں تمکو بر سرِ منبر بیٹھے ہوے اور قدمی ھذہ علی رقاب جمیع اولیاء اللہ تعالیٰ کہتے ہو اور کُل اولیا کو آپکے قدمین شریفین کے نیچے گردن رکھتے ہوے پس ایسے وقت خوش وقت میں کہ تم صاحب سلطنت اقلیم ولایت و مالکِ مملکت کشورِ کرامت ہوگے اس پیر دلگیر کو اپنی خاطر محبت مآثر سے فراموش نفرمانا اور اس بندہ ریش محبت کیش کو اپنے دل سعادت منزل سے محو و منسی نکرنا اور ایک خرقہ اور ایک عصا رشک عصاے موسیٰ اور ایک کاسہ چوبی مخزنِ محبوبی اپنا شیخ صاحب نے جناب غوثیہ کو عطا کیا اور کہا کہ یہ ہماری نشانی براہِ مہربانی اپنے پاس رکھنا اور بدعاے خیر یاد فرمانا۔

غزل از مؤلف عفی عنہ

سیدی فخرِ خاندانِ نبی	سروِ عز و دودمانِ نبی	رتبۂ عالی از محمد یافت
شانِ او شد عیان ز شانِ نبی	شجرے پُر ثمر ز باغِ رسولؐ	گلِ خندان ز گلستانِ نبی
ثمرِ خوشتر از نہالِ حسینؓ	سیب خوش رنگ بوستانِ نبی	فرعِ او ہست روحِ پیغمبر
جانِ او ہست عینِ جانِ نبی	از حسن آمد این گہر نایاب	جوہرِ بے بہا ز کانِ نبی
گشت حمزہ غلامِ محی الدین	سر نہادہ بر آستانِ نبی	

مناقب پنجاہ و ہفتم در بیان جانے جناب غوثیہ کے بعالم طفلی بحالت خواب بحضور

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دستیفید ہونا شیر خواری ما درمہربان سے

کتاب جواہر القلائد میں لکھا ہے کہ فرمایا جناب محبوب سبحانی قطب ربانی قدس اللہ سرہ السامی نے ایک روز ہم بحالم طفولیت عالم خواب راحت میں تھے کیا دیکھا کہ فرشتگان آسمانی بحکم ربانی ہمکو اٹھاکر بخدمت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیگئے انھوں نے ہمکو اپنی گود مبارک میں اٹھایا اور براہ محبت ہمکو سینۂ بے کینہ سے لگایا تو فرط پیار سے چھاتی میں شیر بھر آیا اور پستان ہمارے منھ میں رکھکر شیر پلایا اور ہمنے وہ شیر پی کر وہ حظ اٹھایا کہ مرتبۂ اعلیٰ پایا اتنے میں جناب خاتم النبیین رسول رب العالمین امام المرسلین صلی اللہ علیہ الی یوم الدین بھی وہاں رونق افزا ہوے اور ام المومنین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ یا عائشہ ھذا ولدنا حقا قرۃ اعیننا حبیبنا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین

غزل از مولف عفی عنہ

ذات محی الدین کز نور محمد روشن ست	از چنین فرزند نام جد امجد روشن ست
گشت نورش در جہان از ماہ تا ماہی عیان	این مہ تابان چہ خوش از نور ایزد روشن ست
در شبستان علی روشن شد این روشن چراغ	اختری بر آسمان دین احمد روشن ست
چشمۂ فیضے کہ دائم چشم ہر زود و بود	مشعلے روشن کہ از مہتاب بیحد روشن ست
پر گہر ابرے کہ بار در بر سر ہر خاص و عام	طرفہ خورشیدی کہ بر ہر نیک و بد روشن ست
مردہ گردد زندہ از انفاس آن عیسیٰ نفس	ہر سیہ کاری کہ دیداری تو بیند روشن ست
سرور مسکین گدائے مہر سپہر دین حق	ذرہ از انوار مہر نور تو باید روشن ست

مناقب پنجاہ و ہشتم دربیان تشریف لانے روح پاک جناب رسالتمآب علیہ الصلوات الملک الوہاب و موسیٰ علیہ السلام کے اور عنایت کرنا جبہ مبارک اپنا بطور ہدیہ حضرت محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی کو

کتاب تحفین القلائد میں لکھا ہے کہ فرمایا جناب غوث الثقلین سید کونین ذو العینین محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی نے

کہ ہم ایک روز مقابل مدرسہ معلی باجلاس منبر وعظ فرما رہے تھے کہ ناگاہ ایک تخت ملائکہ کے کندھوں پر زیر آسمان اُترتا ہوا نظر آیا اور اُس پر جناب پیغمبر علیہ الصلوات الملک الاکبر اور پہلوے مبارک میں جناب موسیٰ علیہ السلام رونق افروز تھے جب وہ تخت مقابل ہمارے آ پہونچا تو ہم نے قصد استقبال کیا تو جناب پیغمبر کی توجہ بجانب اینجانب ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یا اخی آپ کی امت میں کوئی ایسا ولی ہے جیسا کہ ہماری امت عالی درجت میں محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی ہیں موسیٰ علیہ السلام بولے نہیں بعدہ مجھ سے متکلم ہو کر فرمایا کہ اے نور العین غوث الثقلین ادھر آؤ چنانچہ حسب الامر جناب پیغمبر علیہ الصلوات الملک الاکبر عالم باطن میں حاضر خدمت سراپا عظمت ہوئے تو آنحضرت نے ہمکو بھی اپنے تخت پر جگہ دی اور فرط مہربانی سے ہماری پیشانی پر بوسہ دیا اور پیراہن مبارک اور جبہ شریف جو ذات بابرکات خود اُس وقت پہنے ہوئے تھے اُتار کر پہنایا اور فرمایا کہ ھذہ خلعۃ الغوثیۃ حلی لا قطاب الابدال والاوتاد اور بعد عطائے خلعت رخصت کیا کہتے ہیں کہ جب جناب غوث الاعظم خلعت غوثیت سے ممتاز ہوئے تو نہایت خوشنودی سے یہ شعر زبان حق ترجمان سے ادا فرمائے اشعار

سقانی بجانی قدحی و بیعتہ واظہر للعشاق دینی ومذہبی + واضرب بخوف السطح بالدف جلوتہ ... (مجھے)

یعنی میں پیتا ہوں ایسی شراب محبت کی مے خانہ اور بت خانہ میں کہ میخانہ اور بت خانہ عبارت مقامات سلوک سے ہے اور ظاہر کرتا ہوں میں عاشقوں کے واسطے دین و مذہب اپنا بجا تا ہوں دف بریام شوق کے نہایت خوشنودی ہے دف واسطے لہو اس معشوق کے اور پیالہ اُس شراب کا اور نہیں ہمکو کچھ خوشی سوائے جہان کے محبت

غزل از مولف عفی عنہ

مانگتے ہیں فیض خوبی جالے گرد آپ کے	دل کی خیرات گل کو رنگ و خوشبو آپ سے
ہے در دولت ترا دار الشفا ہمے دین	درد بے درمان کو ملجاتی ہے دوا آپ سے
لال ہوں لب خندہ ہنستے ہیں ہمے لب ایسے	حال دل کہدینگے ہم کیسے آنسو آپ سے
دل ہے جو قبلہ نما سا جدتے ہے درہمیش	اور ارادت سے ہمیں ہر جا دو ہر سو آپ سے
تابع فرمان ہے تیرا تابع حکم آلہ	پھر گیا حق سے اگر بیعت کوئی روگرداں آپ سے
آپ جسپر مہربان ہو جاتے ہیں اے دستگیر	رام ہو جا دیگا اُسکا نفس سرکش آپ سے

کب نہاں ہے حالت تحریر ہوا ہے حیرت	کیا لکھوں حال دل زار اپنا اے سرور دین

مناقب پنجاہ و نہم در بیان حال ریاضت و عبادت آنحضرت مخزن کرامت و مطلع نور محبت معدن ظہور عنایت معین الدنیا والدین خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے

سرور جملہ اولیا سامین	خواجہ خواجگان اہل یقین	کتاب تفریح الاولیا میں جناب شعر
زینت ہند صاحب اجمیر	وان سہی سرو باغ روئے زمین	آن ستم چشتیان اہل بہشت
		شہ دین خواجہ معین الدین

فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب غوث الاعظم محی الدین جیلانی قدس اللہ بالسرہ السامی نے کہ آغاز عمر میں ہمنے چالیس سال تک نماز بامداد بوضوے عشا ادا کی ہے رات بھر میں کبھی اتفاق خواب غیرہ حاجات شکنندہ وضو کا ظہور میں نہیں آتا تھا اور طریق یہ تھا کہ بعد ادائے نماز عشا ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر اول ختم قرآن کرتے تھے بعد ازاں ادائے تہجد کر کے تا نماز صبح بمراقبہ و عبادت الٰہی مصروف رہتے تھے اور ایسا اتفاق کئی دفعہ وقوع میں آیا کہ آپنے چالیس چالیس روز تک کھانا نہیں کھایا اور نیز فرمایا جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایک دفعہ ہم جنگل میں تھے کہ ایک شخص اجنبی ہمارے پاس آیا اور بولا کہ آپکو کچھ آرزو محبت و دوستی کی کسی سے ہے ہمنے جواب دیا کہ ہاں اگر مجھے کوئی دوستی کریگا تو بندہ بھی اسی کا دم بھریگا تب کہنے لگا کہ اگر آپ شرط صحبت میں محکم ہیں تو جب تک میں پھر نہ آؤں آپ اس مقام سے کہیں نہ جائیں یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور ہم بانتظار کمال تا ایک سال وہیں کھڑے رہے بعد سال کے پھر وہ شخص آیا اور ہمسے ملکر اُسنے فرمایا کہ آپ بھی اپنے کو یہاں ہی ٹھیرائیں جب تک میں آؤں کہیں نجائیں میں ابھی آؤنگا وہ آپکے ہمراہ گفتگو کیا جاؤنگا چنانچہ تا مدت ایک سال پھر وہ صاحب کمال غائب ہوا اور ہم بانتظار اُس یار غمخوار کے اُسی بیابان بے نشان میں تنہا و بے یار و بے ہمدم حاضر رہے جب تیسری مرتبہ وہ حضرت آئے تو نان و شیر ہمراہ لائے اور کہنے لگے کہ ہم خضر پیغمبر و جناب الٰہی سے مامور ہیں کہ آپکے ساتھ کھانا کھائیں اور صحبت کا حظ اُٹھائیں چنانچہ خضر علیہ السلام اور حضرت باشتیاق تمام [illegible] کھایا اور تناول باہم مجلس و ہم کلام ہو کر خوش ہوئے کہتے ہیں کہ ان [illegible] میں کہ آنحضرت با شوق حضرت خضر علیہ السلام کے

عین جنگل میں قیام پذیر ہے غذا و خوراک آپ کی سوائے ذکر الٰہی اور کچھ نہ تھی فرد از مؤلف

خواب و خور سے کب ہیں محرم محو دیدار آپ کے	کام کب رکھتے ہیں جگ سے عاشق زار آپ کے

اور نیز روایت ہے کہ فرمایا جناب غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہ ایک دفعہ ہم نے ذات کبریا خدائے جل وعلا کے ساتھ عہد کیا تھا کہ طعام نہ کھاوینگے جب تک کہ کوئی لقمہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اپنے ارادے سے ہمارے منھ میں نہ رکھیگا اور نہ پئینگے ہم پانی جب تک کوئی یار جانی برتن پانی کا اپنے ہاتھ سے اٹھا کر ہمارے لب سے نہ لگا دیگا چنانچہ چالیس روز اسی حالت پر گذر گئے بعد ایک شخص آیا اور خوان نعمت لایا اور ہمارے روبرو رکھکر مستدعی کھانا کھانے کا ہوا اسوقت نفس نے چاہا کہ لقمہ طعام اٹھا کر تناول کرے مگر ہمنے نفس پر عتاب کیا اور اسکو جواب دیا کہ ہم اپنے عہد سے کہ خدا کے ساتھ کیا ہے نہ پھرینگے اسوقت نفس نے فریاد کی اور پکارا کہ اَلْجُوْعُ اَلْجُوْعُ ہمنے اسکی فریاد پر کچھ التفات نہ کیا مگر شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت سر راہ تشریف لیے جاتے تھے انھوں نے فریاد ہمارے نفس کی سنکر قیام فرمایا اور فرمایا کہ یہ فریاد کس مظلوم کی ہے ہمنے کہا کہ نفس ہمارا بسبب بھوک کے فریاد کرتا ہے مگر روح ہماری ہنوز برقرار ہے اور طالب الغفار دیدار یار ہے شیخ ابو سعید یہ بات سنکر متبسم ہوے اور فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلیے آؤ ابھی ہم چلنے کی تجویز اور فکر میں بیٹھے تھے کہ خواجہ خضر علی نبینا وعلیہ السلام آئے اور فرمانے لگے کہ جلد شیخ ابو سعید کے گھر چلیے سو حسب کہنے خضر علیہ السلام کے ہم روانہ بطرف خانہ آن کرامت نشانہ کے ہوے جب پہنچے تو دیکھا کہ شیخ ابو سعید دہلیز دروازہ پر کھڑے ہوے ہمارا انتظار کر رہے تھے جب ہمکو دیکھا تو فرمایا کہ یا عبدالقادر ہمارا کہنا کیا آپ کے واسطے کافی نہ تھا کہ بلا اجازت خضر علیہ السلام کے آپ اپنے مقام دل آرام سے نہ اٹھے پھر ہمکو اپنے مکان عالیشان میں تشریف لیگئے اور طعام پکا کر لائے اور لقمہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر ہمارے منھ میں رکھا اور نہایت مہربانی سے کھانا کھلا کر سیر کیا اور خرقہ مبارک اپنا اتار کر ہمارے دوش سے ہم آغوش کیا اور مرید خاص الخاص اپنے میں ہمکو بھی سرفراز کر کے مستفیض فیض عام کر دیا اور نیز روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام بخدمت بابرکت آنحضرت کے حاضر ہوے اور تذکرہ عرفان الٰہی میں آنحضرت سے گفتگو کرتے رہے آنحضرت نے سوالات خضر علیہ السلام کے جوابات شافی دیے کہ خواجہ خضر علیہ السلام

لاجواب ہو گئے جب آپ نے دیکھا کہ خضر کو کچھ جواب باصواب ہمارے سوال کا میسر نہیں ہے تو تبسم ہو کر فرمایا کہ اے حضرت آپ نے کہا تھا موسیٰ علیہ السّلام کو تم میرے ساتھ ٹھہرنے کی طاقت نہیں رکھتا پس تو خضر ہے اور میں محمدی ہوں اور یہ دیکھ میں ہوں اور تو ہے اور یہ گیند ہے اور میدان ہے اور گو اور محمد ہے اور رحمان ہے اور دیکھ گھوڑا میرا زین کیا ہوا اور لگام دی ہوئی اور کمان میری زہ کی ہوئی اور تلوار میری برہنہ

غزل از مولف عفی عنہ

پیر جیلاں ہادیٔ راہِ یقین
خضر شد از خرمن او خوشہ چین

غاشیہ بردار جدش گشتہ اند
در شبِ معراج جبرئیل امین

گشت روشن آسمان از نور او
غیرتِ گلزار شد روئے زمین

نام نامی یافت در حق و بشر
شاہِ دنیا شاہِ عقبیٰ شاہِ دین

گشت مقبولِ خدائے عز و جل
ہر کہ او آمد بزیر آستین

شد سراپا نور چون ماہِ تمام
جسم او از نور شمس المرسلین

بر درت شد خاک بوس در
سرور مسکین غلام کمترین

مناقب ششم دربیان بھیجنے عرضی کے بادشاہ ملک نیمروز کے دربار جانب آنحضرت کے اسکے پاس بطمع دینے نصف ملک نیمروز کے اور لکھنا جواب کا آنحضرت کے بہ تحریر ایک رباعی کے

روایت ہے کہ جن ایام میں جناب محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی شہر بغداد میں آکر تخت ولایت ممتاز ہوے اور آوازہ فیض اندازہ آن جناب شرق سے تا غرب پہونچا تو ہر ایک خاص و عام اہل خدمت و مرید باارادت دور و نزدیک سے حاضر دربار فیض آثار ہو کر مستفید و مستفیض ہوے مگر خلیفہ بغداد حاکم مسلکی خاص آن حضرت مذہب حق پر نہ تھا یعنے مذہب معتزلہ کا پیرو تھا سو یہ مذہب باطلہ خلیفہ بغداد کا آپ کی خاطر دریا ماثر پر نہایت شاق گذرتا تھا جب یہ خبر سلطان عالیشان ملک نیمروز کو پہونچی تو ایک عرضی اسمی

آن جناب بدین مضمون لکھی کہ خلیفۂ بغداد نہایت ناقدر شناس ہے کہ آپ جیسے ولی کامل و مخدوم اکمل کی قدر نہیں جانتا اور آپ کے طریق مستقیم کا پیرو ہو کر سعادت دارین حاصل نہیں کرتا پس اگر آپ بدعایات بیغایات رونق افزا اس ملک کے ہو جائیں تو واسطے خرچ و خوراک خادمان درگاہ فلک پایگاہ آن جناب کے نصف ملک نیمروز کا نذر بخدمت عالی درجت گزرانگا یہ رقیمہ محبت ضمیمہ اُس بادشاہ عالیجاہ کا سنکر آنحضرت نے یہ رُباعی اسکی پشت پر لکھکر بطور جواب ہی رقیمہ واپس بھیدیا۔ رباعی

چون چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
با فقر گر بود ہوس ملک سنجرم
تا یافت جان من خبر از حال نیم شب
صد ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

کہتے ہیں کہ جب خلیفۂ بغداد کو اس حال سے اطلاع ہوئی تو مشرف خدمت کیمیا خاصیت ہو کر جرائم گذشتہ سے تائب ہوا اور آیندہ کے واسطے عقیدۂ دین حق اختیار کیا

غزل از مؤلف عفی عنہ

ہر کہ باشد طالبِ خاکِ درش
خلعتِ اکرام در زیرِ برش
زیر پا آورد سرہائے سران

زر نماید در نظر خاکسترش
ہر زرخشش می تافت لمعان ہمچو
گشت زیبا تاجِ شاہی بر سرش
بس ہمہ کار آید و امال از زرش

راست آمد از جناب کردگار
شد عیان از سینہ نور حیدرش
گشت ستر و رسم و ردیدار او

مناقب شصت و یکم در احوال ایک خادم جناب غوث الاعظم کے کہ اُسنے پسر بادشاہ چین کو سانپ تصور کر کے قتل کیا اور بحکم بادشاہ عالیجاہ واجب القتل ٹھہرا اور پھر بامداد جناب غوث الثقلین خلعت فاخرہ پہنکر بیشگاہ بادشاہ سے رخصت ہوا

عندلیبان ہزار داستان مداحان صدق ترجمان بوستان تعریف میں اس طرح پر گویا ہیں کہ ایک دن ایک خدمتگار جناب محبوب پروردگار شیخ دو چار روز انکسار شہر بہار سے بارادۂ سیر گزرد بیابان پر سبزہ زار کی سیر کرتے کرتے دور نکل گیا تو کیا دیکھا اندرون گلزار ایک سیاہ مار بیچ کیا چھپا ہوا بیٹھا ہے خادم غوث الاعظم نے

جو اُس مار خونخوار کو دیکھا تو بحکم قتل الموذی قبل الایذاء عصاے دستی سے ایک ضرب کاری اُس پر
ماری کہ وہ سانپ کانپ کانپ کر مرگیا جب وہ مار خونخوار فی النار ہوا تو اُسی وقت ایک ایسی آندھی آئی
کہ تمام عالم پر اندھیری چھائی اور وہ تندی ہوا کے کوہ ربا سے وہ خادم ایسا اُڑا کہ رفیقان یکجان کی
نظر سے غائب ہو گیا بوقوع این واقعہ جانکاہ یاران دلخواہ جو ہمراہ اُس عالی جاہ کے تھے سخت گھبرائے
اور اُسکی تلاش میں قدم اُٹھائے جب ہر چہار سو خوب جستجو کی اور کچھ نشان اُس بے نشان کا نہ ملا تو مایوس
صورت نحوس ہو کر بیٹھ گئے اتنے میں وہ جوان بیابان سے باین صورت کہ خلعت فاخرہ در بر تاج شاہی
بر سر بادپاے باد رفتار پر سوار نمودار ہوا اور دوستان جان نثار اُسکو دیکھکر نہایت خرسند ہوئے اور حال
واقعہ دریافت کیا وہ خادم جناب غوث الاعظم بولا کہ بمجرد قتل کرنے اُس مار خونخوار کے طائفہ جنیان
اس بیابان نے مجکو اُٹھا کر لے گئے اور مانند خونیان دونوں ہاتھ پشت پر باندھکر مجکو روبرو بادشاہ
والا جاہ حاضر کیا اور دیکھا میں نے کہ بادشاہ عالی بارگاہ تخت مرصع پر شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے
بیٹھا ہے اور ایک لاش دل خراش ایک جوان عالی شان کی سر سے خون بہتی ہوئی پایۂ تخت کے آگے
پڑی ہے اور حاضرین نے عرض کیا کہ آج یہ صاحبزادہ جوان بخت جسکی نعش پایۂ تخت کے آگے رکھی ہے واسطے
سیر گلزار و صحراے پربہار کے گیا تھا اور بصورت مار صورت بدلکر سیر بیابان رشک گلستان کر رہا تھا
یکایک اس قاتل بے رحم و ظالم ناخدا ترس نے ایک ایسی لاٹھی ماری کہ جوان والا شان جان بحق تسلیم ہوگیا
بادشاہ یہ حال تباہ اُس شاہزادہ عالی جاہ کا سنکر سخت خشمناک ہوا اور مجھسے مخاطب ہوکر بولا کہ اے
قاتل تو نے ناحق میرے بیٹے کو کس واسطے گھائل کیا میں نے درجواب عرض کیا کہ میں نے ہرگز اس جوان بلند
مکان کو قتل نہیں کیا حاضرین نے گستاخانہ کہا کہ یہ جو آلۂ قتل اسکے ہاتھ میں ہے اب تک خون آلودہ موجود ہے انکار اس
گنہگار کا محض اپنی جان بچانے کے واسطے ہے بادشاہ نے وہ عصا خون بھرا ہوا دیکھکر فرمایا کہ اگر تو نے اس مقتول
کو قتل نہیں کیا تو تیرا عصا اور کس شخص کے خون سے بھرا ہوا ہے میں نے عرض کی کہ اس عصا سے میں نے اس پسر
عالی شان کو نہیں مارا بلکہ ایک زہرناک مار دشمن خونخوار کو قتل کیا ہے بادشاہ بولا کہ وہ سانپ سانپ نہ تھا
بلکہ وہ میرا ہی فرزند دلبند تھا کہ بصورت مار مبدل ہو کر سیر کرتا پھرتا تھا میں نے پھر جواب دیا کہ اگر میں جانتا

کرزہ فرزند ارجمند بادشاہ عالم پناہ کا ہے اور یہ مرتکب ایسی حرکت ناشائستہ کا ہوتا تو فی الحقیقت قتل کرنا میرا واجب تھا ابھی **فرد**

واجب القتل ہوں و لائق تلوار ہوں میں	ہاں میاں سچ ہی کہ ایسا ہی گنہگار ہوں میں

بیبات مظہر آفات سنکر اولوالشاہ نے تھوڑی دیر تامل کیا اور بعد قاضی شرع سے کہ حاضر الوقت تھا فرمایا کہ اب تم اس قاتل کے واسطے عند الشرع شریف کیا حکم دیتے ہو قاضی ستم راضی بولا کہ اس خونی کو قتل اس مقتول سے ایک طرح سے اقبال ہوا اور گواہان رویت بھی گواہی معائنہ حال کی دیتے ہیں اور آلۂ قتل بھی خون آلود موجود ہے بدین وجوہات موجہ و دلائل مستحکم جرم قتل عمداً بذمہ اس قاتل بے رحم کے بخوبی ثابت ہے اور قتل کا عوض قتل ہے لہذا میری رائے میں یہ قاتل واجب القتل ہے جب قاضی پاجی نے بھی حکم قتل کا بہ نسبت مجھ بے گناہ کے صادر کیا تو پیشگاہ بادشاہ سے جلاد بد نہاد کو حکم ہوا کہ فی الفور مجکو تہ تیغ بے دریغ کرے اُس وقت سخت میں جب مجھ بیکس نے کوئی دادرس بچانہ پایا تو دست مناجات و تضرع اٹھایا اور دل سے رجوع بجناب ملائک کاب معلےٰ القاب محبوب سبحانی قطب ربانی شاہ عبدالقادر جیلانی ہو کر عرض کی کہ اے کس بیکسان زور زبردان یہ وقت نہایت سخت تیرے خادم زار ناکردہ گناہ گرفتار پر وارد ہے اب سوائے ذات بابرکات آپکے کوئی خبر گیر مجھ دستگیر کا نہیں ہے کہ میری مدد کو آوے اور یہ بار مصیبت میرے سر سے اٹھاوے

غزل از مؤلف عفی عنہ

شہ کون و مکاں مدد کیجے اب میں جاؤں کہاں مدد کیجے قید غم میں ہوں میں بہت نالاں	سید مہرباں مدد کیجے ہوں سراپا ترا میں بندۂ زار بادشاہ شہاں مدد کیجے سرور سروراں مدد کیجے	چھوڑ کر تیرا آستاں یا پیر دستگیر جہاں مدد کیجے مہرباں ہو کے اپنے شہ در پر

پھر وہ اس التجا کے ایک شخص سوار ہاتھ میں تلوار چمین دربار میں نمودار ہو گیا اور جلاد بے داد کی ہاتھ سے صمصام خون آشام چھین لی اور بآواز ہیبت ناک بادشاہ والا جاہ کی طرف پکار کر بولا کہ ای بیوقوف

حق فراموش تو نہیں جانتا کہ یہ شخص مرید باارادت و خادم اہل خدمت جناب غوثیہ ہے اگر ایک بال بھی بیکا ہوگا تو کیا جانے کیا وبال مجھپر آئے گا او کیسی مصیبت اوٹھانے پڑے گا بادشاہ والاجاہ یہ تقریر دلپذیر اوس شخص کی سنکر مارے خوف کے کانپا اور لرزہ تھا تخت سے زمین پر گر پڑا اور دوڑ کر خادم حضرت کے پاؤن پکڑ لیے اور ہاتھ جوڑ کر بولا کہ مین نے بتصدق قدمین شریفین آن سید کونین نور العین حسنین رضی اللہ عنہما غوث الثقلین کے اپنے بیٹے کا خون تجکو معاف کیا اور ایک خلعت گران بہا و اسپ باد پا تجکو عطا کر کے رخصت کیا اور جنیان کو حکم دیا کہ اس شخص کو جس مقام دل آرام سے لائے ہو وہان پہونچا دو۔

غزل از مولف عفی عنہ

کیا ہی روشن ہو گیا نام خدا نام آپ کا
ورد ہے ہر یک زبان پر جا بجا نام آپ کا

غوث و قطب و متقی و مرشد مخدوم خلق
سید عالی ہے فخر اولیا نام آپ کا

نقش ہے ہر اک نگین دل پہ اسم محی دین
لوح جان پر کیا منقش ہو گیا نام آپ کا

دستگیر ماندگان ہے یہ لقب تیرا عیان
ہے خبر گیر جہان مشکلکشا نام آپ کا

زاہد و عابد امین و مامن و ملجاے خلق
قطب ربانی ہے محبوب خدا نام آپ کا

بولتے ہین لوگ دنیا مین یہ ہر بازار و کو
قبلۂ اہل مراد اور مجتبے نام آپ کا

مقتداے دین امام امت خیر البشر
پیشوا اور ہادی راہ ہدا نام آپ کا

پڑھ دیا صل علےٰ صل علےٰ صل علےٰ
گوش جان و دل سے جسنے سن لیا نام آپ کا

وصف گیسو مین تیرے اور یاد رخ مین دمبدم
ورد ہے سرور کو ہر صبح و مسا نام آپ کا

منقبت شصت و دوم در بیان دور ہونے وباء و بلا کے بدعاے ان سرور اولیا شہر اشرف البلاد بغداد سے

صافی ضمیران اہل صفا و مشائخان شریعت اثنا روایت کرتے ہین کہ ایک سال بیچ وبال مین شہر اکرم البلاد بغداد اسقدر مرض وبا پھیلا کہ ہر روز صدہا سکنا اوس شہر دلربا کے بربلاے وبا مبتلا ہو کر فنا ہو جاتے تھے جب زور شور طاعون زلوبن بے ہزارون زندہ درگور ہوے تو آخر الامر رعایاے بیکس بخدمت آن شہنشاہ داد رس حاضر ہوئی اور شکایت کی کہ اس مرض وبا جان ربا سے ہزارون انسان وغیرہ ذی جان تلف ہو چکے ہین

لہذا امداد ہو کہ دلِ غمگین ہمارا شاد ہو ارشاد ہوا کہ گرد اگرد مدرسہ ہمارے کے جسقدر گیاہ ہو وہ گیاہ اس مرض مہلک کی دوا ہے جو شخص اُس گیاہ میں سے ایک پتا بھی کھائے گا اُس کو مرض طاعون زبون سے نجات پاویگا پس سب اور بیمار بحالت زار بہ دربار فیض آثار محبوب کردگار آتے اور گھاس کا پتا کھاتے فی الفور شفا پاتے چنانچہ ہجوم خاص و عام سے وہ گھاس تمام ہو گئی اور عرض ہوئی کہ یا حضرت اب گیاہ تمام ہوا اور مرض کا بھی انجام ہو گیا مگر تھوڑے کچھ باقی بیمار رہ گئے تمام ہو گئے ان میں کچھ ارشاد ہو کہ دعا یا آپ کی آباد ہو حکم ہوا کہ اب جو کوئی ہمارے مدرسہ معلّٰی سے ایک چلو پانی پیے گا اگرچہ مردہ بھی ہو جیے گا پھر تو بعنایت یزدانی و توجہ محبوب سبحانی کئی ہزار بیماروں نے دوبارہ مدرسہ کے پانی سے زندگانی پائی بلکہ اب تک کہ صدہا سال گذر گئے ہیں جب کوئی قحط و وبا و یا امساک باران شہر بغداد میں ظہور کرتا ہے تو ساکنان شہر خانقاہ عالیجاہ آن شہنشاہ حاضر ہو کر بدیدہ گریان و سینہ بریان دعا کرتے ہیں فی الفور بعنایت رحمانی و توجہ محبوب سبحانی وہ وبا و بلائیں جن میں مبتلا ہوتے ہیں رفع ہو جاتی ہیں

غزل از مؤلف عفی عنہ

پیر محی الدین عجب شاہِ زمن پیدا ہوئے — واہ کیا اعدائے دین کے صف شکن پیدا ہوئے

خانۂ دین ہو گیا پُر نور دم سے آپ کے — فی الحقیقت آپ شمع انجمن پیدا ہوئے

ایک یکتا سروِ خوش اندازِ بستانِ نبی — نور گل رنگین بہار باغ پنجتن پیدا ہوئے

گل رخ و گل چہرہ و گلفام و گلرو رشک گل — گلعذارِ غیرتِ گل گلبدن پیدا ہوئے

کیا لکھوں صلِ علیٰ اخلاقِ شیرین آپ کے — کم زبان شیرین دہان شیرین سخن پیدا ہوئے

نونہالِ باکمالِ گلستانِ حیدری — تازہ تر یہ گلشن باغ حسن پیدا ہوئے

المدد و غم المدد یا حامی دین نبی — سیکڑوں سہرور یہ ہیں رنج و محن پیدا ہوئے

مناقب شصت و سوم در بیان خاموش ہونے جناب غوث الاعظم کے ننھنا سے دنیلوی سے اور پھر کلام کرنا بارشاد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے و نیز در ذکر بعضے اخلاق و اوصاف آنحضرت معدن برکت کے

فرمایا جناب محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ السامی نے کہ جب عمر شریف
اینجانب کی بتعداد بیتالیس سال کی پہونچی تو ارادہ ہمارا یہ ہوا کہ اب سوائے ذکر الٰہی ہم کچھ زبان پر نہ
لاوینگے اور تمام عمر کسی سے بات نہ کرینگے چنانچہ چند سال ہم خاموش رہے جب تاریخ شانزدہم ماہ شوال
سنہ پانصد و بست و یک ہجری مقدس روز شنبہ پہونچی تو رات کو ہمنے پیغمبر علیہ الصلوات الملک الاکبر
کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اے نور العین فرزند حسنین کس واسطے تم لوگوں سے کلام نہیں کرتے پھر فرمایا کہ منھ کھولو
جب ہمنے منھ کھولا تو حضرت نے کچھ پڑھکر سات مرتبہ ہمارے منھ میں پھونکا اور فرمایا کہ بولو خدا بول تمہارا ادا کرے
کے جب ہم خواب سے بیدار ہوے اور بعد نماز مدرسہ معلےٰ میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ہزاران ہزار
طالبان کلام وعظ التیام دروازہ مدرسہ پر جمع ہیں اسوقت ہر چند ہمنے بولنا چاہا مگر زبان نہ چلی اور منھ سے
بات نہ نکلی اتنے میں روح طیبہ جناب امیر المومنین سید الصالحین محرم اسرار خفی و جلی حضرت علی تشریف فرما
ہوئی اور فرمایا کہ اے نور چشم کس واسطے نہیں بات کرتے ہمنے عرض کی کہ بابا میری زبان نہیں چلتی فرمایا منھ کھولو
جب ہمنے منھ کھولا تو انھوں نے چھ مرتبہ کچھ پڑھکر ہمارے منھ میں دم کیا اور فرمایا کہ کلام کرو اللہ تعالیٰ تمہارے
کلام کو نیک انجام کرے تو ہمنے عرض کی کہ یا حضرت جناب رسالتمآب علیہ الصلوات الملک الوہاب نے میرے
منھ میں سات دفعہ دم کیا تھا اور آپ نے چھ دفعہ کیا ہے اسمیں کیا حکمت ہے فرمایا کہ بپاس ادب آنحضرت کے ساتوین
دفعہ ہمنے دم نہیں کیا اتنی بات فرماکر تشریف لے گئے اور ہمنے وعظ کہنا شروع کیا اور نیز جناب شیخ ابو القاسم
بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہ ایک محب خاص محبوب سبحانی تھے فرماتے ہیں کہ جسوقت جناب غوثیہ منبر پر
اجلاس فرماکر وعظ کیا کرتے تھے تو بندہ بھی زیر پایۂ منبر حاضر ہوتا تھا اور دو نقیب ان حضرت کے بھی
دونوں پائے منبر کو آکے پکڑکر کھڑے رہتے تھے اور جو کوئی شائق اسوقت داخل محفل خلد منزل ہوتا
تھا تو اسکی خبر حاضری کی گوش گذار حضور کر دیتے تھے اور بوقت اجلاس اسقدر ہجوم عام سامعان کلام
اعجاز نظام ہوجاتا تھا کہ بفرط گرمی و حرارت اجماع کے کئی آدمی جان بحق تسلیم ہوجاتے تھے اور چار سو دوات
خوش تحریر ایک اقلیم کے شاہ عالی جاہ کے ملازم میں وہ بیسار آن حضرت کے حاضر رہکر کلام فیض التیام حضرت
کے قلم بند کرتے تھے اور نیز شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجلس جناب فلک رکاب

غوث الاعظم ہمنے صد ہا دفعہ زیارت پُربرکت حضرت عالی درجت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرلی ہے
بلکہ جسقدر ارواحِ مطہر مرسلان والا شان وپیمبران بلند مکان ہین سب کی سب مجلسِ عالی محبوب الٰہی
کے رونق افروز رہتی تھین اور کئی دفعہ ہمنے فرشتگانِ آسمانی و ملائکانِ کروبیانی کو فوج در فوج دربے
آن حضرت کے حاضر دیکھا ہے کہ آپکے سخنانِ دلاویز و تقریر محبت آمیز سُنکر مستفید و مستفیض ہوتے تھے اور نیز
جناب شیخ الابرار عبدالجبار نور الیقین آن محبوب کردگار فرماتے ہین کہ والدی وسیدی ومولائی شیخ عبدالقادر
جیلانی قدس اللہ سرہ السامی اکثر زبان حق ترجمان سے فرمایا کرتے تھے کہ ھذا وجود جدی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
وسلم لا وجود عبدالقادر اور نیز روایت ہے کہ جناب سید العاشقین والمعشوقین سیدنا محی الدینؒ ہر روز
چھ سو پچاس شاگردان و دانشمند کو تعلیم علم تصوف و توحید کیا کرتے تھے اور جس طالب علم کے پاس کتاب نہین ہوتی
تھی اپنے قلم کرامت رقم سے لکھکر عنایت کرتے اور مریدان با ارادت کو بھی شجرۂ عالیہ سلسلہ طیبہ تحریر فرماکر
عطا کرتے اور جب کبھی بمقتضائے جسم عنصری وقوع حدث ہو جاتا تو آپ غسل و وضو تازہ کرتے اور غسل کے
واسطے بھی برلب دریا یا حوض کے تشریف لیجاتے بلکہ ایک روز آنحضرت کو کچھ خلل اسہال کا ہوا اور رات بھر مین ستر بار
مرتبہ اتفاق جانے بیت الخلا کا عمل مین آیا تو آپنے ہر بار ان مرتبہ ہی غسل تازہ کیا اور جب اتفاق زمانہ سے غلام یا
کنیز کوئی آپکے بیمار ہو جاتے تو خود بازار مین واسطے خرید اشیاء ضروریہ کے جاتے اور بہنگام سفر بھی خادمان
اپنے کو تکلیف کرنے کام کی نہین دیتے تھے یہانتک کہ بعض اوقات آٹا بھی چکی مین پیس لیا کرتے اور
خود ہی خمیر کرکے اور روٹیان پکاکر مسافر کو تقسیم فرماتے اور حسن اخلاق آپ کے ایسے تھے کہ جو کوئی
خرد و بزرگ آپ کی حصولِ زیارت کے واسطے حاضر ہوتا تھا انگی تعظیم کو خود بدولت کھڑے ہو جاتے
اور اکثر کھانے مین آپ ترک حیوانات فرماتے تھے کہ کھانا آپکا بغیر گوشت اور گھی اور دودھ اور زعفران
کے ہوتا تھا اور طعام بے نمک کی طرف بھی اکثر میل تھا اور ایک ایک آن مین صدہا کرامات و خوارق
عادات آپکے وجود بابرکت آمود سے ظاہر ہوتی تھین کہ خارج احاطہ تحریر و تقریر سے ہین اور ایک دفعہ
کا ذکر ہے کہ آنحضرت مخزن کرامت راستے مین تشریف لیے جاتے تھے کہ سات کس طفلان خرد سال
سے آپ کی ملاقات ہوگئی اُن مین سے ایک لڑکے نے ایک دینار حضرت کو دیکر عرض کی

کرے واسطے شیرینی بازار سے لے آئے جب شیرینی لا چکے تو دوسرے لڑکے نے دینار دیکر آپ کو شیرینی کے واسطے بھیجا جب اسکی شیرینی بھی لے آئے تو تیسرے نے بھی ایسی ہی تکلیف دی اسی طرح ساتوان لڑکونے آپ کو نوبت بنوبت شیرینی کے واسطے بھیجا اور آنحضرت نے بھی سب کی خاطر داری کی اور اپنے جسم مبارک پر تکلیف اٹھا کر کسی کو رنجیدہ نہ کیا اور حضرت کی عبادت کی یہ حالت تھی کہ آپ ہر شب دو سو رکعت نماز نفل ادا کرتے اور ہر رکعت مین بعد فاتحہ سورہ مزمل یا رحمن پڑھا کرتے اور کبھی اتفاق پڑھنے سورہ اخلاص کا ہو جاتا تو کم تو پارے نہ پڑھتے بعد اولے نماز تہجد کے ختم قرآن شریف کر کے کسی سے کلام نہ کرتے اور ذکر محبوب عز جل اسم کو تین سو ساٹھ ۳۶۰ مرتبہ رات کو اور اسی قدر دن کو ورد کیا کرتے اور دعاے سیفی و بانت العظمت و بانت القدرت و بانت الکرامت و سیف اللہ و عظمت کبیر بھی بعد نماز چاشت و نماز زوال و عصر اکثر پڑھتے تھے اور شجرہ سلسلہ مبارک و شجرہ جنیدیہ و درود وظائف و نونہ نام باری تعالے و نونہ نام نبوی کا اکثر ورد رہتا تھا اور ایک دفعہ حضرت نے چار سال کی خلوت کی کہ اسمین سات روز کا روزہ ہوتا تھا آٹھوین روز شام کو افطار ہوتا تھا اور یہ تو عادت معہودہ تھی کہ آپ چھٹے روز کھانا کھایا کرتے تھے اور جب کبھی ذکر توحید کا آجاتا تو ان زبان گوہر افشان سے فرماتے کہ جب موحد مقام توحید تک پہونچ گیا اس مقام مین نہ وہ موحد رہا اور نہ توحید نہ واحد رہا نہ بیمار نہ خودی نہ خدا نہ بندہ نہ بندگی نہ ہستی نہ ذات نہ جبرئیل نہ قرآن نہ ولی نہ ولایت نہ صفت نہ موصوف نہ اسم نہ مسمیٰ نہ اول نہ آخر نہ ظاہر نہ باطن نہ بہشت نہ دوزخ نہ روشنی نہ تاریکی نہ نفی نہ اثبات نہ آسمان نہ زمین نہ مقام نہ منزل نہ طلب نہ طالب نہ مطلوب نہ عشق نہ عاشق نہ معشوق نہ آدم نہ ابلیس نہ کفر نہ اسلام نہ کافر نہ مسلمان نہ مومن نہ ایمان نہ حلال نہ حرام نہ وجود نہ مقام نہ استقامت اور جب موحد نے اس مقام مین استقامت کی گویا موحد توحید مین آگیا کما التوحید ترک التوحید فی الموحد اور توحید وہ ہے کہ اس زبان سے بیان نہین ہوتا اور دل سے ذکر نہین کیا جاتا اور آنکھون سے دیکھا نہین جاتا اور کانون سے سنا نہین جاتا توحید اگر ہے تو یہ ہے کہ اللہ بس باقی ہوس

غزل از مؤلف عفی عنہ

جو کہ پابوس سگ دربار جیلانی ہوے	رستم عالی ہوے اور شیر میدانی ہوے

جدِ امجد آپ کے جب صاحبِ لولاک تھے
غوثِ اعظم شاہِ اکرم معدنِ نورِ خدا
کر دیا سرسبز دم میں سبزۂ بے آب کو
اک فقط سرور یہ کب ہی مہربانی آپ کی

بس تو پھر بنیادِ عالم کے یہی بانی ہوئے
جن پہ روشن سرِ انوارِ یزدانی ہوئے
چرخِ دین پر مہرِ عیاں اک بار بانی ہوئے
جن و انساں آپ کے احسان کے احسانی ہوئے

مناقب شصت و چہارم در بیان پوشیدہ ہو جانے آنحضرت مخزنِ کرامت کے راستے میں نظرِ فیض اثر صاحبزادۂ عالی تبار سید عبدالجبار سے اور تلاش کرنا اُن کا اور پھر پانا حضرت کا حجرۂ مبارک سے

روایت ہے کہ ایک روز جناب عالم افروز شمع شبستانِ نبوت چراغ دودمانِ رسالت اخی سیدنا و مولانا محبوب سبحانی شاہ عبدالقادر جیلانی ہمراہ صاحبزادۂ عالی تبار شیخ عبدالجبار کے مکان مدرسۂ معلی سے بوقت شب طرف دولت خانہ کرامت نشانہ تشریف لیے جاتے تھے جب متصل دروازۂ فیض اندازہ شبستان عالیشان کے پہنچے تو آنحضرت صاحبزادہ والا درجت کی نظر سے غائب ہو گئے بوقوع اس حال حیرت مآل صاحبزادے بلند ہمت نہایت پُر ملال ہوئے اور بالآخر الامر جستجو کرتے ہوئے وارد دولت خانۂ معلی ہوئے اور والدہ ماجدہ اپنی سے دریافت حال کیا انھوں نے فرمایا کہ آن جناب کسی دن تشریف آور خانہ والا نہیں ہوئے اور حجرۂ مبارک میں مقام مدرسہ مصروف بعبادت الٰہی رہتے ہیں چنانچہ صاحبزادہ صاحب بتصدیق قول اپنی والدہ مکرمہ کے بدروازۂ حجرہ تشریف لے گئے تو زنجیر حجرہ کی اندر سے بند پائی فرطِ ادب سے تاب سخن نہ لا سکے ناچار آدھی رات تک وہیں کھڑے رہے جب تھوڑی رات رہی تو آنحضرت بارادۂ خود باہر حجرے سے تشریف لائے اور فرزند ارجمند سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے نور العین کیا تم نے ہمارے راستے میں پوشیدہ ہو جانے میں تعجب کیا ہمارا یہ طریق ہے کہ لوگوں کے سامنے روانہ سمت خانہ ہو جاتے ہیں اور پھر راستے سے لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہو کر حجرے میں آتے ہیں اور رات بھر بعبادت معبود حقیقی مصروف رہتے ہیں اگر عوام لوگوں کو واضح ہو جائے کہ ہم رات بھر اپنے گھر نہیں جاتے اور رات کو مقام مدرسہ رہتے ہیں

تو سب خدام والا مقام ہمارے ہماری محبت سے یہان ہی رہین اور گھرون کو جانا ترک کرین اور سلسلہ توالد و تناسل
اُن کا بسبب جانے گھرون کے موقوف ہو جاوے

مناجات از مؤلف کتاب

غوثِ اعظم محی دین فخر بنی آدم ہوے — سید جن و بشر اور سرور عالم ہوے
زور بازوے علی اور وارثِ ارثِ نبی — کیا ہی یہ میدان دین مین ثانی رستم ہوے
رحم کر دین محی دین جن پر براہ رحمت — بس ہی جا کر حریم ناز کے محرم ہوے
دم مین آجائیگا دم دم بھر مین اے عیسیٰ النفس — بندہ ہے دم سے گر تم مونس و ہمدم ہوے
پھر کی جس پر نظر ہو جاے وہ سرور بنے — غوثِ اعظم کے کرم جس پر ہوے وہ اکرم ہوے

مناقب شصت و پنجم دربیان ایک عورت خادمہ آنحضرت کی کہ اُسنے بتوجہ آن جناب ایک مرد فاسق سے نجات پائی

روایت ہے کہ ایک عورت نہایت خوب صورت نیک طاعت اشرف البلاد بغداد مین رہتی تھی در عالم جوانی ہمہ ایام بانی اسکو ایسا اشتیاق خدمت محبوب سبحانی تھا کہ ہر وقت بحضور کرامت ظہور آن حضرت کے حاضر رہکر اپنا روز سعادت افزون ہوتی اور ایک شخص فاسق خبیث اُس غریب مقبول بارگاہ حبیب پر ایسا عاشق تھا کہ مانند سایہ دنبال اُسکے رہکر منتظر موقع وقت تھا کہ کہین اگر اُسکو تنہا پاوے تو دامن عصمت اسکا ملوث زنا کرے اتفاقاً ایک روز وہ سعادت منزل بضرورت کسی کار ضروری کے تنہا باہر شہر کے گئی ایسی فرصت اُس خبیث نے غنیمت جانکر عورت پر دست تعدی دراز کیا اور ارادہ اسکو کی دامن عصمت اُس معصومہ کا کیا عورت نے جو اُسوقت اپنے آپ کو محض بے کس پایا تو دست تضرع بجناب غوثیہ اُٹھایا اور پکاری رباعی

سید جملہ سیدان فریاد	سرور جملہ سروران فریاد	تجھے مجھ پہ اس گھڑی کی امداد	محی دین مجھے بیچاران فریاد

جب عالم باطن فریاد اُس فریادی کی گوش فریاد نیوش ان پردہ پوش ہو پہنچی تو اُسوقت آن جناب غسل کے ادائے نماز کے واسطے آمادہ تھے اور پاپوش چوبین ہنوز پاؤن میں موجود تھین فی الفور اپنے ایک نعرہ مارا

اور پاپوش کو ہوا میں پرواز کر کے حکم دیا کہ جا اور اُسکو اُس کافر کیش کے ہاتھ سے چھڑا اور بحر وار شاد کے
پاپوش مثل برق کے اُڑیں اور جہاں وہ فاسق اُس بیکس کے حال پر دست دراز کیے ہوئے تھا پہونچیں اور
مارے پاپوشوں کے مغز اُس بدمغز کا سر سے نکالا اور ایک دم میں کام اُسکا تمام کیا جب اُس اسیر بخت تیرہ
نے نجات حاصل کی تو اُسنے پاپوش حضرت کی اٹھا کر بخدمت عالی درجت حاضر کی اور رو رو کر شکر ادا کیا اور
اپنی زبان سے سبحان حیرت مآل یہ بار بار ہوئے خدام والا مقام اُن جناب بیان کیا شعر

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتیبان	چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتیبان

غزل از مولف عفی عنہ

دنیا میں بس بڑا مرتبہ ہے پیر کا	قادر ہی نام پیارا ہے رب قدیر کا	مقبول بارگاہ جناب صمدی
محرم ہر ایک راز کا واقف ضمیر کا	پایا ہے اسنے دہر میں بس پایہ بلند	ہوا ہے جسکے پشت پہ اُس دستگیر کا
پرنور چہرہ غیرت خورشید آپ کا	پرداغ جس سے سینہ ہوا ماہ و منیر کا	اک دم میں اُسکے دم سے بچا ہے ہر مریض
زنجیر توڑ دیتا ہے ہر اک اسیر کا	مخدوم کل ہے خادم درگاہ محی دین	رتبہ زیادہ شہ سے ہے اُسکے فقیر کا

محتاج کیوں کسی کا ہو سو در غریب	یہ پالکا ہے اُس شہ پیران پیر کا

مناقب شصت و ششم دربیان گم ہونے شتران ایک سوداگر و مدد کرنا حضرت مخزن کرامت کے

سیاحان کشور ولایت و سوداگران سودائے کرامت روایت کرتے ہیں کہ ایک سوداگر خادم جناب غوث الاعظم
شہر مصر سے اکثر بار شتران قند و مصری کے لیکر مراد تجارت اپنی سمت مدینہ منورہ ہوا اتفاقاً راستے میں راستہ بھول
گیا اور گذر اُسکا ایک بیابان بےنشان میں ہوا اور شتران شکر و ہمراہیان معتبر یکسر اُس سے جدا ہو گئے ہر چند گھبرا کر
اور چاروں طرف قدم اٹھایا کچھ نشان نہ پایا ناچار بحالت زار متوجہ حضور محبوب کردگار ہو کر پکارا کہ یا شیخ عبد القادر
یہ بندہ مضطر آپ کا اسوقت نہایت حیران و نہایت پریشان ہے از مولف

خدا کے واسطے کیجے گا امداد	دل ناشاد کو کر دیجیے شاد

جب سوداگر نہایت مضطر ہو کر پکارا تو کیا دیکھا کہ قلہ کوہ پر ایک شخص سفید پوش نمودار ہوا اور پکارا کہ مت گھبرا ادھر
آ جب نزدیک گیا تو اُس راہنما کنندہ کو نہ پایا مگر غار کوہ میں اپنے شتر کو مع ہمراہیان موجود پایا سوداگر ہمارا شتر کر کے خرسند ہوا

اور سجدات شکرادا کیے اتنے میں سب ہمراہی اور شتر بھی آ پہونچے اور بیان کیا ہم تیری تلاش میں سخت ترین بیابان بےنشان میں پھرتے تھے ایک شخص نے ہم سے مہار شتران کی چھین لی اور کہا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ اور وہ اونٹوں کو لیکر اسقدر دوڑا کہ وہ ہماری نظروں سے غائب ہو گیا مگر ہم نشان سراغ پر چلے آئے اور اپنے تئیں تجھ تک پایا

غزل از مؤلف عفی عنہ

ہادی راہ ہدایت خضر گمراہان توئی	ہر چہ ہستی در دو عالم اے شہ جیلان توئی
امن و ملجا و ماوائے غریبان جہان	ہادی دین جائے چشم آرزومندان توئی
دائما جاریست از لطف عطائے عزوجل	قلزم دین بحر رحمت چشمۂ حیوان توئی
عالم علم لدنی حاکم حکم بقا	عزت جن و ملائک حرمت انسان توئی
ہر دل مردہ را کن زندہ از فضل عمیم	چونکہ آب زندگانی عیسئ دوران توئی

مناقب شصت و ہفتم در بیان ایک ولی مسلوب الولایت اور پہونچنے اُسکے کے مراتب علیا بدعائے آن محبوب کبریا

راویان شیرین سخن و صافان تلون فن یون روایت کرتے ہین کہ ایک ولی مقبول درگاہ کبریا ہمعصر آن جناب ولایت مآب تھا قضارا وہ بیچارہ بسبب ظہور کسی تقصیر کے عہدۂ ولایت سے معزول ہوا اور ریاضت کا معمول ہوا کہ ہر ایک ولی بزرگ سا ستدعائے امداد دعا کا گرہ بے نیل مقصود واپس آتا جب نامرادی اور بربادی اُس نیامدی کی انتہا تک پہونچ گئی تو بدیدۂ اشکبار و آہ شرر بار بحضور آن محبوب کردگار حاضر ہوا اور عرض حالت پرآفت اپنی کی آن حضرت نے دست دعا بجناب کبریا اٹھایا اور دعائے مغفرت اُس پرگناہ نامہ سیاہ کے واسطے مانگی ارشاد ہوا کہ اے ہم اس گمنام کا زمرۂ اصفیا سے محو ہو کر خیل اشقیا مین نصب ہو چکا ہے عود ہونا اُسکا ممکن نہین ہے یہ توقیع اب واقعہ جاننا ہے کہ جناب غوثیہ نے بجناب مجیب الدعوات دعا کی پھر بھی وہی جواب صاف ملا تو تیسری دفعہ جناب محبوب سبحانی نے ناز محبوبانہ شروع کیے اور عرض کی کہ اگر دعا اور التجا

بندے کی حق میں اس غریب بے نصیب کے قبول نہیں ہوتی تو میں بھی بغداد میں نہیں رہنا ولایت اس مقام کی کسی اور کو عطا ہوا اور مصلائے مبارک آپ نے اپنا لپیٹ کر دوش مبارک سے ہم آغوش کیا اور گھر سے روانہ ہو کر دروازہ فصیل بغداد تک پہونچے ہنوز ایک ہی قدم دولت خانہ کریم سے باہر رکھا تھا کہ ہاتف غیب سے ندا ہوئی کہ اے محبوب مرغوب یہ شخص مردود اور معتوب ہمارا ہے تمکو نہ چاہیے تھا کہ اسکے واسطے حمایت اور شفاعت کرتے مگر اب بسبب لحاظ محبوبیت تمہاری کے تقصیر اسکی معاف ہوئی بلکہ ہزار اور گنہگار ایسے ہی درجہ مغفرت پہونچے آنحضرت نے اس صدائے غیبی پر کچھ لحاظ نہ کیا اور دوسرا قدم اٹھایا مکرر صدا ہوئی کہ کہاں جاتے ہو اور تمہارے طفیل سے ایک اور دو ہزار گنہگار بخشے گئے اس صدا پر بھی حضرت نے کچھ خیال نہ کرکے تیسرا قدم اٹھایا تو سہ کرر ارشاد ہوا کہ ایک یہ گنہگار اور تین ہزار آدمی اور بفضل ایزد غفار اور بلحاظ عزیز تمہاری کو رتبہ مغفرت میں پہونچکر ولی ہوئے آپ یہ بشارت سنکر نہایت خرسند ہوئے اور اس گنہگار امیدوار رحمت غفار کو مبارکبادی اور اپنی بیعت سے سرفراز کرکے درجہ اعلیٰ و رتبہ والا مضاعف من الاول اسے اعطا کیا

غزل از مؤلف عفی عنہ

غوث اعظم در محبت گشت محبوب خدا	گشت مطلوب خلائق بلکہ مطلوب خدا
یوسف دنیا و دین شد از جمال باکمال	شد خدا یعقوب او او گشت یعقوب خدا
در دلش چون جذبہ حب الٰہی جذب شد	مست شد از جام وصل دوست مجذوب خدا
گشت منظور جناب محی دین منظور حق	ہر کہ شد مغضوب او گردید مغضوب خدا
شد چو ستر در خادم عالی جناب محی دین	گرد رغبت از دل و جان ہے محبوب خدا

مناقب شصت وششم در ذکر اس کرامت کے کہ ہفتاد کس احباب جناب غوثیہ نے ایک ہی وقت میں دعوت قبول فرمائی اور ایک ہی وقت میں سب لوگوں کے گھر میں کھانا تناول فرمانے کے واسطے تشریف لے گئے اور نیز مدرسہ عالیہ میں بھی حاضر رہے

راویانِ شیریں کلام و مورخانِ حق التیام روایت کرتے ہیں کہ ایک سال بماہِ صیام وقت شام حضرت مخدوم الانام ذوی الاکرام محبوبِ خاص و عام امام الہمام غوث الاعظم نے روزہ افطار فرمایا اتفاق سے بعد افطار روزہ ہفتاد کس خادم علیحدہ علیحدہ بخدمتِ فیض درجت حاضر ہوئے اور ہر ایک نے یہ التماس کی کہ آج اس وقت کا کھانا براہِ عنایت خداوندانہ میرے کاشانۂ محبت نشانہ میں تناول فرمائیے تو ملطفات کریمانہ سے کچھ بعید نہیں ہے اور آنحضرت معدنِ الطاف نے بھی کسی کا کہنا رد نہ فرمایا اور سب کے جواب میں یا کہ تم بیشتر چلکر تیاری کرو ہم ابھی آتے ہیں غرضکہ آں جناب کرامت مآب براہِ تصرف و کرامات ہر ایک خادم کے گھر میں ایک ہی وقت رونق افروز ہوئے اور کھانا بھی ہر ایک گھر میں نوشجان کیا اور نیز بمقام مدرسۂ عالیمقام شامل اصحاب کرام طعام تناول کیا دوسرے روز جب وہ خدام ذوی الاحتشام سب جمع ہوئے تو ہر ایک خادم اور ان میں فخر کرتا تھا کہ آج کی رات آنحضرت مخزنِ کرامت نے میرے غریبخانہ کو رونق بخش کیا اور کھانا کھایا جب یہ سب دعوے کے ایک ہی دعوے کے ہوتے اور خادمانِ حاضرین مدرسۂ معلی فرماتے تھے کہ آں جناب نے آج کی رات مدرسے سے ایک قدم باہر نہیں رکھا تب وہ تعجب میں اس واقعہ کے حاضرین خانقاہ عالیجناب متعجب ہوئے اور سوائے اسکے چارہ نہ دیکھا کہ اُس چارہ سازِ دردمندانِ محبت سے دریافت کیا جائے فرمایا کہ ہاں ہم کل شام کو بذات بابرکاتِ خود ہر ایک خادم کے گھر میں گئے تھے اور کھانا کھایا تھا اور مدرسۂ خاص میں سے بھی بسبب کشش دوستاں یکقدم باہر نہیں گئے تھے یہ سب لوگ سچ کہتے ہیں

غزل از مولف عفی عنہ

پیر عالم گیر ما کز ہر چہ گویم برترست — بر رخ زیبائے عالم زیب چون زیورست

ظلمتِ دل را ز نورِ معرفت پُر نور کرد — در شب تاریک عالم ہمچو شمع انورست

صورتِ مہ گشت بر چرخ کرامت جلوہ گر — از ضیائے نور بر چرخ شرافت اخترست

بندہ اش را یوسفِ مصرِ ولایت گفتہ اند — در جہانگیری گدائش ثانی اسکندرست

چون بنا شد سر بسر سان در چشم مردم خاک در — ذات بابرکات او تخت دل پیغمبرست

شد بجود مالک وکان کرامت در زمین — روح او بر بام چرخ و عرش اعظم طائرست

ہمچو سرور ہر کہ گردد بندۂ او سرورست	ہر کہ باشد خاک بوسش یافت اکسیر عظیم

مناقب شصت و نہم دربیان عطا ہونے رتبہ قادریت جناب غوثیہ کو درگاہ عالم پناہ الٰہی سے

روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب محبوب سبحانی قطب ربانی قدس اللہ سرہ النورانی بعالم مراقبہ بتقرب وصال انوار الٰہی وصول ہوئے ارشاد ہوا کہ اے مطلوب جو چیز تمہارے دل میں مرغوب ہو وہ مانگو کہ ذات کبریا سے تمکو عطا ہووے آپ نے عرض کی کہ جسقدر مراتب افضل و اعلیٰ تھے وہ سب کے سب بندے سے اول ہی تقسیم ہو چکے اول رتبہ نبوت اعلیٰ بذات سرور انبیا علیہ صلوات الملک الاعلیٰ ختم ہوا دوسرے درجہ ولایت مطلقہ وہ بذات بابرکات علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہوا تیسرے درجہ شہادت کبریٰ وہ پیشگاہ درگاہ والاجاہ تیری سے حضرت سید الشہدا امیر حمزہ و سید الکونین نور العین الثقلین یعنی امامین ہمامین حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوا جو تھا درجہ قادریت کا تھا سو آپنے اپنی ذات پاک پر خاص کیا ہے اب کونسا رتبہ باقی ہے کہ جسکے حصول کے واسطے میں درخواست کروں ارشاد ہوا کہ یا غوث الاعظم مرتبہ بصفت قدرت ہمنے تمکو بخشا اور قادر کیا ہمنے تمکو کل عالم کون و مکان میں اور متصرف کیا کل اولیائے عصر و اتقیائے دہر پر اور تمام زمرۂ عارفان و عاشقان و طالبان و محبان و محبوبان الٰہی پر تمکو بادشاہ و سجادہ بنایا گیا

غزل از مؤلف عفی عنہ

شاہ محی الدین پیارا حیدر کرار کا	بس یہی مختار کل ہے احمد مختار کا
مشعل دنیا و دین روشن چراغ احمدی	اور گل خنداں ہے تازہ حیدری گلزار کا
ہو مدد جسکے وہ بس آزاد ہے دو جہاں	حشر میں کیا خوف ہے اسکو عذاب النار کا
خادم مسکین جو ہو وہ فی الحقیقت شاہ ہے	مرتبہ انساں سے بالا ہے سگ دربار کا
ابر رحمت آپ کے دست سخا کو دیکھکر	برق بار نے دیکھے گر وار اُس تلوار کا
دور دنیا میں ہو قائم خاندان قادری	وار پر کھینچ جائے جو دشمن ہو اُس سرکار کا
تاج شاہی کی نہیں سرور کو ہرگز احتیاج	اب فقط محتاج ہے وہ آپکے دیدار کا

مناقب ہفتادم دربیان ظاہر ہونے دو عدد سیب بہشتی دست مبارک آنحضرت میں جناب مستنجد عاجز خلیفہ بغداد کے

جناب شیخ ابو سعید اور شیخ محمد عثمان غفر اللہ لہما کہ یہ دونوں حضرات اصحاب قریب و احباب مجیب محبوب سبحانی
قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی کے تھے فرماتے ہیں کہ ایک بار خلیفہ بغداد بحصول شرف دیدار فیض آثار
محبوب پروردگار حاضر ہوا اور روبرو آن جناب کرامت مآب کے بیٹھکر دل میں خیال کیا کہ اگر اسوقت حضرت
محبوب سبحانی کچھ کرامات مجکو دکھاویں تو پہلے سے زیادہ تصور یقین میرے دل عقیدت منزل میں متصور
ہو جاوے مگر جو عرض کروں تو یہ خوف ہے کہ حضرت کے مزاج عنایت امتزاج پر کدورت نہ آجاوے تو پھر اس حالت میں
کیا جانیے کیا آفت آوے حضرت کو یہ ارادہ خلیفہ بغداد کا صفائی باطن سے دریافت ہو گیا تو فرمایا کہ تم کیا کرامت
دیکھنا چاہتے ہو تو خلیفہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یا حضرت یہ موسم ایسا ہے کہ سیب اس ملک میں پیدا نہیں ہے
اگر توجہ جناب ایک جوڑا سیب کا عالم غیب سے پیدا ہو جاوے تو نہال یقین اور شجر اعتقاد میرا پہلے سے
زیادہ پرثمر ہو جاوے تو بمجرد اس التماس کے آنحضرت نے دونوں ہاتھ ہوا میں پھیلائے اور جوڑا سیب کا غیب سے
لیکر ایک سیب بدست خلیفہ عنایت کیا اور دوسرا خود حضرت نے تراش کر تناول فرمایا مگر جو سیب آپ نے خود تراشا
وہ نہایت خوش ذائقہ اور خوش رنگ خوشبودار تھا اور جو سیب خلیفہ بغداد نے توڑا وہ گندہ اور کرم خوردہ
نکلا خلیفہ وقوع اس حال سے نہایت پرملال ہوا اور باعث اسکا آن جناب سے دریافت کیا فرمایا کہ یہ سیب
بہشتی تیرے جور و ظلم کی تاثیر سے جو تیرے ہاتھ سے وقوع میں آتا ہے گندہ ہو گیا ہے تجھکو چاہیے کہ بندگان
خدا پر رحم کرے کہ تا بہشت تجھپر عاشق ہو اور نیز روایت ہے کہ ایک رات جناب غوث الاعظم
قطب العالم محبوب سبحانی قطب ربانی قدس اللہ سرہ السامی گھر سے باہر تشریف لائے اور ارادہ جانے مدرسہ معلے
کا کیا اور فقط ایک ہی خادم ہمدم اس وقت ہمرکاب جناب کے تھا اور رات بھی نہایت تاریک تھی خادم کے
دل میں یہ خیال گذرا کہ اسوقت رات نہایت تاریک ہے ہاتھ اٹھایا ہوا نظر نہیں آتا ہے اگر اسوقت غیب سے روشنی
پیدا ہو جاوے تو کرامات حضرت سے کچھ بعید نہیں ہے ہنوز یہ خیال اُسکے دل محبت منزل میں گذرا ہی تھا کہ آنحضرت
عالی درجت نے عصائے مبارک زمین میں گاڑ دیا فی الفور عصا مانند شمع طور روشن ہو گیا اور خادم سے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہی مطلب ہے جسکا خیال تیرے دل میں گذرا تھا اور نیز روایت ہے کہ جناب سید ہاشم
علوی بیجاپوری کتاب سلالۃ الاولیا میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص بعنایت یزدانی سرفراز منصب ولایت ہوتا ہے

تو یہ حکم محکم ربانی نافذ ہوتا ہے کہ اس امیدوار دربار پروردگار کو بدرگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر کرو اور بعد احضار درگاہ جناب رسالت مآب ارشاد واجب الانقیاد محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہوتا ہے کہ اسکو خدمت بابرکت حضرت غالیہ رتبت غوث الاعظم سبحانی گروہ اسکو ان منصب ولایت کے واسطے تو مغرز فرمانے کے عرض جناب محبوب سبحانی اس غریب پر نظر عنایت فرماتے ہیں تو وہ قدم محمدی میں داخل اولیا امام ہو کا ثبت ہوتا ہے اور خلعت قادریہ پیشگاہ جناب غوثیہ سے اسکو مرحمت ہوتی ہے اور یہی دستور قدیم سے جاری ہے اور رہے گا

غزل از مولف عفی عنہ

منقش دل پہ جسکے ہو محبت غوث الاعظم کی
کوئی کیا کر سکے ہے ہمسری اس سرور دیں سے
خدائے عزوجل اپنا جسے محبوب کہتا ہے
سبھی جن و بشر ہیں خاک بوس در گہ والا
شفیق و راحم و مشکلکشا و بادرس سب کے
سبھی سردار رکھتے ہیں جس پر قدم جسکے
سدا اختر رہے مستغنی بلطف عام محی الدین

اسے ہوگی عطا حق سے کرامت غوث الاعظم کی
کرامت ہو قیامت تک سلامت غوث الاعظم کی
محبت فرض ہے لوگوں پہ حضرت غوث الاعظم کی
علے ترلا تک ہے حرمت غوث الاعظم کی
ہر اک بیکس پہ ہے مصروف شفقت غوث الاعظم کی
ولیوں سے ہو فائق تر ولایت غوث الاعظم کی
ہمیں اک مطلوب ہے انکو عنایت غوث الاعظم کی

مناقب ہفتاد و یکم در بیان ارادہ کرنے آنحضرت کے بطرف داخل مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و پھر مستقل رہنا اوپر مذہب امام احمد حنبلؒ کے حسب الارشاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے

خادمان غوث الثقلین و مریدان رشید کو منیر یہ واضح ہو کہ آں جناب کرامت مآب چاروں مذاہب امام ذوی الاکرام میں سے اوپر مذہب حنبلیہ کے قائم تھے ایک روز آپ کا یہ ارادہ ہوا کہ طریق مذہب امام احمد حنبلؒ سے انتقال فرما کر پیروان مذہب امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے ہوں جب رات ہوئی تو آپ نے بعالم مشاہدہ اپنے آپکو بحضور پیغمبر علیہ صلوات الملک الاکبر حاضر پایا اور جناب امام احمد صاحب کو بھی دیکھا کہ ریش مبارک اپنی پکڑے ہوئے

حضرت رسالتمآب سے عرض کرتے ہیں کہ یا حضرت اپنے فرزند سعادتمند میران سے مجھ بندہ دل پراگندہ کی
سفارش فرمائیے کہ حمایت مجھ پیر دستگیر جد بزرگوار اپنے کی مجوز ہیں اور میرے مذہب سے رخ نہ موڑیں یہ عرض
سنکر حضرت پیغمبر بطرف جناب محبوب سبحانی کے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ یا ولدی امام احمد حنبلؒ کی درخواست منظور
کیجیے اور ارادہ غیر دل سے دور کیجیے اور جب جناب محبوب تشریف فرمائے بیت اللہ ہوئے تو آپ نے اوپر
مصلے حنبلی کے قیام فرمایا اور نماز ادا کی اُس روز تک مصلے حنبلی پر سوائے امام کے کوئی مقتدی نہ تھا جب آپ نے
اُس مصلے پر قائم ہو کر نماز ادا کی تو اسقدر کثرت نمازیوں کی اُس مصلے پر ہوئی کہ تمام مکان پُر ہو گیا بلکہ اگر آپ
اُس روز توجہ مذہب حنبلی کی طرف نہ فرماتے تو مذہب احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بالکل منقطع ہو جاتا اور نیز روایت ہے
کہ ایک روز آنحضرت معدنِ برکت رحمۃ اللہ علیہ مقبرۂ امام احمد حنبلؒ پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ سلام علیکم یا امام
الکرام قبر مبارک شق ہو گئی اور امام صاحب مزار پُر انوار سے باہر تشریف لائے اور باہم معانقہ کیا اور امام صاحب
کے ہاتھ میں اُسوقت ایک پیراہن تھا وہ حوالہ جناب غوثیہ کیا اور فرمایا یا سیدی عبد القادر قد احتاج الیک
فی علم الشریعۃ و علم الطریقۃ و علم الحال من بعد رخصت ہو کر رونق افروز مزار فیض انوار ہوئے۔

غزل از مؤلف عفی عنہ

سایہ افگن جب جہان پر سیدِ گیلان ہوئے — پرتو افگن جا بجا شبلِ مہِ تابان ہوئے
پھر تو بستانِ احمدؒ کے درخت سایہ دار — نو گل گلزار باغ حیدری خندان ہوئے
کون پھر گردن ہلا سکتا ہے اُنکے حکم سے — عرش سے تا فرش جنکے بندۂ فرمان ہوئے
کر دیا پُر آب لاکھوں چشمۂ بے آب کو — ابر بارش سے زمین پر جب گہر افشان ہوئے
دیکھ لی حسرت نے اب مشکلکشائی آپ کی — کارِ مشکل اُنکے سب اک آن میں آسان ہوئے

مناقب ہفتاد و دوم دربیان درخواست کرنے جناب امام اعظمؒ کے بحضور جناب غوثیہ بعالم باطن کہ اُنکے مذہب میں داخل ہوں

کتب معتبرین و رسالہ ما سے تحقیق میں وارد ہے کہ جناب امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے بعالم باطن جناب غوثیہ

سے ملاقات کی اور کہا کہ کیا سلطان الاولیا غوث الارض والسما رکیا باعث ہے کہ بمذہب امام حنبلؒ کے آپ نے اقتدا کیا اور ہمارے مذہب سے انکار کیا حالانکہ بندہ بھی خوشہ چین بزرگوار آپ کا ہے اور دو برس تک بندہ نے بھی بخدمت بابرکت امام جعفر صادقؓ حاضر رہکر فیض حاصل کیا ہے فرمایا کہ داخل ہونا ہمارا مذہب حنبلیؒ دو سبب سے ہے ایک یہ کہ اس مذہب کی طرف لوگ بہت کم رجوع ہوتے تھے اور وہ مذہب مسکین تھا اور ہم بھی مسکین ہیں اور جناب پیغمبرؐ بھی مسکینی کو بہت عزیز رکھتے تھے اور جناب کبریا سے مانگتے تھے کہ اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین اگر ہم اپنے مذہب میں اقتدا کرتے تو اس کا مذہب بالکل نابود ہوجاتا دوسرے ہم نے اقتدا بمذہب حنبلیہ حسب الارشاد نبوی کیا امام اعظمؒ نے جواب دیا کہ ہمارے مذہب میں مسکین مفلس کو کہتے ہیں پس درصورتیکہ آپ جیسے شہنشاہ عالی جاہ داخل مذہب حنبلیہ کے ہوئے تو مذہب ہمارا مفلس ہوگیا مسکینی ہمارے مذہب کی بھی ثابت ہوگئی فرمایا کہ اگرچہ ہم آپ حسب الحکم نبوی انتقال مذہب حنبلی سے نہیں کر سکتے مگر ہم دعا کرتے ہیں کہ مذہب آپ کا ایسا ترقی پکڑے کہ مثل ہمارے کہ غوث الاعظم ہیں امام اعظمؒ آپ بھی مشہور ہوں چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا

غزل از مؤلف عفی عنہ

غوثِ اعظم قطبِ عالم پیشوائے ذوالکرام
خیرِ دنیا خیرِ دین خیرِ جہان خیر الانام

شد زبان از ذکر او رطب اللسان عذب البیان
خامہ از تحریر نامش در جہان شد شاد کام

سورۂ واللیل والشمس از سرِ تصدیق دل
بس بہار و زلف و رویش وردِ خود کن صبح و شام

والیِ ملک ولایت حاکمِ اقلیم دل
شاہِ عالی جاہ و عالی مرتبت عالی مقام

اہلِ اوصافِ قدیم و صاحبِ فضلِ عمیم
لطف عام و فیض عامش عام شد بر خاص و عام

قائم ست از لطف ایزد تا قیامِ روزِ حشر
نقش نامش بر نگین خاتمِ عالم مدام

حاجتِ خود یافت از درگاہِ والا جاہِ او
سرور از الطافِ او گردید سرور و السلام

مناقب مضافاً دو سوم در بیان مسلوب الولایت ہونے ایک ولی کے بسبب بے ادبی از مزار جناب محبوب سبحانی اور

پھر سرفراز ہونا بعنایت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے

جناب شیخ احمد نارنولی کہ اولیا عظیم الشان خادمان خواجہ بوالامکان خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے تھے
اُن کا یہ دستور تھا کہ ہر سال بموقع سالیانہ عرس خواجہ صاحب کے شہر نارنول سے تا شہر اجمیر پیادہ تشریف لاتے
اور بعد عرس حسب انعقاد خواجہ صاحب کے چادر مبارک مزار معلی انکو بطور خلعت عطا ہوتی اتفاقاً ایک سال حسب معمول
حاضر مزار فیض آثار رہے اور ہنگامہ سماع و وجد گرم ہوا شیخ صاحب بھی براہ فرط شوق وارد و بادہ ذوق تاثیر
سماع ایسے مست جام محبت ہوئے کہ تمام کپڑے بدن کے پھاڑ کر رقص کرنے لگے اُس وقت ایک درویش
صداقت کیش خادمان محبوب سبحانی سے بھی حاضر الوقت تھا اور وہ کچھ روپیہ نذرانہ جناب غوثیہ کا اپنے
ذمہ واجب الادا رکھتا تھا عین حالت وجد شیخ صاحب میں اُسکے دل میں یہ خیال گذرا کہ یہ نذرانہ محبوب الٰہی اگر
بخدمت شیخ صاحب کے گذرانا جاوے تو نہایت مناسب ہے کہ حضرت بھی ایک ولیا وقت و ولی زمانہ ہیں
یہ خیال کر کے ایک پوٹلی بندھی ہوئی کچھ روپیہ کی اُسنے شیخ صاحب کے آگے رکھدی شیخ صاحب کہ اُسوقت
محض بے خبر عالم وجد تھے حالت رقص میں پاؤں ان کا اُس پوٹلی کو لگ گیا اور پوٹلی کو کچھ جنبش ہو گئی
بمجرد حرکت ہونے پوٹلی کے جسقدر مراتب کرامت و درجات ولایت شیخ صاحب کے تھے بالکل زائل ہو گئے
اور قربت الٰہی سے گر کے بعزت و کربت لپٹے بمجرد وقوع اس حال پرملال کے شیخ صاحب حالت
وجد سے ہوش میں آئے اور روتے ہوئے مزار پرانوار خواجہ پر گرے اور بچشم گریان و سینہ بریان اپنا حال
حسرت مآل عرض کیا ارشاد ہوا کہ تجھسے بے ادبی زر نذرانہ جناب غوث الاعظم کی ہوئی ہے کہ حالت مستی
میں تیرا پاؤں اُس سے چھو گیا ہے اب ہماری کیا مجال بجناب اُن محبوب درگاہ ذوالجلال تیری شفاعت
کریں مگر بجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم عرض کیا دے گی چنانچہ خواجہ صاحب بعالم باطن بحضور جناب
خاتم المرسلین شفیع المذنبین حاضر ہوئے اور سفارش معافی تقصیر اپنے خادم کی بحضور غوث الاعظم چاہی بارشاد
نبوی پیشگاہ بارگاہ شاہنشاہ ولایت سے تقصیر اُنکی معاف ہوئی اور دوبارہ اپنے منصب عالی پر سرفراز ہوئے

غزل از مؤلف عفی عنہ

غوث اعظم در دو عالم نامور شد نام او	کرد حق از بادۂ عرفان لبالب جام او

نعمت عظمیٰ زخوان نعمت حق یافتند	عام شد بر آدم وجن وملک انعام او
غوث اعظم کرد حاصل عظمت عظمیٰ زحق	شد کرم از ہمہ اہل کرم اکرام او
قدر والا یافت در درگاہ علام الغیوب	بشد خبر گیر دل ہر یک کشد الہام او
جسم علوی داشت پاک از اختلاط آب و گل	بلکہ شد پیدا ز نور معرفت اندام او
جلمہ گل جز وندگل زر شک آن رشک چمن	جلوہ گر شد در گلستان چون رخ گلفام او
نام می خواہی اگر در زمرۂ نام آوران	سر در از صدق دلی او را د خود کن نام او

مناقب ہفتاد و چہارم دربیان عطا ہونے کلاہ و دستار ولایت جناب شیخ احمد کبیر کو پیشگاہ جناب غوثیہ سے بعالم خواب

کتاب اخبار الاولیاء کے باب اول اور فصل چہارم میں تحریر ہے کہ ایک روز شیخ الاسلام پیشوائے جلیل انام جناب شیخ احمد مغربی کہ ملقب بالقاب گنج بخش کبیر تھے اپنے مرشد ارشد قدوۂ اولیاء آفاق شیخ محمد اسحاق مغربی کی خدمت میں آفتابہ ہاتھ میں لیکر وضو کراتے تھے۔ حضرت شیخ احمد صاحب کے دل محبت منزل میں یہ خیال گذرا کہ سبحان اللہ جناب کرامت مآب محبوب سبحانی قطب ربانی شاہ عبد القادر جیلانی کی کیا عالیجناب ہے کہ ہر ایک سلسلہ اور خانوادہ کے اولیائے کرام انسے وعوے نیازمندی رکھتے ہیں اور ہر ایک ولی آپ کی متابعت کو اپنی بڑائی اور فخر تصور کرتا ہے اسکا کیا باعث ہے پیر روشن ضمیر بصفائی باطن اس خیال سے مطلع ہوئے اور فرمایا کہ اے شیخ احمد تمکو نہیں معلوم کہ مراتب اعلیٰ اور درجات والا جناب غوثیہ کے اسقدر ہیں کہ اگر کل اشجار قلم اور دریا سیاہی اور تمام ذی جان کاتب ہو جائیں اور ازل سے تا ابد لکھیں تو بھی ایک حصہ ہزاروں میں سے نہ لکھ سکیں یہ تقریر دلپذیر روشن ضمیر کی سنکر شیخ صاحب کے دل میں محبت غوثیہ نے جوش مارا اور بیخودی سے آثار بیچینی اور بیقرار ہو کر فرمایا کہ ہم تا دم عمر خاکبوسی آستان محبوب دو جہان کی کرینگے یہ کہکر اجازت سفر شد عازم اشرف البلاد بغداد ہو سے راستے میں سر سے برہنہ پا پوش بغل میں جوش وخروش عشق میں چلے جاتے اور یہ شعر تصنیف کیے ہوئے اپنے پڑھتے تھے ابیات

شوریدگانِ خستہ و زاریم آہ آہ راندہ اگر بقہر بزاریم آہ آہ	وا ماندگانِ جستجوی یاریم آہ آہ مستانِ زشت خود و نادان غم بکجا	خواندہ اگر بلطف بنازیم شاد و شاد گہ در شراب گہ بخماریم آہ آہ

جب دولت خانہ پیر دستگیر اپنے سے روانہ ہو کر متصل کوہ سیالی کوہانِ اجمیر میں پہونچے تو وہاں ایک چشمہ پانی کا پایا بعد وضو نماز ادا کی اور بعد نماز ایسے مست ذکرِ الٰہی ہوئے کہ سو گئے اور بحالتِ خواب بحضور کرامت ظہور محبوب سبحانی حاضر ہوئے اُس وقت جناب غوثیہ کے دستِ مبارک میں ایک کلاہ دکھلائی دیا اور ایک دستار گوہر نگار تھی آنحضرت مخزنِ معرفت نے شیخ صاحب کو نزدیک بلایا اول وہ کلاہ کہ فی الحقیقت تاجِ شاہی تھا شیخ صاحب کے سر پر رکھی اور پھر بعد دستار نور بار باندھوائی اور فرمایا کہ تم مقبول ربانی ہوئے اور ہم نے تم کو بفرزندی قبول کیا جب شیخ صاحب خواب سے بیدار ہوئے کلاہ و دستار سر پر موجود پائی سجدۂ شکر ادا کیا اور اُسی مقام والا سے واپس ہو کر بخدمت بابرکت مرشد ارشاد حاضر ہوئے اور وہ رتبۂ ولایت اپنا اوّل سے صد چند افزوں پایا شیخ ابو اسحاق گرچہ بچشمِ باطن کل حال ملاحظہ فرما چکے تھے شیخ صاحب کے استقبال کو اٹھے اور دعا دی خوش ہو کر مبارکباد دی اور فرمایا کہ اول تو تم بواسطہ ہمارے فیض محبوب سبحانی سے مستفیض تھے اب بلا واسطہ انکے خوانِ نعمت سے بہرہ مند ہوئے اور جناب شیخ احمد کا یہ طریق روز مرہ تھا کہ اپنے مرشد کے باورچی خانے کے واسطے جنگل سے لکڑیاں لاتے اُس روز بھی التماس کی کہ اگر حکم ہو بندہ اپنی خدمت کے واسطے جائے ہوئے مرشد نے فرمایا کہ اب تم منظور نظر محبوب سبحانی ہوئے تو گویا ہمارے ثانی ہوئے اب ہم تم کو ایسے کام پر مامور نہیں کر سکتے غرضکہ مرشد منع فرماتے رہے مگر شیخ صاحب نے نہ مانا اور جنگل کو روانہ ہوئے اور پشتارہ ہیزم جمع کر کے سر پر اُٹھایا تو وہ پشتارہ ایک بالشت اونچا معلق رہا ہوا ہو کر آتا تھا جب قریب خانقاہ عالی جاہ مرشد ارشد کے پہونچے تو انھوں نے یہ حال ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ یا شیخ جس سر پر تاجِ محبوب سبحانی ہو اُس سر کو پشتارہ ہیزم سے کیا سروکار آپ آج کے دن سے اس خدمت معینہ سے آزاد ہوئے اور ہم نے آپ کو شیخ الحجر والشجر خطاب دیا چنانچہ چند اشعار تصنیف شیخ احمد صاحب کے جو انھوں نے بذاتِ بابرکات خود تصنیف کیے بطور تبرک درج کتاب ہذا ہوئے از شیخ احمد کبیر

ان ز طوفانِ معاصی کشتیِ ما را چہ غم	ناخدا باشد غوثِ اعظم شہ مرد ز و دمبدم

در دلم جا کرد از لطف خدائے عز و جل
حبِ محبوبِ الٰہی با خدا ازد بالکرم

باش تا فردائے محشر پیش رب العالمین
غوثِ اعظم را ببینی با نبی زیرِ علم

غوثِ اعظم غوثِ اعظم جملہ گویند اہلِ حشر
ہم موافق ہم مخالف ہم شیخ و ہمدم

رحمۃ للعالمین و ظلِ انوارِ رسول
شیخ عبد القادر آمد اکمل او بوجہ دائم

گر نبی در نبوت مصطفیٰ را ہم قرین
شیخ محی الدین ندارد ثانی خود نیز ہم

پیشتر بینی کہ مے گویم بقولِ اولیا
مجملاً اوصافِ آن مرآتِ انوارِ قدم

شیخ احمد بندہ مداحِ آن عالی جناب
ناقل ست او از ابو اسحاق آن کانِ کرم

کاتفاقِ اولیائے مشرق و ہم مغرب ست
آنکہ غوثِ اعظم جیلی رساند انجا قدم

کو کمالات تعرفا کہ خاصِ شانِ او ست
گر کسی خواہد بیان کردن نگردد بیش و کم

گر فلک اوراق گردد ہفت بحر آید مداد
ہم شجر اقلام و کاتب ہر کہ او را ہست فہم

عز و قدرِ حضرتِ سلطانِ محی الدین پیر
گر رقم گردد ہنوز از حشر حشرین ست کم

قصۂ حضرت مؤدب گفتنِ ہاتف برد
اسمع فاعرف کمال الشیخ من شان القدم

نازشِ خنبل چہ نخجد نازشِ در حین ہم از دست
ہست محی الدین تاجِ شیخ عظیم نعم الاعظم

غزل از مؤلف عفی عنہ

خاک وشش بر زمرۂ جن و بشر دارد شرف
قطرۂ بحرِ عطیش بر گہر دارد شرف

چشمِ پر نورش سراپا شد عیان از نورِ حق
زان تجلی اولیا او سر بسر دارد شرف

ذرہ ہائش روشن تر از خورشیدِ چرخِ چارمین
سینۂ پر داغِ عشقش بر قمر دارد شرف

گرچہ سرور لب حسرت شدہ شد لعلِ خوشش
لیک در عشاقِ او با چشمِ تر دارد شرف

مناقب ہفتاد و پنجم دربیان تشریف فرمانے روح پاک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم و ہر چہار اصحاب کبار کا محفل آنحضرت معدن کرامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

مقبول جناب کبریا پیر شیخ بقا قدس اللہ سرہ والاعلےٰ کہ ہمعصر جناب سید الاولیا پیشوائے اتقیا غوث الارض والسما محبوب خدا تھے فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم مجلس بلند منزل محبوب سبحانی قطب ربانی حاضر تھے اور آنحضرت منبر مبارک پر اعلیٰ اس غرض کر وعظ کہہ رہے تھے کہ یکایک آنجناب وعظ فرماتے ہوئے خاموش ہو گئے اور اس صورت سے اُٹھے کہ جیسے کوئی کسی کی تعظیم کے واسطے اُٹھتا ہے اور دو پایہ منبر بلند پایہ کے نیچے اُتر پایہ دوم پر بیٹھ گئے بس لکھا ہے کہ پایہ منبر کو بہت بڑا ہو گیا اور اُس پر فرش بچھایا گیا ہو اور جناب پیغمبر مع چہار اصحاب اکبر وہاں رونق افروز ہوئے اور اُس وقت انوار تجلیات الٰہی دل محبوب سبحانی پر اِس قدر روشن تھے کہ قریب تھا کہ آنحضرت منبر سے نیچے گر پڑیں مگر جناب رسالت مآب و حضرات اصحاب عالیجناب دستہائے شفقت سے آپ کو تھامے ہوئے تھے جب ارواح پاک نبوی و اصحاب علی القاب تشریف لے گئے تو احباب نے ملک کا نیچے حضرت غوث سے استفسار حال واقع کیا تو آپ نے زبانِ حق ترجمان سے کل حقیقت بیان فرمائی اور میری طرف مخاطب ہوئے کہ یا شیخ بقا جو کچھ کہ حال تم نے بچشم حال دیکھا ہے ہمارے احباب کو اُس سے مطلع کرو چنانچہ کل کیفیت میں نے اپنی زبان عجز بیان سے بیان کی

غزل از مؤلف عفی عنہ

شہر زمین و زمان شد گدائے محی الدین ۔۔۔ غنی ہست در دو جہان بے نوائے محی الدین
زبانِ خامہ قلم مے شود ز اوصافش ۔۔۔ رقم کجا شود از مے ثنائے محی الدین
سوائے حبِ خدا پاک شد ز حرص و ہوا ۔۔۔ ہر آنکہ در روش آمد ہوائے محی الدین
حکومتِ دو جہان شاہی زمین و زمان ۔۔۔ ولایتِ دل و جان شد برائے محی الدین
بکشورِ دل و دین ہر تو را شود سرور ۔۔۔ اگر غنی تو سر خود بپائے محی الدین

مناقب ہفتاد و ہشتم دربیان عطا کرنے سات فرزند دلبند ایک عورت عقیمہ کو توجہ حضور محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی شاہ عبد القادر جیلانی کے

کتاب مرأت الضمیر میں لکھا ہے کہ ایک روز ایک عورت عقیمہ بخدمت عالیہ حضرت آنحضرت کے حاضر ہوئی اور عرض کی

کہاے مراد بخش نامرادان و تاج بخش محتاجان مجھ نامراد ناشاد کے گھر مین دولت مال بعنایت ایزد لایزال بقدر
ہے اور کثرت حشمت سے نہال ہون مگر فرزند کہ ثمرہ نہال زندگی ہے وہ نہین اس سے کمال غم و نہایت الم
دامنگیر حال مجھ پامال رنج و ملال کے ہے آنحضرت معدن برکت نے یہ عرض اُس اہل غرض کی سنکر فرمایا کہ اگرچہ تیری
قسمت بدبخت و تخت کمبخت مین ہونا فرزند کا نہ تھا مگر ہم تیرے واسطے دست دعا بجناب کبریا اُٹھاتے ہین اور
یقین ہے کہ ہاتھ ہمارا گوہر اجابت دعا سے پر ہوکر تجکو بیٹا عطا ہوگا یہ فرماکر دونون ہاتھ اُٹھائے اور جناب رب عزت
سے اُس بیچاری کے واسطے بیٹا طلب کیا ارشاد ہوا کہ جف القلم بما ہو کائن یعنی اس عورت کی قسمت مین بیٹا نہیں ہے
لکھا یہ جواب جناب یزد وہاب سے سنکر دعا کی کہ الٰہی اس عورت کے واسطے دو فرزند ارجمند تیری جناب عالیہ سے
سے عنایت ہون دوسری دفعہ بھی ہاتف غیب سے وہی جواب حاصل ہوا کہ اب عطا ہونا اولاد کا اس نامراد کو
ممکن نہین تیسری دفعہ آپ نے پھر دعا کی کہ یا خدا اس غریب بے نصیب کو تین فرزند دلبند مرحمت ہون اسی طرح
نوبت بنوبت درگاہ الٰہ سے جواب صاف ملتا تھا اور آپ ہر ایک مرتبہ کی دعا مین اُسکے واسطے ایک فرزند
زیادہ کی درخواست کرتے تھے جب نوبت درخواست سات فرزند کی پہونچی تو جناب باری سے ندا ہوئی کہ
اے محبوب مرغوب بس کرو اس سے زیادہ کی التجا نکرو اب بلحاظ تیری خاطر عزیز کے سات فرزند ارجمند
اُس عورت کو ہماری جناب سے عطا ہو گئے یہ حکم ربانی سنکر آپ نے عورت کو بشارت عطا ہونے سات فرزند کی
دی اور تھوڑی سی خاک اپنے پاے مبارک کے نیچے سے اُٹھا کر دی کہ اس خاک کو بطور تعویذ چاندی مین مڑھکر
گلے مین لٹکا لینا جب ساتون فرزند اُس عورت کے گھر مین پیدا ہوے اور غم اولاد اُس کی خاطر ناشاد سے
جاتا رہا تو ایک روز اُسکے دل مین یہ وسواس شیطانی پیدا ہوا کہ جناب محبوب سبحانی نے تھوڑی سی خاک
مجکو عطا کی تھی بھلا اُس خاک سے کیا عقدہ کشائی میری ہوئی ہوگی وہ یہ جو سات فرزند دلبند میرے پیدا ہوے
یہ اتفاقات زمانہ سے ہوے ہین چنانچہ وہ خاک پاک کہ حقیقت مین اکسیر اعظم اور کبریت احمر تھی اُسنے
اپنے گلے سے نکال کر پھینکدی بمجرد پھینکنے اُسکے کے بحکم ایزد متعال اُن ساتون نونہال پیر زال پر
وبال آیا کہ فی الفور ایک ہی دم مین ساتون جان بحق تسلیم ہو گئے معاینہ اس حال پیرزال بہت گھبرائی اور نالان
وگریان دوبارہ دربار محبوب سبحانی مین آئی اور عرض کی

غزل از مؤلف عفی عنہ

ہین ہون پر عجب و پر عیب و حقیر
تو رہیگا میری سب زنجیر
تم وہ ہو پیر پیر عالی شان
ہون مین بیجان بصورت تصویر
دل سے جو آپ کا ثناخوان ہو
دستگیری مین مت کرو تاخیر

پر گناہ و خطا و پر تقصیر
لٹ گیا میرا کاروان سارا
جسکے ستار ہین صغیر و کبیر
خاکساری جو ہو مری مقبول
دونون عالم مین اسکو ہو توقیر
ہے عجب آپ کا وہ خادم زار

قید غم مین ہون زیر بار الم
اب کہان جاؤن کیا کرون یا پیر
کیجیے لطف اے مسیحا دم
وہین بنجاؤن خاک سے اکسیر
تم جو ہو دستگیر ہر دو جہان
پھر ہو دلگیر ستمدیدہ دلگیر

محبوب باری یہ زاری اُس بیچاری کی سنکر متبسم ہوے اور فرمایا کہ یہ اثر اُسی خاک کا ہے کہ جس خاک کو تُمنے خاک سمجھکر خاک مین پھینکدیا آخر جب وہ خاک تجھسے الگ ہوئی تو تو بھی خاک مین ملگئی گھر جاؤ اپنے فرزندون کو زندہ پاؤگی یہ زائرہ بہ دو دوچشم حوالہ بشارت سنکر دوڑی اور گھر مین جاکر دیکھا کہ ساتون لخت جگر زندہ موجود ہین دوگانہ شکرانہ بجالائی اور بتوجہ محبوب حق سے مراد پائی۔

غزل از مؤلف عفی عنہ

جلوہ گر بر چرخ دین شد آفتاب قادری
شد عطا از درگہ عالی جناب کبریا
گشت محبوب در محبوب حق محبوب حق
از غم دنیا بری شد وز حساب روز حشر
خاکبوسی آستان حضرت ذوالاحترام

تافت بر اوج ولایت ماہتاب قادری
بو محمد غوث محی الدین خطاب قادری
راندۂ حق شد کہ آمد در عتاب قادری
آنکہ شد بہرۂ عطائے بیحساب قادری
شد روم من خادم والا جناب قادری

مناقب ہفتاد و ہفتم در بیان فریادرسی آنحضرت کی بخیل مریدان کہ بمدت ظلم قطاع الطریق گرفتار ہوے تھے اور قتل ہوجانا قطاعان طریق کا بضرب پاپوش نہایت آن جناب کرامت مآب سے

روایت ہے کہ ایک رات حضرت عالی درجت محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی بوقت نماز عشاء وضو کرتے تھے
جب وضو سے فراغت حاصل ہوئی اور آپ نے اپنی پاپوش جو مین پہنی تو یکایک ایک نعرہ اللہ اکبر کہکر اور
ایک پاپوش پائے مبارک سے نکالکر ہوا مین پرتاب کی اور پاپوش اڑکر نظرون سے غائب ہوگئی جب تھوڑی
دیر گذری تو پھر وہی حالت ہوئی اور اُسی طرح سے نعرہ کرکے دوسری پاپوش بھی ہوا مین پھینکدی ایسی
حالت پرجلالت مین کسی متنفس کو یہ تاب نہین ہوئی کہ آنحضرت سے حال اُسکا دریافت کرے جب چند روز
گذرے تو ایک قافلہ تجاران بغداد وارد بغداد ہوا اور وہ دونون پاپوش بجنسہ لاکر اُنھون نے حوالہ خادمان
بلند مکان کین اور بیان کیا کہ ہم رات کو ایک بیابان ویران مین چلے جاتے تھے اور آبادی دور رہگئی تھی
اُسوقت جماعت قطاعان طریق ہمپر آپڑی اور کل نقد وجنس ہمارا لوٹ کرلے گئے جب نہایت ناچار
ہوئے اور فریادرس اپنا کوئی نہ دیکھا تو اپنے پیر دستگیر کی جناب مین پکارے اتنے مین دو نعرہ عظیم بعد
اللہ اکبر ایسے ہوے کہ تمام بیابان لرزہ کھاگیا اور دونون پاپوش حاضر ہوا غیب سے نمودار ہوئین اور اسقدر
ڈاکوؤن کے سرپر لگین کہ کچھ تو مرگئے اور باقی ماندہ ہمارے پاس آئے اور منت کرکے مال ہمارا واپس
کیا ہمنے اپنا مال لیکر شکریہ جناب الٰہی ادا کیا اور یہ پاپوشین حضرت کی اُٹھا کر راہی بغداد کے ہوے

غزل از مؤلف عفی عنہ

ہر زمان ہر ساعت و ہر آن و ہر دم یاد کن — غوثِ اعظم غوثِ اعظم غوثِ اعظم یاد کن
نامِ او مشکلکشا ہر وقت و ہر صبح و مسا — وقتِ سختی والم در حالتِ غم یاد کن
در حریمِ خاص محبوبِ خدائے عزّ و جل — گر تو میخواہی شوی ہمراز و ہمدم یاد کن
وردِ نامِ محی دین کن از زبانِ خویشتن — از دلِ خود اسمِ آن مخدومِ عالم یاد کن
از سرِ جان نامِ نامی ہست بہ نام آوران — تا شوی در ہر دو جہان خوش حال و خرم یاد کن
در رہِ صدق و صفا شو قائم از روئے وفا — وز یقینِ کامل و صدقِ مصمم یاد کن
گر ہمی خواہی سروری در عالمِ کون و مکان — دائما بہرِ سرور تو نامِ غوثِ اعظم یاد کن

منقبتِ ہشتاد و ہشتم در بیان تابع ہونے جنات و شیاطین و دیو و پری زیر حکم جناب

محبوب سبحانی قطب ربانی کے بعد سلیمان علیہ السلام کے تا روز قیامت

راویان اخبار و مخبران صدق شعار روایت کرتے ہیں کہ دیوان اور شیاطین بے دین کو تا روز قیامت مرگ نہیں ہر روز پیدا ہوتے ہیں اور خیل جنات کو مانند انسان کے مرگ ہو کہ پیدا ہوتے ہیں اور رہتے ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے پیدا ہونے سے اول دیوان و شیاطین کا نہایت زور ہوا اور بنی نوع انسان انکے ہاتھ سے ایسے تنگ ہوے اور ہزارہا آدمیوں کو اٹھا کر کوہ قاف میں لے گئے اور بے گناہ قتل کر ڈالے اسواسطے بحکم ربانی حضرت سلیمان پیدا ہوے اور تمام اقوام جن اور پری اور شیاطین اور دد و وحش و طیر اور انسان اور ہوا کو انکے ماتحت حکم کیا انھوں نے لاکھہا دیو اور شیاطین قید کر کے دریا اور پہاڑوں کے نیچے دبا دیے اور ہزارہا جنات بدذات کو پابزنجیر کر کے ایسے مقامات سخت میں قید کیا کہ طاقت انکی طاق ہوئی جب ایام وفات حضرت سلیمان کے نزدیک پہونچے تو آپ بجناب الٰہی دست بدعا ہوے اور درباب شیاطین بے دین کے بعد اپنے عرض کی ارشاد ہوا کہ تمھارے بعد پیغمبر آخر الزمان علیہ الصلوات الملک المنان پیدا ہونگے انکی اولاد حق یا دمیں سے ایک ولی کامل محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی ظاہر ہونگے ایام ولادت آنحضرت معدن برکت تک جنات و شیاطین تمھارے رعب حکومت میں رہینگے بعد سب کی گردن میں زنجیر حکومت غوث الاعظم ڈالی جائیگی اور تاقیامت انکی حکومت میں رہینگے سلیمان علیہ السلام نے یہ مژدہ جانفزا سنکر شکرانہ الٰہی ادا کیا چنانچہ بعد سلطنت آنحضرت مین کل جنات و دیو و شیاطین آپکے تحت حکومت ہوے اور تاقیامت ایسے ہی حکم انکا انکے سر پر قائم رہیگا رہا ہے

بانفاس خاص دعاے نہانی	کشایند بستہ مرادات مردم	مریدان درگاہ غوث زمانی	بہ بندند دیوان بزنجیر آہن

غزل از مولف عفی عنہ

نام نامی جو مرے پیر کا مشہور ہوا	نور سے جسکے جہان نور علےٰ نور ہوا
نور برستے ہے مرے پیر کے در پر اتنا	سنگ در آپکا اک رشک دہ طور ہوا
اے زہے آپکا یہ رتبہ و شان عظیم	جو کیا آپ نے اللہ کو منظور ہوا
نام سے جسکے فقط زندہ ہوا نام نبی	جسکے ہونے سے سر دشمن دین چور ہوا

پہونچا جب تمرور مجروحون تیرے در کے نزدیک	ور درد و غم رنج و محن فکر و الم دور ہوا

مناقب ہفتاد و نہم دربیان پیران چہاردہ خانوادہ جنکو آنحضرت کے ظہور کی خبر تھی

کتاب مجمع الفضائل مین روایت ہے کہ مشائخ چہاردہ خانوادہ صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جو پیشتر عہد سلطنت جناب معلی القاب محبوب سبحانی سے پیدا ہوے اُن ہر ایک کو بارگاہ ربانی سے یہ ارشاد ہوا تھا کہ وسط قرن خامس مین سید السادات عالی درجات عبد القادر جیلانی قدس سرہ السامی چراغ افروز خانہ ویرانہ دنیا ہونگے اور درگاہ عالی جاہ الٰہی سے اُس شاہنشاہ کو رتبہ محبوبیت عطا ہوگا اور قدمین شریفین اُنکے کل اولیا کے گردنون پر رکھے جاوینگے تم بھی ہر ایک گردنین اپنی بارشاد ایزدی و بارادت جان و دل زیر قدم اُنکے رکھو اور سعادت حاصل کرو چنانچہ ہر ایک پیشوا خانوادہ صوفیہ نے حسب الحکم جناب ربانی حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی کے زیر قدم مبارک آپکے گردنین اپنی خم کین اور درجہ ولایت معلے پایا

غزل از مؤلف عفی عنہ

غوث اعظم قطب عالم محی دین	نور چشم رحمۃ للعالمین	مظہر نور خداے ذوالجلال
شاہ دنیا شاہ دین اہل الیقین	مشعل روشن بعالم جلوہ گر	شد از و پر تو ز گل روے زمین
غیرت خورشید رشک ماہتاب	ماہ پیکر مہ لقا و مہ جبین	مقتداے اولیاے محترم
پیشواے مومنین و محسنین	لطف حق بر زمرہ خدام او	رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

از دل و جان ورد صدق و صفا	گشت تمرور در وصف آن شاہ دین

مناقب ہشتادم دربیان حاضر کرنے خلیفہ بغداد کے ایک بدرہ اشرفیون کا بحضور جناب محبوب سبحانی اور نہ قبول فرمانا آنحضرت کا اور خون ہو کر بہجانا اشرفیونکا تھیلی سے

راویان صادق سے روایت ہے کہ ایک روز حاکم شہر بغداد ابو المظفر بن یوسف بخدمت بابرکت آنحضرت کے حاضر ہوا اور ایک بدرہ اشرفیونکا بطور نذر پیشکش کیا مگر آنحضرت نے وہ نذر قبول نہ کی اور دست مبارک سے تھیلی کو پکڑ کر خوب دبایا مجرد دبانے کے اُس تھیلی سے خون جاری ہوگیا یہانتک کہ ہر ایک اشرفی خون ہوکر

بھگئی اور تھیلی خالی رکھی اور فرمایا کہ اے مظفر یا شرفیان سر اسر خوان غریبان جمع کیا ہوا تھا سو ہمارے اخر میں آکر اُنہ اپنی اصل کیطرف رجوع کیا ہمکو اور ہمارے خادمان کو اس خوان کے کھانے کی کچھ حاجت نہیں ہے۔

غزل از مؤلف عفی عنہ

غوث اعظم جلی خود اللہ نے توقیر کی
خاک پاکو جلی لائق شان ہے اکسیر کی

خلق عالم وصف رطب اللسان ہے آپ کی
طرح سب پیر و جوان کرتے ہیں ایسے پیر کی

نامرادوں کی مرادیں سیکڑوں حاصل ہوئیں
جس گھڑی حضرت دھانے آپ کی تاثیر کی

ہوگئے لاکھوں قلم اعدائے دین کے جسم و تن
پڑگئی امید جیک جسدم تری شمشیر کی

عفو کا طالب ہوں اے بحر کرم میں آپ سے
بخشدیں تقصیر اس پرجرم پرتقصیر کی

قید سے غم کے چھڑا دیجے گا یا شکلکشا
ہاتھ میں ہے آپکے اکنی مری زنجیر کی

یار بار خاطر دھقرب ہوے ہیں اقربا
اس گھڑی فریاد سن لو حضرت دستگیر کی
نجی

مناقب ہشتاد و ہفتم در بیان مشرف ہونے آنحضرت کے بدیدار پر انوار حق سبحانہ تعالی کے

روایت ہے کہ فرمایا جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی نے کہ دیکھا ہمنے خدائے عزوجل پروردگار عالم کو ایک مرتبہ بعالم نوم اوپر صورت والدہ مہربان اپنی کے اور دوسری دفعہ بشکل گرامی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ حضرت بھی مظہر اسم رحمٰن ہیں جیسا کہ فرمایا پروردگار عالم نے کلام مجید میں ما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین اور یہی وارد ہے خلق الانسان علی صورۃ الرحمن پس اس خواب کی تعبیر ہے کہ میں متجلی ہوں یا غوث الاعظم تجھپر بفضل و رحمت نہ بصورت جلال و مہربان ہوں میں تجھپر شل مادر مہربان کے در سایہ لطف ہوں تیری ذات پر مثل جد بزرگوار تیرے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے

غزل از مؤلف عفی عنہ

ثانی ہو کون شیخ عالیمقام کا
کرتا ہے کون سامنا اُن کے جلال کا

معدن ہے ایک عظمت عزت و کمال کا
مخزن ہے ایک دولت حسن و جمال کا

پیارا حسن کا قرۃ چشم محمدی
محبوب ہے جناب شہ ذوالجلال کا

ہے وصولِ حق سے واصلِ درگاہِ ایزدی	باعث ہر ایک کو ہے خدا کے وصال کا
لاکھوں پڑے ہیں در پہ وہاں گرچہ خاکسار	سرور بھی اک غریب ہے حضرت کا بالکا

مناقب ہشتاد و دوم دربیان مراتب خادمان جناب غوثیہ اور نیز در ذکر ایک پسر پیرزالہ اور زندہ ہونے مرغ بریان کے

مشائخانِ عالیجاہ و راویانِ خادمِ درگاہ سے روایت ہے کہ ایک روز بعض احباب غوثیہ نے دربابِ اقتدار و وقار خادمِ دربارِ محبوبِ پروردگار کے تقریر کی ارشاد ہوا کہ ایک مرید ہمارا ہزار مرید کامل و مشائخانِ اکمل اور خاندان سے اولیٰ ہے پس ثابت ہو گیا کہ مرید معتقد جناب قطب الاولین والآخرین سرورِ محبوبین غوث الاعظم کا افضل ہے ہزار مرید اکمل و کامل اور مشائخ سے پس بشارت ہو اسکو کہ جو مرید اُنکے سلک خدام ذوی الاحترام میں منسلک ہے اور روسیاہ ہو اُس نامۂ سیاہ راندۂ درگاہ کا کہ ایسے محبوب اکرم مقرب درگاہ کا بدخواہ ہو اور نیز روایت ہے کہ ایک پیرزالہ شکستہ حال اپنے فرزند دلبند کو ہمراہ لیکر حضور پرنور آنحضرت کے حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا حضرت یہ فرزند ارجمند میرا اسیر دام محبت آپکا ہے اور اسکی یہ آرزو ہے کہ آپکی خدمت سراپا برکت میں رہے پس اسکو غلامی میں لیجیے اور اپنا خادم ہزار جان کے نظر عنایت کیجیے میں نے للہ اسکو آپکی خدمت کیمیا خاصیت میں سونپا آپ نے یہ التماس اُس محبت اساس کی قبول فرمائی اور اُسکے پسر گوشہ جگر کو اپنی خدمت سراپا برکت سے سرفراز کیا بعد چند ماہ پھر وہ عورت اپنے فرزند کے پاس آئی اور دیکھا کہ لاغر ہو گیا ہے اور نانِ جوین کھاتا ہے عورت اُسکو دیکھکر غمگین ہوئی اور حاضر حضور ہو کر عرض کی کہ یا حضرت میرا فرزند لختِ جگر نانِ جوین کھا کر لاغر ہو گیا ہے اور خود میں دیکھتی ہوں کہ آپ گوشت و پلاؤ تناول فرماتے ہیں جب یہ سوال پیرزالہ اُس خادمِ درگاہ پر بھی عنایت ہو کہ وہ آسودہ حال اور خوشی سے رہے یہ کلام اُس نیک انجام کے سنکر آپ متبسم ہوئے اور ایک دو استخوان اُسی گوشت پس خوردہ میں سے کہ اُسی وقت تناول فرماتے تھے اُٹھا کر فرمایا قم باذن اللہ تعالیٰ من یحیی العظام وہی رمیم چونکہ استخوان بے جان خروس کی تھیں اُسی وقت زندہ ہو گیا اور پر ہلا کر بانگ دینے لگا اور حضرت نے بطرف پیرزالہ مخاطب ہو کر فرمایا کہ عنقریب

تیر اسکا بھی ایسا ہی بند ہو جائیگا اور جو کچھ پائیگا کھائیگا بالفعل نور دل اسکا نان جوین سے صیقل ہو جاتا ہے

غزل از شیخ احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ

ہر کہ مے از سلسلۂ قادر یست
دل بدہ در عشق مے جان بدہ
حضرت جیلی ست شہ جملہ پیر
رتبہ او را کہ شناسد کہ چند
گفت چو قول قدمی ہذہ
حضرت پیر ست ہمہ را سپر

از ہمہ دانی کہ او را برتر یست
ہر کہ درین سلسلہ رفتے زند
ہر کہ شدے چاکر پیر کبیر
شاہ دو کون ست بکون و مکان
قدمش بر رقبہ اجملہ ولی
جنت فردوس بدہ جائے شان

سلسلۂ قادری از جملہ بیہ
حب دل از سلسلہ ہر کند
ہست مکانش بہ مکان بلند
در تہ ملکش زمین تا زمان
ہیچ مریدش نزود در سقر
بر پل دوزخ نزود پائے شان

گفت چنین بندۂ احمد کبیر
اوست یکے خادم پیران پیر

غزل از مولف عفی عنہ

موجب رحمت حق رحمت محبوب خداست
گشت مخدوم جہان ہر کہ شدہ خادم او
چرخ خم گشتہ پے سجدۂ آن ہادی دین
اولیا پاش نہادند ہمہ بر سر خویش
سید کون و مکان سرور اقلیم جہان

روضۂ خلد برین خلوت محبوب خداست
باید بہشتی خدمت محبوب خداست
عظمتش بین کہ چہا عظمت محبوب خداست
از ہمہ مرتبت و حرمت محبوب خداست
اے عزیزان ہمہ این عزت محبوب خداست

مناقب ہشتاد و سوم در بیان خواص اسم مبارک محبوب سبحانی شاہ عبد القادر جیلانی

کتاب تحفۃ الاسرار الملفوظ حضرت مخدوم جہانیان سید جلال الدین بخاری میں لکھا ہے کہ جس شخص کو آسیب دیو یا پری کا ہو تو نام نامی و اسم گرامی آنحضرت کا سایہ زدہ کے کان میں گیارہ مرتبہ پڑھے آسیب اسکا رفع ہو جاوے اور اگر کسی شہر یا لشکر اسلام پر کفار نابہنجار غالب آجاویں و یا قطاع الطریق راہ میں کسی مسافر کا مال غارت کریں اسوقت ایک مٹھی مٹی کی زمین پاک سے لیوے اور نام عالیمقام آن جناب کا گیارہ مرتبہ زبان ہمت ہر جان سے لیکر اس مٹی پر دم کرے اور دشمنوں کی طرف پھینکدے بعنایت ربانی و توجہ محبوب سبحانی وہ دشمنان جانی

فی الفور منتشر ہو جاوینگے اور فرمایا غوث الاعظم قطب العالم شیخ عبد القادر جیلانی نے کہ جو کوئی ہمارے معتقدین سے ایسا کریگا ہم وہ خاک آنکھ میں دشمنوں کی ڈالکر اندھا کر دینگے اور نیز ارشاد کیا کہ جس شخص کو کوئی مہم یا مشکل واقع ہو تو ہماری طرف رجوع کرے اور ہمکو وسیلہ پکڑ کر جناب الٰہی میں التجا کرے انشاء اللہ تعالےٰ بہت جلد مشکل آسان ہو جائیگی اور نیز جو کوئی خرقہ قادری پہنے اور ہمارا مرید کہلاوے تو اُسپر واجب ہے کہ کل دوستان وخویشان و عزیزان سے ہمکو عزیز جانے تاکہ فیض قادریہ سے بھی بہرہ ور ہو

غزل از مولف عفی عنہ

جو کوئی دل سے مرید غوث اعظم ہو گیا	اسکے فضل عام سے مخدوم عالم ہو گیا
مل گئی جسکو کرامت آتش زنجا سے	غوث اعظم کے کرم سے وہ کرم ہو گیا
معتقدی ہو کر جناب قبلۂ حاجات کا	زمرۂ حق دلشد کا وہ مقدم ہو گیا
محبت محبوب خدا ہے جسکے دل میں جانشین	اہل دل محبوب حق منظور عالم ہو گیا
ہے تن تنہا یہ سرور اندونن یا شادوین	اک فقط غم ہے جو اسکا یار و ہمدم ہو گیا

مناقب ہشتاد و چہارم دربیان ہدایت ہونے حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانی کو توجہ جناب محبوب سبحانی اور داخل ہونا انکا بمذہب سنت وجماعت اور چھوڑنا مذہب رافضیہ و بدرجۂ ولایت پہونچنا

راویان شیرین سخن ومخبران نادرہ فن روایت کرتے ہیں کہ زبدۂ سادات عظام وقدوۂ اولیاے کرام حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کل علوم عقلیہ ونقلیہ میں ممتاز ومستثنیٰ تھے مگر مذہب سنت وجماعت سے منکر ہوکر مذہب شیعہ شیطانیہ میں داخل ہو گئے تھے اور محبت بلند رتبت ثقہ اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور محبت غوث الاعظم قطب عالم محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ النامی سے معرا تھے اتفاقاً شہر عالیشان کرمان سے بعزم زیارت حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً ایک سال تشریف لے گئے اور بعد فراغت حج بیت اللہ شریف شرفیاب خدمت عالی درجت شیخ عبد اللہ یافعی قادری کے ہوے چونکہ شیخ عبد اللہ مرید

با ارادت و خادم اہلِ خدمت جناب سیّد کونین نورالعین حسنین محی الدین عبدالقادر جیلانی کے تھے اور شاہ نعمت اللہ
انکی دلوں مین منکرین ذات بابرکات جناب غوثیہ سے تھے اسواسطے شیخ عبداللہ نے شاہ نعمت اللہ سے
کلام تک نہ کیا اس سے شاہ صاحب نہایت گھبرائے اور ایک عرضی لکھکر گذارش کی کہ مین سیّد ہون اور آلِ نبی
اور اولادِ علی کرم اللہ وجہہ ہون نہایت تعجب ہے کہ آپ پیرو دینِ محمدی ہوکر مجھسے کلام نہین کرتے اور آلِ محمدی سے
بادب پیش نہین آتے شیخ صاحب نے جواب دیا کہ رات کو آپ ہمارے بالاخانے مین تشریف لائیے اسکا جواب معلوم ہو
جائیگا جب رات ہوئی تو شاہ صاحب ایک طبق پر خرما بطور ہدیہ اپنے دستِ مبارک پر اٹھاکر روانہ سمت خانہ
شیخ صاحب ہوئے جب اندرون دروازہ بقدر اندازہ پہونچے اور زینے پر قدم رکھا تو یکایک ایسی لغزش
پاے مبارک کو ہوئی کہ زینے سے نیچے گر پڑے بمجرد گرنے کے ایسے بیہوش اور خود فراموش ہوئے کہ کچھ خبر عالم عنصر سے
ظاہری ایسے ہو گئے کہ گویا سو گئے اُس عالم بیہوشی مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک دربار عظیم الشان اور مجلس بلند مکان
مین ہم ہین اور اُسمین جناب پیغمبر علیہ صلوات الملک الاکبر تختِ کرامت پر اجلاس فرما ہین اور بطرف راست کل
انبیا علیہم الصلوات الملک الاعلیٰ اور بطرف چپ جمیع اولیا مقبول جناب کبریا تشریف رکھتے ہین اور بطرف دست
متصل کتف مبارک ہر چہار اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم و بطرف چپ جناب غوث الاعظم بادب خاموش
کھڑے ہین اور شیخ عبداللہ ہاتفی بھی پس پشت جناب غوثیہ کے دست بستہ استادہ ہین اور شاہ صاحب بھی
جو زیر زینہ بیہوش پڑے تھے وہ بھی در وازہ مجلس حاضر ہین مگر کسی حضرت کو نہین پہچانتے کہ یہ حضرات عالیہ درجات
کون ہین اور یہ مجلس کیسی ہے اسواسطے قدرے آگے بڑھکر ایک شخص سے دریافت کیا یہ کون حضرات صاحب
مرتبات عالیہ ہین کہ جنکو یہ شان اعلیٰ و مراتب والا جناب کبریا سے عطا ہوئے ہین وہ بولا کہ تم نہین جانتے
کہ جو حضرت مخزن برکت تختِ کرامت پر رونق افروز ہین وہ جناب رسالت مآب ہین اور بطرف راست دوش
بدوش آنحضرت کے ہر چہار اصحاب کبار محرم اسرار جناب سیّد ابرار استادہ ہین اور بطرف چپ جناب غوث الثقلین
سیّد کونین ہین اور سوا انکے کل پیغمبران عالیشان جانب راست و جمیع اولیاے اہل ولا جانب چپ
درجہ بدرجہ کرسیہاے عظمت و عزت پر بیٹھے ہین جب سیّد صاحب نے یہ قدر و منزلت ملاحظہ اصحاب علی القاب
و جناب رسالت مآب و ملائک کا جناب غوث الاعظم کی دیکھی تو نہایت گھبرائے اور اپنے عقیدہ باطل سے اسی وقت

تائب ہوئے اتنے میں جناب غوثیہ نے شیخ عبد اللہ ہاشمی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یا شیخ فرزند ہمارا نعمت اللہ آج مذہب باطل سے تائب ہوا ہے تم جاؤ اور ہمارے فرزند کو کہ تمہارے زینہ کے نیچے بیہوش پڑا ہے اٹھاؤ اور عقیدہ باطلہ رافضیہ سے باز رکھو تو یہ اسکی آج بدرگاہ الٰہی قبول ہو چکی ہے جناب نعمت اللہ ولی ہوا چنانچہ شیخ عبد اللہ صاحب حسب الارشاد غوثیہ سید صاحب کے سر پر آئے اور بدست محبت شیخ صاحب کو اٹھایا اور اپنی خدمت سراپا برکت میں سرفراز کر کے بہرۂ وافی سعادت کونین سے عطا کیا

غزل از مؤلف عفی عنہ

محی دین میم محمد شد عیان چون بر سرش
خازن ہشت جنت شد ورا حلقہ بگوش

آنکہ کو ارشاد در معراج بر بالاے عرش
گشت مستغنی ز خطرِ دولت از درِ اے خلق

آفتاب از جلوۂ انوار او بیتاب شد
صاف چون آئینہ شد آئینہ پر زنگ او

سرور بسکین مرید کمترین ست یا جناب

کشف شد زان میم اسرار محبت یکسرش
حکم شد در ہشت سو جاری ز جاے بر ورش

انت محبوبی حبیبی داد تے پیغمبرش
آنکہ از صدق دل وجان سائل در بر درش

منفعل شد ماہ بدر از حسن روے انورش
ہر کہ از چشم دل وجان دید نور پیکرش

رحم فرما از برائے حق بحال ابترش

مناقب ہشتاد و پنجم دربیان مشرف ہونے سید جلال الدین بخاری کے بزیارت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بتوجہ جناب محبوب سبحانی قطب ربانی کے

مخدوم جہانیان مکرم زمانیان سید جلال الدین بخاری فرماتے ہیں کہ ہمنے چند سال عمر عزیز اپنی بخدمت بابرکت اپنے مرشد ارشد شیخ عبد اللہ یافعی کے صرف کی تو انکی توجہ سے اسقدر عقدہ کشائی ہوئی کہ بعد ادائے نماز تہجد بحالم مراقبہ ہم بزیارت روضہ منورہ پیغمبر خدا علیہ صلوات الملک الاعلی مشرف ہوا کرتے تھے ایک روز دیکھا ایک صاحب جناب شجاعت وجلالت آب تشریف لاتے ہیں اور آنکے تشریف لانے سے دروازہ قفل منازہ روضہ منورہ خود بخود وا ہو جاتا ہے اور جب وہ حضرت شاہ اندرون روضہ منورہ داخل ہو جاتے ہیں تو دروازہ عالیہ پھر بند ہو جاتا ہے اسی طرح چند روز اتفاق ہوا

ایک روز ہمنے یہ ارادہ کیا کہ اگر بروقت وا ہونے دروازے کے پیچھے پیچھے اُس سرار ذوی الاقتدار کے ہم بھی چلے جائینگے تو یقین ہے کہ ہم بھی اندرون روضۂ مبارک جاکر شرف بزیارت آنحضرتؐ سے ہو جائینگے غرضکہ وہ حضرت تشریف لائے اور دروازے کے نزدیک چلے تو ہمنے بھی دوڑ کر چاہا کہ عقب اُن حضرت کے اندرون روضۂ عالیہ جائیں مگر ہماری جانب سے اوّل ہی دروازہ روضۂ مبارک کا مسدود ہو گیا ہمنے حاضرین وقت سے دریافت حال اُن حضرت معدن کرامت کا کیا تو وہ بولے کہ خاموش مقام گفتگو نہیں ہے دوسرے روز ہم بخدمت پیر روشن ضمیر کے حاضر ہوئے تو اُنسے عرض کی کہ یا حضرت یہ فقیر بہ زیارت پُر برکت روضۂ منورہ نبویؐ شرفیاب ہوتا ہے مگر تا حال شرفیاب دیدار فیض آثار جناب رسالت مآبؐ نہیں ہوا چنانچہ پیر ہمارے ہمکو اپنے پیر دستگیر کی خدمت میں لے گئے اُنھوں نے ہمکو روبرو بٹھلا کر ایسی توجہ کی کہ ہم بیہوش ہو گئے اور بچشم باطن دیکھا کہ ایک شخص باشان و شوکت تخت زرین پر بیٹھا ہے اور بہت سے لوگ چپ و راست اُس شاہ عالیجاہ کے بیٹھے ہیں اور چٹھیاں قبولیت بیعت و ارشاد و اجازت نامہ داخل محفل عالی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھکر بحضور اُس سرار نامدار کے پیش کرتے ہیں اور وہ حضرت دستخط اپنی اُنپر ثبت فرماکر ہر ایک کو عطا کرتے ہیں جب ہمنے بغور تمام چہرۂ پُر نور اُس کرامت ظہور کا دیکھا تو حقیقت میں یہ حضرت وہی جناب تھے جنکے خاص خود بخود دروازہ روضۂ عالیہ کا کھل جاتا تھا پس پیر دستگیر ہمارے نے ہاتھ پکڑ کر اُنکے روبرو کیا اور عرض کی کہ یہ شخص بھی لائق اور خدمت گذار ہے اور چاہتا ہے کہ داخل محفل خلد منزل سرور عالم ہو کر سعادت دارین حاصل کرے اسکے واسطے بھی ایک اجازت نامہ عنایت ہو ارشاد ہوا کہ عطائے چٹھی کی کچھ حاجت نہیں جب ہم جائینگے اسکو ساتھ لیجائینگے تھوڑی دیر کے بعد دربار برخاست ہوا اور آنحضرت ہمکو یارکا بعد ہی بحضور لامع النور رسول خدا علیہ الصلوٰت الملک الاعلیٰ لیگئے اور دستگیر پیر سے ہم اس رتبۂ عظیم کو پہونچ گئے

غزل از مؤلف عفی عنہ

وہ جناب غوث اعظم بادشا بغداد کا	نام جس سے نامور ہے جا بجا بغداد کا
چہرۂ پُر نور ایسے آفتاب دین سے	واہ کیا رتبہ یہ خطہ ہوا بغداد کا
غیرت خلد بریں اور رشک فردوس عظیم	وصف جو لکھوں سو ہے سب کچھ بجا بغداد کا

ہفت کشور میں ہیں جتنے اولیا اہل سما	پیشوا سب کا وہی والی ہوا بغداد کا
واہ وا قسمت ہے سرور کی کرا اسکا خفتہ نصیب	گر مکین ہو جائے اسکو رہنما بغداد کا

مناقب بیست و ششم دربیان ایمنی وبخوفی مریدان غوثیہ کی عذاب دنیا و آخرت سے

شیخ عالیقدر شیخ عمر کیمانی اور شیخ عمر و تیراز کہ عاشق جانباز و محب سرافراز جناب غوثیہ کے تھے فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب محبوب سبحانی قطب ربانی نے کہ وعدہ کیا جناب باری تعالیٰ نے کہ نہ پہنچاونگا تیری اولاد کو اور تیرے مریدان حق یاد کو گرمی دوزخ کی اور داخل کرونگا مکان عالیشان بہشت میں کہ محفوظ اور مسرور ہونگے پس جسنے اطاعت کی ہماری اطاعت کی رسول کی اور جسنے اطاعت کی رسول کی اُسنے اطاعت کی خدا کی اور جسنے اطاعت کی خدا کی داخل ہوا جنت میں اور جس نے خوش کیا ہمکو خوش کیا خدا اور رسول خدا کو اور جسنے محبت کی ہمسے اگرچہ پہنا ہو خرقہ قادریہ اور نہ کی ہو بیعت تو وہ شمار کیا جائیگا ہمارے مریدان باارادت سے اگرچہ فاصلہ رکھتا ہو وے ہمسے مشرق اور مغرب کا اور نیز اولیاے حاذق منظور آفاق شیخ عبدالرزاق سے روایت ہیکہ فرمایا جناب غوث الاعظم قطب العالم نے عطا ہوا ہمکو ایک سجل لکھا ہوا خط بہشتی سو کہ طول اور عرض اُسکا سوائے کوئی نہیں جانتا جناب الٰہی سے اور اُسمین کل آسامی اصحاب واحباب خادمان و مریدان ہمارے کی تحریر تھی اور درج تھی اُسمین تفصیل مفصل اُنکی جو دست بیع ہو وے ہمارے ہاتھ پر اور جو محبت رکھینگے ہمسے قیامت کے دن تک پس بخشدیا جناب الٰہی جل شانہ نے اُن سبکو جنھوں نے محبت کی ہمسے ہمارے روبرو اور ہمارے بعد اور پوچھا میں نے دوزخ کے مالک سے عالم باطن کہ کوئی ہے دوزخ میں ہے کسی مرید محب ہمارے کی تو وہ بولا کہ

باگدایان سر کوئش جہنم را چہ کار	کز نہیب ہیبتش دوزخ بخود لرزیدہ است

اور نیز فرمایا آنحضرت معدن کرامت نے اگر کوئی عورت خادمہ ہماری برہنہ ہوگی مشرق میں اور ہم ہونگے مغرب میں تو بیشک پردہ پوشی کرینگے ہم اسکی ساتھ دامن لطف اور مہربانی کے اور نیز فرمایا ان جناب کرامت مآب نے کہ اگر ہوتا منصور حلاج ہمارے وقت بابرکت میں تو نہ لغزش کھاتا پانوں اُسکا اور نہ چڑھایا جاتا وہ سردار پر اور بیشک کرتے ہم دستگیری اُسکی بلکہ واجب الرحم کی اور جو کوئی لغزش کھائیگا ہمارے خدام والا مقام سے کرینگے ہم دستگیری اُسکی تا قیامت باقی

گر کسے سرمست و بیہوش از مئے عرفانی ست — از طفیل شیخ عبدالقادر جیلانی ست

صد انا الحق گوید و بیند جمال یار او — فارغ از دار و سیاست غافل از زندانی ست

غزل از مؤلف عفی عنہ

وہ شہِ گیلان شہِ عالی لقا پیدا ہوے — رہنمائے خلق محبوبِ خدا پیدا ہوے

گلبنِ بستانِ حیدر غنچۂ گلزارِ دین — وہ گلِ باغِ جنابِ مصطفیٰ پیدا ہوے

وہ شہِ کون و مکان حاجت روائے دو جہان — بیشک شاہنشہِ ملکِ بقا پیدا ہوے

خرمنِ صدق و یقین پر خوشہ چین تھے جنکے — جسقدر روئے زمین پر اولیا پیدا ہوے

زیست کی امید کب تھی سرورِ بیمار کو — شکر ہے حضرت سے ہر دل کی دوا پیدا ہوے

مناقب ہشتاد و ہفتم دربیان بخشے جانے ایک شخص گنہگار کے جو کہ مرید آنحضرت کا تھا

جناب شیخ عیدی ابن مسافر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ایک مرید آنحضرت کا بحضور آن جناب حاضر ہوا اور عرض کی کہ باپ مجھ غریب کا عرصہ چند ماہ سے فوت ہوگیا ہے سو آج رات کو وہ میرے خواب میں آیا اور زار زار رو کر کہا کہ جس روز سے لاش و فراش میری مدفون ہوئی ہے اُسی روز سے میں گرفتار عذاب بحالت تباہ ہوں تو میری طرف سے بجناب غوثیہ حاضر ہو کر امداد و دعا کر کہ مجھ بندہ گنہگار سیہ کار کو عذاب الٰہی سے نجات فرمائیے عذاب گور سے آزاد ہو جب آنجناب نے یہ سخن اُس گرفتار رنج و محن کا سنکر فرمایا کہ تیرا باپ اپنی عمر میں کبھی ہمارے مقام دل آرام مدرسے میں بھی آیا تھا یا نہیں عرض کی کہ ہاں ایکدفعہ فدوی کے ساتھ مشرف بخدمت سراپا برکت ہوا تھا یہ بات سنکر آپ خاموش رہے دوسرے روز پھر وہی خادم آیا اور عرض کی کہ آج مجھکو باپ میرا خواب میں نمودار ہوا اور کہا کہ بامداد جناب عالی القاب محبوب سبحانی عذاب گور مجھ سے اُٹھایا گیا اور خلعت بہشتی پہنایا گیا اور مجھکو نصیحت کی کہ تادم عمر خاکروبی آستان فیض توامان محبوب ربانی ہوں اور یہ بھی ارشاد کیا جناب غوث الاعظم نے کہ عہد ہوا ہے جناب الٰہی کا کہ جو شخص ایکمرتبہ تمام عمر میں تیرے آستان عالیشان پر آیا اور جسنے تیرے بارہ میں جانے سے ایک قدم بھی اُٹھایا یا نام نامی تیرا ادب سے زبان پر لایا بخشدیا جسنے اُسکو اگرچہ مجرم یا فاسق ہو اور نیز صوفیان اہل صفا سے روایت ہے کہ ایک روز چند احباب نے آنحضرت سے عرض کی کہ فلاں قبرستان میں ایک قبر ہے اور علانیہ اُس سے

صدائے نالہ و فریاد آتی ہی تمام ساکنان شہر و قریہ اس حال سے پُر ملال ہین فرمایا کہ تمکو معلوم ہو کہ وہ والا کبھی ہماری محفل فیض منزل مین حاضر ہوا تھا و یا کبھی اُس نے لقمہ ہمارے مطبخ سے کھایا تھا سب نے لاعلمی بیان کی یہ بات سنکر آپ مراقبے مین گئے بعد ازان فرمایا کہ ملائکان آسمانی کہتے ہین کہ ایک دفعہ داہل قبر بیدار فیض بار ہمارے مشرف ہوا تھا اور ہمارا چہرہ پُر نور دیکھکر گمان نیک لیگیا تھا سو بخشدیا حق سبحانہ تعالٰے نے اسکو اتنی بات پر کہ اُس نے ہمارا چہرہ مبارک دیکھا اور خوش ہوا بعد ازان کچھ دفعہ لوگ اُسکی گور پر گئے مگر خاموش پایا اور نالہ و فریاد کا سنسنی نہ آیا

غزل از مؤلف عفی عنہ

غوث اعظم کز ملائک قدر والا یافتند — از ہمہ اہلِ صفا قلبِ مصفا یافتند
حشمت و جاہ و جلال و حرمت و عز و جلال — دولت و ملکِ جمال و حسنِ زیبا یافتند
سیدِ عالی لقب سر خیل اولادِ علے — شانِ والا از جنابِ حقتعالے یافتند
از محمد خُلق و از حیدر سخا حسن از حسن — منزلت بر منزلت عز و بالا یافتند
دستگیر مریدان و دستگیری کردہ اند — ہمچو سرور ہر گدا بی دست و پا یافتند

مناقب ہشتاد و ہشتم دربیان فی یاد رسی ان محبوب ربانی بوقت مشکل کے جو آپ کو وسیلہ پکڑ کر دعا کرے

عاشق جانباز شیخ احمد بزاز کہ اصحاب ہم صحبت آنحضرت مخزن برکت کے تھے فرماتے ہین کہ فرمایا جناب محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی نے جو کوئی صین وقت کربت غربت کے ہر ایک طرف سے ناامید محض ہو جاوے مجھسے طلب استعانت کرے اور صدق باطن سے ہمکو وسیلہ پکڑ کے بجناب باری دعا مانگے تو بیشک دور ہو جاویگی وہ تنگی اور سختی اُس سے بہت جلد اور جو شخص بوقت مصیبت و غم و سختی اتم ہمسے رجوع اور پکارے کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی اسد دنی باذن اللہ تو سنتے ہین ہم اُسکی ندا کو نہایت توجہ اور دعا کرتے ہین ہم اُسکے حق مین بدرگاہ الٰہی کہ بر آوے مطلب اُس طالب کا

غزل از مؤلف عفی عنہ

باغ خوبی مین جو از بس گل بہ گلزار دیکھا — دیکھتا ہو دیدۂ حسرت سے گل زار دیکھا
ماہ و خورشید کرکے خم بس چومے تیرے قدم — دیکھے جب چہرہ روشن بہ ابرو آ چکا

چاندنی غش کھائے دیکھے رخ جو چشم نور
دیکھ لے روئے منور جب کہ مہ رو آپکا

زلف کے دیکھے سے عالم ہے حلقہ بگوش
رشتۂ الفت ہو ہر اک موئے گیسو آپ کا

نام ہے تیرا ادھر ہے یہ زبان عذب البیان
اور ادھر ہے درد دل کو زیر پہلو آپ کا

دیدۂ دل سے جدھر دیکھوں تم آتے ہو نظر
جلوۂ دیدار ہے ہر جا و ہر سو آپ کا

دائما ہے یاد محی الدین سے ورد زبان
دل سے ہو یہ حرز بیدل ثنا گو آپ کا

مناقب ہشتاد و دوم دربیان وفات آن ذات والا درجات حضرت محبوب سبحانی کے

جناب غوث الاعظم قطب العالم محبوب سبحانی شاہ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ السامی بروز شنبہ تاریخ یازدہم ربیع الآخر سنہ پانسو اکسٹھ ہجری قدسی مین اس دار ناپائدار سے رونق افزائے خلد برین ہوئے اور سنین عمر شریف آنحضرت کی کل اکیانوے برس تھی اٹھارہ برس تک تو آپ شہر دار الامان گیلان مین تشریف فرما رہے اور بعد ازان عزت افزائے اشرف البلاد بغداد ہوے سات برس تک تحصیل علوم دینی مین مصروف رہے اور عرصہ پچیس سال تک مصروف بہ تجرید و توحید رہے اور اکتالیس سال تک تخمیناً دعوۃ الخلق الی الخالق کرتے رہے اور جس روز وعدہ تشریف بری آپکا بفردوس برین تھا اُس روز جب آفتاب قریب غروب ہو چکا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور ایک نامہ عنبرین شمامہ جانب کبریائی سے لاکر بدست فرزند ارجمند آن جناب سید عبدالوہاب حوالے کیا سید صاحب نے وہ محمل محبت منزل دیکھا تو اُسکے سر اول سر نامہ یہ لکھا پایا یصل ھذا المکتوب من المحب الی المحبوب بعد ازان ملاحظہ کل نامۂ عنبرین شمامہ کیا تو ایک آہ جانسوز غم اندوز جان پر سوز سے ایسی نکالی کہ تمام دولت خانہ کرامت نشانہ مین ایک لرزہ سا نمودار ہوا بلاحظہ انفعال ہر ایک خادم بچشم پرنم و دیدۂ اشکبار نہایت بیقرار ہوئے اور حضرت ملک الموت مع رقعۂ عنبرین شمیم و صاحبزادۂ عالیشان بخدمت عالی درجت حضرت مخزن برکت محبوب سبحانی حاضر ہوئے اور وہ فرمان عالیشان درگاہ سبحانی آن سرور محبوبان جہان کو بھی ملاحظہ کرایا آنحضرت بملاحظہ فرمان ایزد منان از بس خوش دل و خوش وقت ہوئے اور کل مریدان و خادمان عالیشان کو اُسوقت جمع فرمایا اور ہاتھ اُٹھا کے سب کے واسطے دعائے خیر فرمائی اور سب کے ساتھ باواز بلند عہد کیا کہ ہم سب در بعد وفات اپنے مریدان اور خادمان خدمت گذار سے بیخبر

نہیں ہین اور نہ ہونگے اور جو کوئی بوقت مشکل ہمکو یاد کریگا مشکلکشائی اُسکی ہمارے ذمے ہوگی پس ان آپنے غسل تازہ کیا اور ادائے نماز عشا مین مصروف ہوئے اور نماز کے بعد پھر سجدہ مین جاکر بیکے واسطے دعاے مغفرت جناب حق سے طلب کی اور سجدے کی حالت مین آپنے کئی دفعہ پڑھا اللّٰھم اغفر لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ارحم لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم تجاوز عن امۃ محمد صلعم ہاتف غیب سے ندا آئی کہ بخشدی گئی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بخاطر محبوب سبحانی قطب ربانی محی الدین عبد القادر جیلانی کے جب حضرت نے سر سجدہ سے اُٹھایا تو ندا ہوئی کہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یہ ارشاد واجب الانقیاد ربانی سنکر حضرت محبوب سبحانی بستر مبارک پر دراز ہوئے اور جان شیرین حوالہ جان آفرین کردی جان نثار و مریدان ارادت شعار بچشم اشکبار و دل بیقرار مصروف بہ تجہیز و تکفین آن جناب کے ہوئے اور بعد نماز عشا بمقام مدرسہ معلٰی باب الازج مانند خزانہ حوالہ زمین ہوئے اور روا ہوئے رائے مجالس صوفیان باصفا ہوئے کہ سنین عمر شریف آنحضرت مین اختلاف نہین ہے کہ کُل اکیانوے سال ہین مگر یہ اختلاف ہے کہ بعض مورخان تولد آن جناب کا سال سنہ چارصد ہفتاد ہجری و بعض سنہ چارصد و ہفتاد و یک ہجری ہین و بعض فوت ہونا آنحضرت کا سنہ پانصد و شصت و جا ہجری و بعض سنہ پانصد و شصت و پنج ہجری مقدس لکھے ہین جنانچہ ابیات تاریخی آنحضرت کی با ہر تاریخ زیب کتاب ہذا ہوتی ہین

تاریخ ولادت و وفات آنحضرت

آنکہ بیشک قطب ربانی بود	بے گمان محبوب سبحانی بود	شاہ شاہان شاہ عبد القادر ست
دلنشین و دلربا و دلبر ست	سید والا نسب ولاولیا ست	نور چشم مصطفےٰ و مرتضیٰ است
سال مولودش ذوج کبریا	گفت ہاتف غیب تاج اولیا	سال مولودش زہے نگین تر ست
شد رقم محبوب عبد القادر ست	عقل سال نقل آن عالی ہمم	صاحب فردوس عالی زو رقم

اور قطعہ تاریخ سن پانصد و شصت و پنج وفات شریف آنحضرت بجائے کتاب ابن کہ لفظ معشوق الٰہی سلی خد کیا گیا ہے درج کتاب ہذا ہے

غزل از مولف عفی عنہ

چھپگیا ہے جہان سے آفتاب قادری	یعنی جنت کو سدھارے وہ جناب قادری

روئے عالم پر اندھیری چھاگئی رات آگئی
چھپ گیا مغرب میں وہ جس دن آفتاب قادری

چشم پُرنم سے ہزاروں پہ پڑے سیلِ اشک
جوش زن دل پر ہوا جب اضطراب قادری

غوث اعظم محی دین شاہنشہ دنیا و دین
حشر تک قائم رہیگا یہ خطاب قادری

آستان غوث اعظم ہے در دار الامان
فی الحقیقت باب ہو جنت کا باب قادری

بیخبر ہو دین و دنیا سے فنافی اللہ ہو
مست ہو جو پی کے اک جام شراب قادری

غم سے سرور گرچہ لاغر ہو گیا مثل ہلال
لیک اتنک ہو وہ قربان رکاب قادری

خاتمہ کتاب باب فی ذکر بعض کرامات و خوارق عادات آن سید السادات عالی درجات محبوب سبحانی قدس سرہ بطور اجمال و نیز در ذکر بعض فضائل

صلوٰۃ دوگانہ یازدہ گامی قادریہ

عارف برحق شیخ بہاء الحق کتاب انیس قادریہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نصرانی خیاط جناب محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ حاضر دربار دُربار آنحضرت کے رہکر کپڑے آپکے سیا کرتا اور اجرت واجبی لیا کرتا جب وقت مرگ اُسکا قریب ہو پہنچا تو دل میں سوچا کہ الاسلام حقٌ والکفر باطلٌ تمام عمر میں نے کفر میں گذرائی اب بحضور ربانی جاؤنگا تو کس منھ سے منھ دکھلاؤنگا مناسب یہ ہو کہ آنحضرت کی خدمت میں عرض کروں اور نجات کا وسیلہ سر پر دھروں تب بات سوچکر وہ نصرانی بہزار پریشانی بجناب غوث صمدانی حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت میں نے تمام عمر کفر میں گذاری اب بجناب باری جانیکو تیار ہوں موت کا ناچار ہوں اس سے مرتا ہوں عذاب گور سے ڈرتا ہوں خدا کے واسطے امداد ہو کہ یہ ناشاد و شاد ہو آپ ارشاد ہوا کہ قبر کے عذاب سے مت ڈر توکل بخدا کہ جب منکر و نکیر بہزار طوق و زنجیر تیرے پاس آوینگے قبر میں اُٹھا وینگے اور سوال دین و ایمان فرما وینگے اسوقت تو نے فقط ہمارا نام کہنا سوائے اسکے خاموش رہنا غرض جب وہ نصرانی خیاط جناب محبوب یزدانی جان بحق تسلیم ہوا تو موکلان عذاب گور بہزار زور و شور آئے اور گرز آتشین لائے اور سوال دین و ایمان کیا تو نصرانی اپنی زبانی یہی جواب دیتا کہ محی الدین عبدالقادر از مولف

ہوں میں بس اک خادم مزار جناب محی دین	فدۂ بجان ز نور آفتاب محی دین

بندہ کو فقط یاد انکا نام ہے سوائے انکے اور نہ کچھ کلام ہے فرشتگان آسمانی یکلام نصرانی شکر یحضور بار الٰہی
عرضپرداز ہوئے کہ الٰہی انت تعلم الجہر وما یخفیٰ یہ شخص عند السوال جواب باصواب نہیں دیتا
سوائے نام محبوب مرغوب تیرے کے حکم ہوا کہ اس بندے سے عذاب گور اٹھادو اور قبر اسکی رشک روضہ
باغ جنت بنادو فردائے قیامت میں جانوں اور یہ جانے اِنَّ اِلَیْنَآ اِیَابَھُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ
اور نیز روایت ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر علیہ صلوات الملک الاکبر نے کہ شب معراج متصل مقام سدرۃ المنتہیٰ
ایک بارگاہ فلک بارگاہ دیکھی کہ بانوار لا تدرکہ الابصار آراستہ اور پردہ ہائے نور سے پیراستہ تھی
اور اسکے اندر دو مرغ نہایت خوبصورت موجود تھے ایک تو سفید کہ مانند حاجبان آستان بارگاہ پر
استادہ اور دوسرا سبز کہ اندرون حرم بکمال ہمہ ہستی آمادہ تھا اور وہ مرغ دمبدم پرواز کرتا تو ارتفاع عرش سے
گذر جاتا اور پھر واپس آکر اپنے مقام ولازم پر آرام پذیر ہو جاتا گویا پیام رسان سوال و جواب جناب الٰہی تھا
وہی مرغ سبز تھا بمعائنہ کے خیال تھے بدرگاہ لایزال سوال کیا کہ الٰہی احوال ان دونوں مرغ باکمال کا مجھ پر
ظاہر ہو تو بندہ بھی انکے حال سے ماہر ہو ارشاد ہوا کہ یہ دونوں مرغ زیرک آپکے شجر شرافت پر آشیانہ گیر
ہیں مرغ سپید تو ولی نامی گرامی بایزید بسطامی اور مرغ سبز محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی ہیں کہ دونوں کا
ظہور تیری امت اور تیری اولاد سے ہوگا اور نیز کتاب حیوۃ الحیاۃ و گلشن کرامات میں تحریر ہے کہ ایام
حمل محبوب سبحانی قطب ربانی بی بی فاطمہ ثانی والدہ ماجدہ غوث صمدانی ایک روز اپنے دولت خانہ کرامت
نشانہ میں تشریف رکھتی تھیں کہ ناگاہ ایک گدا سراپا التجا نے حاضر دروازہ فیض اندازہ ہو کر سوال کیا چونکہ
بحسب اتفاق اس وقت کوئی مرد حاضر کاشانہ فیض نشانہ نہ تھا اسواسطے بی بی صاحبہ نے چاہا کہ یہ سوالی خالی نہ جائے
لہٰذا خود آپنے برقع روئے مبارک پر ڈالکر دامن سائل گوہر حاضر سے پر کیا وقوع اس حال سے سوالی
از عقل خالی نے جانا کہ بی بی صاحبہ گھر میں تنہا ہیں اسلیے وہ لئیم نائب شیطان الرجیم بارادۂ بد پیچھے پیچھے
بی بی صاحبہ کے ہولیا جب بی بی صاحبہ صحن دولت خانہ میں پہونچیں تو مڑ کر دیکھا یہ صحن خانہ میں دیکھکر گھبرائیں
اور بجائے محفوظ بحفاظت حافظ حقیقی روپوش ہو گئیں اتنے میں کیا دیکھا کہ صحن خانہ سے ایک شیر خونخوار

نمودار ہو گیا اور اُس شیر دلیر نے ایک حملے سے کام اُس بدانجام کا تمام کیا اور اُسکو واصل جہنم کر کے غائب ہوا جب وقوع اس حال سے کئی سال گذر گئے اور جناب پیر دستگیر صغیر و کبیر عمر سات برس پہونچی تو ایک روز بی بی صاحبہ نے کسی بات پر آنحضرت معدن برکت کو کچھ چشم نمائی فرمائی تو آنحضرت متبسم ہو کر بولے کہ یا والدہ افسوس ہے کہ آپ نے ہماری حق امداد کو یاد نہ رکھا یہ تقریر دلپذیر جناب پیر کی سنکر بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ اے لخت جگر کون سا حق امداد ہے آپ کیطرف سے جو ہمارے ذمے رہا اُسوقت آپنے جواب دیا کہ جن دنوں میں ہم آپکے شکم میں تھے اور وہ سوالی آپکے پیچھے پیچھے گستاخانہ صحن خانہ تک چلا آیا تھا وہ ہم ہی تھے کہ جس نے بشکل شیر ہو کر کام اُس ناکام کا تمام کیا تھا اور نیز حضرت شیخ عمر و حقیقی سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت شاہ ولایت نے کہ تا عرصہ پچیس سال بحال تجرید و تفرید میں صحرا میں عبادت کبریا مصروف تھے اُسوقت لشکر شیاطین بیدین بہت کریہ شکلوں سے متشکل ہو کر ہمارے روبرو ظاہر ہوتا تھا اسواسطے کہ ہم خوف کھا کر حالت تجرید کو چھوڑیں اور عبادت سے منھ موڑیں گر امداد الٰہی شامل حال تھی اور ہاتف غیب سے ندا ہوتی تھی یا عبد القادر تثبتنا ایدک وایدناک تا بید اے یہ وسوسہ شیطان ہے اور حامی تیرا رحمان ہے وہ مغضوب ہے اور تو محبوب ہے جسکے ہم متوجہ شیاطین بیدین ہوتے تو شیطان پشت گر جاتا اور ایک ہاتھ غیب سے نمودار ہو کر ایک طمانچہ دو لعین کے سر پر پڑتا کہ وہ اُسکے صدمے سے زمین میں دھنس جاتا اور نیز شیخ ضیاء الدین ابو نصر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت مخزن کرامت نے کہ ایک رات ہم بذات بابرکات خود تنہا میدان صحرا میں عبادت معبود مشغول تھے کہ ناگاہ ایک نور مانند شعلۂ طور دور سے نمودار ہوا ایسا کہ اسکی ضیائے بے انتہا سے تمام بیابان مانند آفتاب عالمتاب روشن ہو گیا اور اُس سے صدا ہوئی کہ یا عبد القادر ہم نے منت محبوبی نماز ہائے قبول کی میں نے عبادت تیری اور مہربان ہوا تجھپر میں نے ایسا کہ حلال کر دیں میں نے تجھپر کل حرام چیزیں جتنی ہیں سراپا واہیات تھیں ہمنے جواب دیا کہ ہمکو یقین ہے کہ تو ابلیس لعین ہے کیونکہ جناب محمد مصطفےٰ علیہ صلوات الملک الاعلیٰ پر احکام امر و نہی نافذ ہو گئے بخلاف اسکے اب ہم مستحق اس بات کے کب ہیں کہ کل حرام ہمپر حلال ہوں جب ہمنے یہ کہا اُس کلام کے وہ نور کافور ہو گیا اور آواز ہوئی کہ یا عبد القادر تیرے علم اور فقہ نے تجھکو میرے ہاتھ سے بچا لیا ورنہ کئی ہزار اولیائے عالی وقار کو یہ نور دکھا کر ظلمات کفر میں ڈال دیا ہے اور نیز شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے

رحمۃ اللہ علیہما سے روایت ہے کہ بسال پانچسو اکتیس ہجری ابو المظفر تاجر بغداد مرید فرزند رشید استاد شیخ حماد نے مال تجارت بقیمت سات سو دینا خرید کرکے ارادہ سفر شام کا کیا اور بطلب اجازت بخدمت شیخ صاحب ممدوح حاضر ہوا اور جب شیخ صاحب نے فرمایا کہ یہ سال تیرے واسطے صورت وبال ہے اگر تو سفر کو جائیگا تو نقصان اٹھائیگا اور خوف ہے کہ مال غارت ہو جائے بلکہ جان پر بھی آفت آ جائے یہ تقریر پیر کی سنکر ابو المظفر بادل دلگیر بحضور غوث الاعظم آیا اور کل احوال کہہ سنایا جب جناب غوثیہ نے فرمایا کہ جاؤ سفر کو قدم اٹھاؤ سالم جاؤ گے اور غانم آؤ گے والضمان فی ذالک علی غرضکہ ابو المظفر بحالت خوشتر حسب الایماء مخدوم انام روانہ شام ہوا جب بعد فروخت مال منافع تین سو دینار بامراد راہی بغداد ہوا تو راہ میں ایک مقام پر مقام کیا اور اپنے ہمراہیان کو چھوڑ کر خود مع تھیلی ہزار دینار برفع قضائے حاجت جنگل میں گیا بعد فراغت خود تو چلا آیا مگر تھیلی دیناروں کی وہاں ہی بھول گیا جب رات کو سویا تو خواب میں یہ نظر آیا کہ دینار سب غارت گروں نے غارت کر لیے ہیں اور ایک شخص نے ایک وار تلوار کا اسکے سر پر ایسا کیا ہے کہ سر اسکا تن سے جدا ہو گیا ہے یہ خواب پر پیچ وتاب دیکھکر سوداگر بیچارہ بادل صد پارہ اٹھا گیا دیکھا کہ تھوڑا سا نشان خنجر خون فشان کا گلے پر موجود ہے اور کپڑے بھی خون سے تر ہیں اسی حالت میں تھیلی دیناروں کی تلاش کی یاد آیا کہ بوقت رفع حاجت جنگل میں بھول آیا ہے اسی وقت جنگل میں پہونچا تو تھیلی دیناروں کی سالم پائی تقریر شیخ حماد کی یاد آئی جب فائز بغداد ہوا اول حاضر خدمت شیخ حماد ہوا تو شیخ صاحب نے ارشاد کیا کہ اے ابو المظفر اول تو بخدمت غوث الاعظم جا اور شکرانہ بجا لا کہ انھوں نے تیرے واسطے سترہ بار دست دعا اٹھا کر دعا مانگی تیرا حال بیداری سے بخواب اور غارت ہونا دیناروں کا بنسیان تبدیل کرایا ہے یہ تقریر دلپذیر اپنے پیر کی سنکر ابو المظفر بجناب کرامت مآب غوثیہ حاضر ہوا ہنوز نوبت بعرض نہ پہونچی تھی کہ آنحضرت متبسم ہوئے اور فرمایا کہ ابو المظفر جو کچھ تجکو شیخ حماد نے فرمایا ہے حق ہے اور بجا اور نیز کتاب انیس القادریہ میں لکھا ہے کہ جب ارشاد واجب الانقیاد قدمی ھذہ علی رقبۃ جمیع اولیاء اللہ زبان گوہر فشان جناب غوثیہ سے صادر ہوا تو اسوقت ایک ولی صاحب کرامات خفی وجلی

بسواری شیر دلیر تازیانہ مار خونخوار ہاتھ میں پکڑے حاضر دروازہ فیض انداز غوثیہ ہوئے یکجا کر ایک
گاے از آن شاہنشاہ ولایت آستان فیض توامان پر بندھی ہوئی ہے جب حضرت شیر سے
اُتر کر شرفیاب دربار کرامت آثار ہونے لگے تو شیر سے تاکید کی کہ خبردار اس گاے کو چھیڑنا کھانا
اپنے رتبے پر قائم رہنا اور مار خونخوار سے فرمایا کہ اے مار زنہار ہوشیار رہنا کہ اس شیر سے کوئی حرکت
دلیرانہ ہو یہ بات فرما کر وہ ولی شرفیاب خدمت آن جناب ہو جب واپس آئے تو شیر اور سانپ دونوں
نہ پائے ہر چند قدم اُٹھائے اُنکے نشان نام کو بھی ہاتھ نہ آئے نہایت گھبرائے اور واپس بجناب غوثیہ
آکر عرض کیا ارشاد ہوا کہ تمنے گاے ہماری حوالے اپنے شیر دلیر کے کی اگر اپنا شیر اور سانپ ہماری
گاے کو حوالے کراتے تو بھی ایک موقع تھا کہ گویا یہ حرکت خلاف اصلیت تمسے ظہور میں آئی اب جاؤ گاے سے
اپنا شیر اور مار مانگ لو وہ ولی گاے کے پاس آئے اور شیر اور سانپ صحیح وسالم پایا از بہار حق

آن سگِ کو گشت در کویش مقیم	خاکِ پایش بہ ز شیرانِ عظیم
آن سگِ کو باشد اندر کوے او	من بشیران کے دہم یک موے او

اور نیز قاضی القضاۃ شیخ ابو صالح سے روایت ہے کہ ایک روز محفل خلد منزل غوثیہ گرم تھی اور ہزاران
ہزار طلبگار وعظ ونصائح آن محبوب کردگار حاضر تھے یکایک باران رحمت برسنے لگا اور حاضرین
نہایت غمگین ہوئے کہ اب بسبب بارش یہ محفل متفرق ہو جائیگی اتنے میں آنحضرت نے سر مبارک
آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا کہ یا جناب یہ عجب ہے کہ میں جمع کرتا ہوں اور آپ متفرق کرتے ہیں
بمجرد اس بات کی بارش مقام محفل سے بند ہوئی اور حد مقررہ سے باہر بدستور بارش ہوتی رہی
اور نیز شیخ عمر کیمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر بندہ مجلس پر نور آن ہادی اکبر حاضر ہوا کرتا تھا
کوئی روز دل افروز ایسا نہیں ہوتا تھا کہ ہزار دو ہزار کفار نابکار یہود و نصاریٰ برکت وعظ آن مجسم کرم
مشرف باسلام نہیں ہوتے تھے ایک دن ایک راہب کہ بڑا عالم قوم نصاریٰ کا تھا بحضور غوثیہ حاضر ہوا اور
عرض کی کہ میں ملک یمن کا رہنے والا ہوں یکایک میرے دل محبت منزل میں محبت اسلام پیدا ہوئی
اور ارادہ کیا کہ ایسے شخص کے ہاتھوں پر اسلام لاؤں کہ صاحب یمن اور بہترین اولیای اقلیم یمن کے

ہوتے سو ایک رات حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام میرے خواب مین آئی اور ارشاد کیا کہ بغداد مین جا اور سید عبد القادر کے ہاتھ پر اسلام لا اسواسطے اب حاضر دربار ہوا ہون کہ مجھپر لطف عام کرو اور مشرف باسلام کرو آنحضرت نے اُنکو مسلمان کیا اور بہتیرین خادمان عالیشان کیا اور نیز راوی صدر سے روایت ہے کہ ایک دن تیرہ کس نصاریٰ بہوس اسلام بحضور آن قبلہ انام حاضر ہوے اور عرض کی کہ ہم اقلیم مغرب کے رہنے والے ہین اور باہم رفیق و ہمدم تھے ایک روز ہم سب جنگل مین پھرتے تھے کہ ہاتف غیب سے ندا ہوئی کہ بغداد مین جاؤ اور ایمان لاؤ اور سعادت دارین پاؤ کہ محی الدین پیشواے اہل یقین نے وہان ظہور کیا ہے حق سے رتبہ محبوبیت لیا ہے اسواسطے ہم باہم حاضر خدمت بابرکت ہوے ہین کہ اسلام لائین اور عزت پائین اور نیز شیخ عبد اللہ بن ابو الفتح بغدادی فرماتے ہین کہ ایک روز جناب غوثیہ بحفل خلد منزل وعظ مین ایسے مستغرق بحر عرفان ہوے کہ بحالت بیہوشی عمامہ مبارک حضرت کا کھل گیا بوقوع اس حال کے سب حضار صدق شعار نے اپنی اپنی دستار اُتار کر پایہ منبر معلےٰ مین رکھدین جب حالت استغراق رفع ہوئی تو آنحضرت نے عمامہ مقدس سر پر رکھا اور شیخ ابو القاسم علیہ الرحمۃ کو ارشاد کیا کہ سب حضار کی دستار سر پر بند ہو او غرضکہ سب دستار تقسیم ہو گئین مگر ایک عصابہ زنانہ باقی رہگیا چونکہ ظاہراً کوئی شخص زنانہ حاضر آستانہ کرامت نشانہ نہ تھا اسلیے بحضور پر نور عرض ہوئی آنحضرت نے عصابہ بدست مبارک لیکر اپنے دوش سے ہم آغوش کیا دوش پر رکھتے ہی وہ عصابہ غائب ہو گیا اُسوقت حاضرین نے چاہا کہ آنحضرت سے حال حیرت مآل اُسکا دریافت کرین کہ آنحضرت خود بیان طراز ہوے کہ ایک عورت صاحب دولت اصفہان مین مجکو ہمارے کلام فیض انجام سُنا کرتی تھی جب سب حضار سعادت آثار نے اپنی اپنی دستار سر سے اُتارین تو اُسنے بھی اپنا عصابہ سر سے اُتار کر رکھدیا تھا اب تجنباً اپنے دوش پر رکھکر عصابہ اُسکا اُسکو پہونچا دیا اور اُسنے اصفہان مین لے لیا اور نیز شیخ حسین بن خلیل علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ ایکروز مین بحفل خلد منزل غوثیہ مین حاضر ہو کر شمار کرتا تھا کہ آج کسقدر لوگ ببرکت آنحضرت مشرف باسلام ہوتے ہین جب شمار نہ ہو سکا تو پوشیدہ پڑا

ایک رسّی میں گرہ دینے لگا کہ بعد فراغت اُن گرہوں کا شمار کر لوں گا اتنے میں آنحضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ شیخ حسین ہم گرہ کھولتے ہیں اور تو گرہ دیتا جاتا ہے اور نیز ولی نامی شیخ ابو محمد عبداللہ بسطامی فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت والا درجت صاحب مراتب عالی شیخ ابو المعالی بن احمد بغدادی بمجلس خلد منزل غوثیہ حاضر تھے اور ہنگامۂ وعظ گرم تھا کہ شیخصاحب کو حاجت قضائے حاجت نے زور کیا چونکہ بسبب کثرت طلبا اُسوقت موقع طلب اجازت آنحضرت سے نہ تھا شیخ صاحب الیس تنگ ہوئے اتنے میں جناب غوثیہ منبر معلّی سے اُٹھے اور چادر مبارک سر پر شیخصاحب کے ڈالدی بمجرد اسکے ان حضرت شیخ ابو المعالی کو لیکر غائب ہو گئے ایسا کہ کسیکو معلوم نہوا الا ماشاء اللہ طرفۃ العین میں شیخصاحب مع آنحضرت ایک بیابان بے نشان میں پہونچے کہ جہاں ایک درخت سایہ دار اور ایک چشمہ آب خوش گوار تھا وہاں پہونچکر آنحضرت نے شیخصاحب کو ارشاد کیا کہ اس مقام پر رفع حاجت کر لے بعد فراغت قضاے حاجت اور تجدید وضو پھر آنکھیں بند کر لینا جو شخص تمکو یہاں لایا ہے پھر واپس پہونچاویگا شیخ ابو المعالی نے کپڑے اُتارے گچھا کنجیونکا کہ اپنے پاس رکھتے تھے درخت سے لٹکا دیا اور رفع حاجت کی اور بعد تجدید وضو کپڑے پہنے اور آنکھیں بند کیں فی الفور مجلس وعظ حاضر ہو گئے مگر وہ گچھا کنجیونکا درخت ہی سے لٹکا رہا پھر بعد ایک مدت کے شیخصاحب کو اتفاق جانے سفر بلاد عجم کا ہوا اور ہمراہ قافلے کے اتفاقاً وہاں ہی پہونچے کہ جہاں وہ درخت اور چشمۂ آب تھا دیکھتے ہی آپ کو گچھا کنجیونکا یاد آیا درخت کی طرف جو سر اُٹھایا تو گچھا بدستور لٹکا ہوا پایا ہاتھ بڑھایا اور کنجیاں اپنی لیکر سر بسجدۂ شکر جھکایا اور بزبان حال یہ رباعی تعریف جناب غوثیہ فرمائی ؎

غوث اعظم پیر عالمگیر ما	عزّت ما فخر ما توقیر ما
چشمۂ حیوان بظلمات جہان	نور ہر دو دیدۂ و تنویر ما

اور نیز شیخ ابو الحسن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب غوث الثقلین فرد الکل سلطان قادر الوقت مع چند احباب بخانقاہ والا جاہ شیخ حماد تشریف فرما ہوئے اور بہت دیر تک دست دعا بجناب کبریا اُٹھا کر مصروف بمناجات مجیب الدعوات رہے بعد فراغت بشاشت فرحت کا آثار آپ کے چہرہ

مبارک سے نمودار تھے احباب حاضرین نے جو دریافت حال کیا تو فرمایا کہ جب ہم بغداد میں نو وارد
ہوئے تو ہماری صحبت شیخ حمادؒ سے کہ ایک مرد حق یاد تھے بہت تھی ایک دن ہم اور شیخ حماد دو
دو چار یار وفادار بارادۂ ادائے نماز جمعہ مسجد جامع کو چلے جاتے تھے متصل زریکہ نہر پہونچے
تو شیخ حماد نے ہمکو براہ خوش طبعی پانی میں دھکا دیکر پھینک دیا چونکہ موسم سرما تھا ہمکو سخت تکلیف ہوئی
آج جو ہم مزار پر انوار شیخ حمادؒ گئے تو دیکھا کہ شیخصاحب حلۂ بہشتی در بر اور تاج شاہی بر سر بڑی عزت
سے بیٹھے ہیں مگر دست راست انکا محض بیکار ہے عند الدریافت جواب دیا کہ جس ہاتھ سے تجھے تمکو پانی
میں پھینکا تھا وہ ہاتھ ہمارا بحکم پروردگار بیکار کر دیا گیا ہے اگر آپ دعا فرمائیں تو یقین ہے کہ ہم پھر اپنا
ہاتھ خدا سے پاویں اسلیے ہمنے دعا کی الحمد للہ والمنۃ کہ دست دعا ہمارا بہ گوہر اجابت سے ہو کر ہاتھ
شیخصاحب کا کہ بیکار تھا لائق کار ہو گیا تھا جب یہ خبر مریدان وخادمان شیخ حماد کو پہونچی تو بر سر انکار
ہوئے اور سب کے سب جمع ہو کر بمراد نزاع حاضر دربار کرامت آثار ہوئے ہنوز کچھ نوبت کلام نہیں پہونچی
تھی کہ آنحضرت مخزن کرامت نے ارشاد کیا کہ اگر تم سب لوگ اس خبر سے منکر ہو تو جن جن شخص اولیاے
عصر پر تمکو اعتبار ہو اختیار کر لو کہ وہ تمکو اس حال صدق مقال سے خبر دیدیگا غرضکہ سب نے
متفق ہو کر خواجہ ابو یوسفؒ بن ایوبؒ بن یوسف ہمدانیؒ اور شیخ عبد الرحمٰنؒ کو اختیار کیا اور
اظہار کیا کہ اگر یہ دونوں شخص اولیاے اہل صفا ہمکو تصدیق اس خبر کی کر دیں تو پھر ہمکو جائے انکار
نہ رہیگی یہ عرض انکی سنکر آنحضرت سر بمراقبہ ہوے کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ خواجہ ابو یوسفؒ سر و پا
برہنہ نہایت بیقرار کنارۂ محفل معلے سے نمودار ہوے اور عرض کی کہ یا حضرت مجھکو اسوقت درگاہ حق
جل وعلا سے ارشاد ہوا کہ فی الفور جس حالت میں ہو بخدمت محبوب سبحانی حاضر ہو اور تصدیق کر
کہ جو خبر آپ نے نسبت شیخ حماد کے فرمائی ہے وہ حق اور بجا ہے یہ کلمہ خواجہ ابو یوسفؒ کی زبان سے
ہنوز ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ شیخ عبد الرحمٰنؒ نہایت حیران دوڑے ہوئے آگئے اور بعینہٖ کلام
حق التیام اُن قبلۂ انام کو تصدیق کیا بوقوع اس حال کے خادمان شیخ حمادؒ نہایت بدحال ہو گئے
اور بمراد اعتذار بحضور محبوب کردگار کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا حضرت

غزل از مؤلف عفی عنہ

ہم سراپا جرم و تقصیر ہیں	سر بسر ہو فرد بے توقیر ہیں	عفو کر دیجے خطا بہر خدا
آپ کل پیرون مین عالی پیر ہین	آپ ہین محبوب رب العالمین	شاہ والاجاہ میران میر ہین
تم ہو فرزند جناب بوتراب	خاک اور منکے لیے اکسیر ہین	اپنے اعمالون سے ہم [illegible]
	شل سرور د انکا دلگیر ہین	

جناب محبوب کبریا نے یہ التجا اُنکی استماع فرمائی اور خطا اُنکی معاف فرمائی اور نیز جناب شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ بعمر جوانی ہمکو نہایت شوق پڑھنے علم کلام کا تھا اور اکثر کتابین ہمنے اُس علم کی حفظ کی تھین ہرچند ہمکو شیخ ضیاء الدین چچا ہمارے سمجھاتے مگر ہم باز نہ آتے ناچار چچا ہمارے ہمکو ایکدن اپنے ہمراہ بہ بارگاہ عالی پائگاہ شاہنشاہ ولایت بحر کرامت غوث الاعظم لے گئے اور عرض کی کہ یا حضرت یہ برادرزادہ میرا علم کلام سیکھنے کو چاہتا ہے میرے کہنے سے باز نہین آتا یہ بات اُس جامع کرامات نے سنکر دست مبارک بڑھایا ہماری چھاتی سے لگایا بمجرد مس دست تمام علم کلام ہمارے سینۂ بے کینہ سے محو ہوگیا اور جسقدر حفظ تھا یک قلم بھول گیا اور بعوض اُسکے بعنایات محبوب سبحانی دل سعادت منزل ہمارا بانوار نورانی روشن ہوگیا ایسا کہ تمام حجاب دور ہوے اور بجناب الٰہی منظور ہوے اور نیز شیخ محمد رجب بن منصور روایت کرتے ہین کہ ابو غالب فضل بن اسمٰعیل تاجر بغداد کا بیٹا خرد سال بمرض فالج نہایت پامال تھا اُس نے خیل اولیا اہل صفا کی دعوت کی کہ اولیا دست دعا بجناب کبریا اُسکے مرض کے واسطے اُٹھاوین شاید کہ درگاہ خدا سے شفا عطا ہو حسب عند الطلب سب حضرات تشریف لائے اور جناب غوثیہ بھی رونق افزاے مجلس دعوت ہوے اور طعام تمام اولیاے ذوالاکرام کے آگے رکھا گیا تو اُس سوداگر نے اپنے طفل مفلوج کو بھی ایک ٹوکرے مین لٹا کر اور کپڑے سے چھپا کر ٹوکرا مین محفل مین رکھدیا اُسوقت جناب غوثیہ مجدہ راوی سے مخاطب ہوے اور فرمایا کہ اس ٹوکرے سے کپڑا اُٹھا دو جب راوی نے کپڑا اُٹھایا تو ایک لڑکا اُسی مین موجود پایا کہ مریض نیم جان کوئی دم کا مہمان ہے آنحضرت معدن کرامت نے لڑکے کی طرف ارشاد کیا اور حکم دیا کہ

اُٹھ کھڑا ہو وہ لڑکا فی الفور اُٹھ کھڑا ہوا اور تندرست ہو کر چلنے لگا تمام حضار مجلس یہ کرامت عظیم اُس سید کریم کی دیکھکر نہایت مسرور ہوئے اور فرط خوشی سے ایسا غوغا ہوا کہ شور محشر برپا ہوا اور نیز شیخ ابوالحسن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب زبدۂ اہل عرفان شیخ عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کا وقت وفات قریب ہوپہونچا تو صاحبزادہ عالی وقار سے وصیت کی کہ بعد وفات ہماری بخدمت عالی درجت محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ السامی حاضر ہونا وہ تمکو سرفراز فرمادینگے اور بمراتب اعلیٰ پہونچادینگے جب شیخ عبد الرحمن رحمت ایزد منان سے محل ہوئے تو صاحبزادے اُنکے بجناب کرامت مآب غوثیہ حاضر ہوئے اور جناب محبوب سبحانی نے ازراہ مہربانی اُنکو خرقۂ سلطانی عطا فرمایا اور اپنی دختر بلند اختر گوہر درج شرافت ماہ سماے عصمت اُنکا نکاح کر دیا غرضکہ آثار تہر اُنکا بڑھایا کہ فرزندی مین قبول فرمایا ایک روز حضرت بمقام مدرسہ معلی جامہ پہنکر بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک فقیر مجذوب بصورت مرغوب وہان آئے اور آستین جامہ کرامت شمامہ اُٹھاکر بولے کہ ایسی آستین جامہ پسر عبد الرحمن کی نہین ہے بلکہ وزیر یا امیر دنیادار کو یہ جامہ زیبا ہے یہ تقریر پرتاثیر اُس فقیر کی سنتے ہی شیخصاحب نے وہ کپڑے اُتار کر بجاے جامہ ہمین لباس جز مین پہنکر راہی بیابان بے نشان ہوے ہر چند لوگون نے اُنکی جستجو مین قدم اُٹھایا مگر کچھ سراغ نہ پایا آخر الامر یہ حال بجناب غوثیہ کہہ سنایا یہ سنکر تھوڑی دیر آنحضرت نے سر بمراقبہ جھکایا بعد ازان فرمایا کہ پسر شیخ عبد الرحمن ایک بیابان مین رہتا ہے کسیکو نہین ملتا مگر آٹھوین روز کنارہ نہر متصل موضع عبادان وضو کو واسطے آیا کرتا ہے تم وہان جاؤ اور اپنی صورت اُسکو دکھلاؤ جب وہ تمکو دیکھ پائیگا پھر واپس قدم نہ اُٹھائیگا تمہارے پیچھے پیچھے چلا آئیگا غرضکہ وہ لوگ موضع عبادان مین جاکر منتظر آنے اُنکے کے تھے اتنے مین جنگل مین شور ہوا اور نعرۂ اللہ اکبر ظہور ہوا اور پسر شیخ عبد الرحمن مستانہ وار شراب عشق الٰہی سے سرشار بکنارہ دریا آپہونچے جب دونون فریق کی باہم ملاقات ہوئی تو فقط اتنی بات ہوئی کہ شیخصاحب نے فرمایا کہ اب میرا لینے والا آیا چلو چلنے کو تیار ہون تابع محبوب کردگار ہون پسر عبد الرحمن شرفیاب آستان محبوب جہان ہوے تو آنحضرت نے لباس جز مین اُنکے اُتروایا اور خرقۂ صوفیہ پہنایا اور بعقد طاوس گلشن عصمت اُنکو بجوایا اور نیز شیخ ابوالحسن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ خادم خاص جناب غوثیہ فرماتے ہین کہ ہماری ان راتے

خدمات آں جامع کرامات حاضر رہا کرتا تھا ایک رات وہ مخزن حسنات بوقت آدھی رات کے حجرۂ معلےٰ سے
باہر تشریف لائے اور قصد دروازۂ مدرسۂ معلی کیا راوی بارکاب ہولیا جب دروازے پر پہونچے تو دروازہ مدرسے کا مسدود تھا
خود بخود کھل گیا وہاں سے شہر میں سے ہو کر دروازۂ شہر پر فائز ہوئے وہ بھی فی الفور از خود وا ہو گیا شہر سے باہر
جا کر ہنوز چند قدم اٹھائے تھے کہ ایک اور شہر نمودار ہوا کہ میں نے نہیں دیکھا تھا آنحضرت شہر میں جا کر
ایک مکان میں تشریف فرما ہوئے چھ کس درویش صداقت کیش وہاں موجود تھے آنحضرت نے بعد سلام وہاں جائے
اجلاس فرمایا سب نے سر زمین پر جھکایا تھوڑی دیر گذری تھی کہ اندرون حجرہ سے آواز رونے کی آئی اور
ایک شخص حجرے سے ایک دوسرے شخص کو سر پر اٹھائے ہوئے نکلا اور بعد ادائے سلام باہر کو چلا گیا بعد
ایک دم کے ایک مرد فربہ اندام طویل القامت بخدمت آنحضرت حاضر ہوا آنحضرت نے اسکو تلقین دین اسلام کی
اور محمد نام رکھا اور اُن چھ کس درویش سے ارشاد کیا کہ یہ شخص بجائے ساتوان رفیق تمہارا مقرر ہوا ہے انھوں نے
عرض کی کہ سمعاً وطاعۃ بعد آنحضرت واپس تشریف لے آئے اور جس راہ سے کہ تشریف لے گئے تھے واپس آ کر
رونق افزائے مدرسۂ معلی ہوئے علی الصباح بعد ادائے نماز راوی بحضور آنحضرت حاضر ہوا اور ارادہ تھا کہ
کیفیت احوال شبینہ آنحضرت سے دریافت کروں ہنوز کچھ عرض کرنے نہیں پایا تھا کہ آنحضرت متبسم ہوئے
اور ارشاد کیا کہ وہ شہر شہر نہاوند تھا کہ اس مقام سے بہت دور ہے وہاں سات کس ابدال اہل کمال رہتے ہیں چھ کس
تندرست موجود تھے ساتوان بیمار تھا جب وعدہ اجل اُسکا آپہونچا تو ہم حسب الارشاد ربانی وہاں گئے
اُسوقت وہ فوت ہو گیا اور خواجہ خضر علیہ السلام اُسکو واسطے تکفین وتدفین اٹھا لے گئے اور جس شخص کو
ہمنے تلقین دین متین کی تھی وہ ایک آدمی بیچارہ قوم نصاریٰ کا تھا ہمنے اُسکو حسب الحکم الٰہی طلب کیا اور
بعد تلقین دین بجائے ساتویں ابدال متوفی کے مقرر کر دیا مگر خبردار جب تک ہم زندہ ہیں کسی سے یہ راز افشا
نکرنا سو راوی نے تا حیات آنحضرت کسی سے یہ سر بستہ ظاہر نہیں کیا اور نیز شیخ ابو سعید احمد ابن احمد
بغدادی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شگوفہ دلجو میری فاطمہ نام مقام بام خانہ سے گم ہو گئی فی الفور میں بحالت
بیقرارانہ بحضور محبوب پروردگار حاضر ہوا اور حال زار بدیدۂ اشکبار عرض کیا فرمایا کہ آج رات کو جنگل میں جا کر
اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ لینا اور دائرے میں بیٹھ کر کہنا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم احفظوا یا ایہا الجان باسم الغائب ستونی

تیرے پاس جمع ہونگی جب قریب صبح کے بادشاہ اُنکا تیرے پاس آویگا اُس سے اپنا حال کہنا
غرض بروی ذحسب الارشاد تعمیل کی ہزار در ہزار جنات حاضر ہوئے کسی سے میں ہمکلام نہیں ہوا جب
شاہ جنات آتو دائرہ سے باہر باادب تمام بیٹھ گیا اور عرض کی کہ اے خادم محبوب سبحانی فرماؤ کہ کس واسطے تمنے طلب کیا ہے
اُس سے میں نے اپنا حال بیان کیا اُسنے اپنے ہمراہیان کو بتاکید شدید حکم دیا کہ فی الفور عورت اسکی
جہاں ہو مع مجرم حاضر کرو کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ عورت میری مع ایک دیو کے کہ وہ جسکی قید میں تھی
حاضر ہوئی شاہ جنات حضرت کو حوالے میرے کر کے بولا کہ یہ دیو دیوان زمین چین میں سے ہے اسکو سزائے قرار واقعی
دیجاویگی اور سلام ہمارا بحضور جناب محبوب سبحانی پہونچانا راوی اپنی بیوی گم شدہ کو لیکر آیا اور سر نیاز بجناب
محبوب سبحانی جھکایا اور طفیل آنحضرت اپنے مطلوب کو پایا اور نیز شیخ بقا رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز
راوی بخدمت فیض درجت آنحضرت کے حاضر تھا کہ ناگاہ دو شخص ایک پیر اور ایک جوان بحضور جناب محبوب
دوجہان کے حاضر ہوئے مرد پیر دامان پیران پیر پکڑ کر بولا کہ یا حضرت یہ جوان میرا بیٹا ہے اسکے واسطے دعا کیجیے
چونکہ وہ جوان بیٹا اُسکا نہ تھا اور اُسنے خلاف تقریر بحضور پیران پیر کے کی تھی اسلیے آنحضرت غصے میں
آئے اور فرمایا کہ تم لوگ ایسے بیباک ہو رہے ہو کہ ہمارے روبرو بھی اگر دروغ گوئی کرتے ہو اس دروغ بیانی کی
سزا تمکو جناب کبریا سے ایسی ملیگی کہ تا دم عمر یاد رکھوگے یہ فرما کر آپ غضبناک اندر دولتخانہ کے بعد نماز
تشریف لیگئے کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ یکایک شہر بغداد میں آتش غضب الٰہی روشن ہوگئی اور بہت سے
مکانات جل گئے اور ابر تاریک آسمان پر محیط ہوگیا قریب تھا کہ آگ برسے تمام سکنائے بغداد بحالت ناشاد
بدروازہ فیض اندازہ آنحضرت جمع ہوئے مگر کسیکو تاب نہ تھی کہ روبروے آن جناب بزبان گفتگو کرکے
اور معافی کی التجا کرے آخر الامر راوی روایت ہذا بحضور آن محبوب خدا حاضر ہوا اور قدم پکڑ کر عرض کی
کہ یا جناب بصدقہ جناب رسالت مآب علیہ الصلوات الملک الوہاب خلق گنہگار پر رحم فرمائیے میری التجا سے
خشم آن جناب کا فرو ہوا اور آگ منطفی ہوئی اور مطلع صاف ہوا اور نیز زبدۃ اہل صفا شیخ بقا سے روایت ہے
کہ ایک دن ہمارے دل محبت منزل میں شوق ہوا کہ کسی شخص ولی کی مردان رجال الغیب سے زیارت
کریں جب رات کو سوئے تو خواب میں نظر آیا کہ روضہ منورہ امام احمد حنبل کی متصل مزار پر نور بار کوئی شخص سوتا ہے

اور روضے سے آواز ہوتی ہے کہ یہ شخص وہ ہے جو کہ تجھکے دیکھنے کے واسطے تو آرزو کرتا ہے علی الصباح ہم انکو
تصدیق خواب قائز روضۂ منورہ امام احمدؒ صاحب ہوئے تو دیکھا کہ فی التحقیق ایک شخص متصل مرقد منور
میں ہی ہمارے جانے سے وہ پیدا ہوا اور روضے سے باہر آکر دریا کی طرف روانہ ہوا جب کنارہ دریا پہنچا
تو اُسکے پہونچنے سے دریا کے دونوں کنارے آپس میں ملگئے یہ کرامت اُس صاحب کرامت کی دیکھکر ہمنے
اُسکو قسم دی کہ دم بھر ٹھہر جاؤ جب ٹھہرا تو ہمنے اُس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں وہ بولا حنیفاً مسلماً یہ کہکر غائب
ہوا اور ہمنے جانا کہ یہ ولی حنفی مذہب ہے وہاں سے ہم بحضور پُرنور محبوب سبحانی حاضر ہوئے ہنوز کچھ عرض
نہیں کی تھی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شیخ بقا اسوقت میں تمام روئے زمین پر یہی ایک ولی حنفی مذہب ہے
اور نیز شیخ ابو الحسن علی بن ابی القاسم بروایت صحیحہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابو بکر حامی اگرچہ صاحب احوال
سینہ و حالات نورآئینہ تھے مگر سرود و سماع سے انکو بہت شوق تھا جناب غوثیہ چند بار انکو مانع ہوئے
باز نہ آئے ایک روز آنحضرت نے انکو مسجد جامع میں پایا تو فرمایا کہ اے ابو بکر شریعت محمدی تیری
طرف سے ہمارے پاس شکایت کرتی ہے اور تو باز نہیں آتا اب تو سزاوار اس بات کا ہے کہ سزا پاوے
اور اپنی ولایت سے ہاتھ اُٹھالے یہ کہکر اُنکے سینے سے ہاتھ لگایا اُسی وقت سب حالات اُنکے سلب ہوگئے
اور شہر بغداد سے بمقام قرفت پھینکے گئے جب شیخ ابو بکر قرفت سے ارادہ آنے بغداد کا کرتے زمین پر گرپڑتے
بعد چند ماہ بحضور آن شہنشاہ والدہ شیخ ابو بکر حاضر ہوئی اور فراق فرزند میں زار زار روئی آپنے ارشاد کیا
کہ تیرے گھر میں جو کنواں ہے بعد ایک ہفتے کے تیرا بیٹا آجایا کریگا کنارہ چاہ بیٹھکر جو بات کرنی ہو اُس سے
کرلیا کر چنانچہ یہ معمول ہوا کہ ہر ہفتہ شیخ ابو بکر قرفت سے زیر زمین ہو کر چاہ میں موجود ہو جاتا اور اپنی والدہ سے
باتیں کرکے پھر قرفت میں چلا جاتا آخر الامر ایک ولی مظفر نام بغداد میں تھے اور شیخ ابو بکر سے انکو بہت
محبت تھی انھوں نے ایک رات خلاق الارض والسموات کو خواب میں دیکھا اور جناب الٰہی سے انکو ارشاد ہوا
کہ اے مظفر ہماری جناب میں کچھ سوال کر کہ عنایت ہو انھوں نے عرض کی کہ الٰہی معافی ابو بکر کا سوال ہے
کہ اُس بیچارے کا بہت بُرا حال ہے ارشاد ہوا کہ آج صبح کو تو بخدمت محبوب ہمارے کو حاضر ہونا اور کہنا کہ خدا سے
جلشانہ ابو بکر سے خوش ہوا تم بھی دل اپنا اُس سے شاد کرو اور ویرانہ اُسکا آباد کرو اور نیز اُسی رات شیخ نے خواب میں

جناب پیغمبر علیہ صلوات الملک الاکبر کو خواب مین دیکھا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی حکم
نافذ ہوا کہ ہمارے نورچشم لخت جگر عبدالقادر کے پاس جاؤ اور ہمارا پیغام پہونچاؤ کہ تمنے محض بسبب بے ادبی
شریعت اکبر ابوبکر پر غضب کیا اب اسکی تقصیر جتنے معاف کی تم بھی معاف کرو اور آئینۂ دل اسکا صاف کرو
علی الصباح ابوالمظفر بجناب کرامت مآب غوثیہ حاضر ہوے ہنوز کچھ عرض نہین کی تھی کہ ارشاد ہوا اے ابوالمظفر
بلغ رسالاتک ابوالمظفر نے یہ سب بیان یعنی حکم ملک الرحمن و پیام سید الانام روبروے جناب غوثیہ گذارش کیا
آنحضرت نے شیخ ابوبکر کو طلب کیا او تفقگیر فرمایا اور بیک نظر کیمیا اثر محبوب سبحانی ابوبکر فائز نعمت جاودانی ہو گیا
اسوقت حضار کرامت آثار نے شیخ ابوبکر سے دریافت کیا کہ برنجے مین حاضر ہونا تمھارا چاہ مین اور ہمکلام ہونا اپنی
والدہ سے کیونکر وقوع مین آتا تھا جواب دیا کہ موکلان الہی مجھکو برنجے کے دن اٹھا کر زمین کے اندر سے کنوین مین لے آتے
تھے اور بعد رخصت والدہ پھر واپس ترف لیجاتے تھے اور نیز شیخ ابوعبداللہ محمد شریف بن خضر حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین کہ ایک رات مین اوی بحضور جناب غوثیہ حاضر تھا اسوقت آنحضرت نے ارادہ جانیکا مزار پر انوار امام احمد حنبل
رحمۃ اللہ علیہ کیا بندہ بھی ہمرکاب آنجناب ہو لیا اثنائے راہ مین اوی نے تاریکی کی شکایت کی کہ آج کی رات
نہایت تاریک ہے فی الفور آنحضرت نے انگشت مبارک سے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا وہ درخت
مانند شجر طور پر نور ہو گیا جب ان سے گذر گئے تو دوسرا درخت روشن ہوا اور اسی طرح جو درخت کہ آگے آتا روشن ہو جاتا
یہانتک کہ ہم روشنی مین روضۂ منورہ امام صاحب تک پہونچ گئے وقت واپسی بھی ایسا ہی ظہور مین آیا کہ
ہر ایک درخت و پتھر کو ہمنے روشن پایا اور نیز شیخ ابوالقاسم شریف حسینی فرماتے ہین کہ ایک شخص خادم مزار
محبوب کردگار ایک رات مین سترہ دفعہ عورات اشکال مختلفہ سے محتلم ہوا علی الصباح بارادۂ اظہار بحضور آنجامع صفات
کمال حاضر ہوا ہی تھا کہ آنحضرت معدن برکت نے فرمایا کہ تیری مقسوم مین مقدر تھا کہ تو اپنی عمر مین ستر عورات سے
زنا کرے گا وہ عورات فلان فلان ہین ہمنے بجناب کبریا دست دعا اٹھائے اور وہ زنا بحالت بیداری سے بعالم
خواب مبدل کراۓ اور نیز کتاب تحفۃ القادریہ مین جناب محبوب بارگاہ لایزالی جناب ابوالمعالی ہروی فرماتے
ہین کہ ایک روز جناب غوثیہ اپنے خانہ کرامت نشانہ مین کتابت کر رہے تھے کہ یکایک سقف مکان سے کچھ مٹی گری
آپ نے پھر توجہ نہ فرمائی جب تین دفعہ یہی حرکت وقوع مین آئی تو بنظر جلال سقف کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا

کہ ایک چوب چھت سے مٹی گراتا ہی بمجرد نظر جلالت اثر کے چوہے کا سر تن سے جدا ہو کر گر پڑا اور نیز اسیطرح
ایک دفعہ سلطان الاولیا بمقام مدرسہ معلے وضو کر رہے تھے کہ ایک جانور نے اڑتے ہوئے آپ کی چادر مبارک
پر بیٹ کر دیا آپ نے انکی طرف دیکھا فرمایا کہ طائر را سر ببُر فی الفور وہ طائر بسمل ہو کر زمین پر آ گیا آپ نے قیمت
وہ چادر خیرات کر دی اور ارشاد کیا کہ ھذا بھذا اور نیز سید عبد الجبار فرزند دلبند محبوب پروردگار اظہار کرتے ہیں
کہ ایک روز بروز جمعہ جناب غوثیہ برادا وادے نماز جانب مسجد تشریف لیے جاتے تھے ناگاہ درا ثنائے راہ دیکھا کر
پیادگان سلطانی تین شکیزے خمر بیلوں پر لادے ہوئے مکان خلیفہ بغداد کی طرف لیے جاتے ہیں آپ نے انکی
طرف قدم اٹھایا اور فرمایا کھڑے ہو جاؤ وہ کھڑے نہ ہوئے مگر آپ نے بیلوں کو حکم دیا کہ خبردار آگے مت جاؤ
بیل فی الفور کھڑے ہو گئے محافظان خمر ہر چند بیلوں کو مارتے تھے وہ قدم نہیں اٹھاتے تھے آخر الامر جناب
کرامت مآب نے جو پیادگان خلیفہ کی طرف بنظر جلالت دیکھا تو سب کے سب مرض قولنج گرفتہ ہو گئے اور
روبروے آن جناب چون ماہی بے آب تڑپنے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت اگرچہ ہم گنہگار ہیں مگر یہ بادہ ہم
بموجب حکم خلیفہ لائے ہیں برائے خدا تقصیر معاف کرو چنانچہ قصور انکا معاف کیا اور شکیزوں خمر بھی برکت
آنحضرت سے مبدل بسرکہ ہو گئے جب یہ خبر حیرت اثر خلیفہ کو پہونچی تو بحضور آنحضرت حاضر ہو کر شراب سے
توبہ کی اور نیز شیخ ابو المظفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب غوثیہ بعیادت شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ
کہ بیمار تھے تشریف فرما ہوے اتفاقاً انکے گھر میں دو درخت خرما کئی سال سے خشک کھڑے ہوے تھے آپ نے
بتقریب اداے نماز چاشت ایک درخت کے نیچے وضو کیا اور دوسرے درخت کے تلے نماز پڑھی فی الفور
دونوں درخت بکرامات آن مخزن برکات سبز ہو گئے اور نیز شیخ ابو العباس احمد رکابی از آنحضرت روایت
کرتے ہیں کہ ایک روز جناب غوثیہ نے با یام قحط سالی مجھکو ایک پیمانہ گندم عطا کیا اور فرمایا کہ اسکو ایک
بڑے برتن گلی میں رکھکر ڈھانک دو اور نیچے سے سوراخ کرکے برتن سے گندم نکال لیا کرو جبتک اُس
برتن کا منھ بند رہیگا کبھی گندم اُسمیں سے تمام نہونگے چنانچہ ہم پانچ سال تک اُسمیں سے برابر گندم نکالتے
رہے ایک روز میری اہلیہ نے منھ اسکا کھولدیا اسواسطے کہ دیکھے گندم کتنا ہے اُس سے برکت جاتی رہی اور نیز
کتاب تحفۃ القادریہ میں بروایت صحیح شیخ سید ابو المعالی لاہوری لکھتے ہیں کہ سید ابو الخطاب شیخ عبد الوہاب صاحبزادہ

آن جناب کرامت مآب کے پانچ فرزند دلبند تھے انہین سے ایک حضرت شیخ جمال اللہ تھے کہ سرایا شبیہ اور صورت انکی عین صورت جناب غوثیہ تھی اور آنحضرت بھی انکو نہایت پیار کرتے تھے اور آن جناب کی دعاسے انکو عمر دائمی نصیب ہوئی کہ آج تک وہ سیر اقلیم و دیار روے زمین مصروف ہین اور اکثر سکونت انکی شہر بخارے بسطام رہتی تھی ایک بزرگ نے شرف ملازمت انکی حاصل کرکے عرض کی کہ یا حضرت یہ سچ ہو کہ سبحانہ تعالی نے عارف کامل کو اپنی حیات اور ممات مین مختار کیا ہو مگر آپ فرمائیے کہ ہنوز عمر انکی کہانتک ہو آپنے فرمایا کہ اور تو ہمکو نہین معلوم ہو مگر جد امجد ہمارے جناب محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ ابو محمد عبدالقادر جیلانی جسوقت جام شراب عرفانی سے مست ہوتے تھے تو ہمکو بغل مین لیکر پیار کیا کرتے اور فرماتے کہ او شیخ جمال الدین جانتا ہون کہ تو زمان عیسے علیہ السلام کو پاویگا اور انکی صحبت کا حظ اٹھاویگا پس سلام ہمارا عیسے علیہ السلام کو پہونچانا ہمکو یقین ہو کہ تا عہد نزول عیسوی آسمان سے زمین پر تو ہماری زندگی ہوگی آئندہ علام الغیوب جانے کہ کب اس دار ناپائدار سے رحلت کرینگے مگر جو امانت سلام جناب محبوب مرغوب الٰہی ہمارے پاس امانت ہو وہ ہمکو حضرت عیسے علیٰ نبینا و علیہ السلام تک پہونچانی ہو اور جب تک یہ امانت عظیم ہم ادا نہین کرلینگے جانا ہمارا اس عالم فانی سے ممکن نہین ہو اور نیز حضرت شیخ احمد بن صالح جیلانی روایت کرتے ہین کہ ایک روز جناب غوث الاعظم محفل معلے مین وعظ فرمارہے تھے اور سخن قضا و قدر کے باب مین جاری تھا یکایک ایک مار خونخوار نمودار ہوا اہل محفل اُس سے خوف کھاکر متفرق ہونے لگے تو آنحضرت نے پکار کر کہا مت ڈرو توکل بخدا کرو کیونکہ یہ بھی بندۂ زار بندگان پروردگار سے ہو سوائے حکم کردگار کچھ وار نہین کریگا آخر وہ مار عین محفل بلند و تکار مین سے ہوکر منبر عالی مقدار پر چڑھ آیا اور آنحضرت کی پشت کی طرف سے ہوکر دوش کے اوپر سے اندرون گریبان چلاگیا اور ایک ساعت تلک جسم مبارک پر پھرتا رہا آخر اسی راہ مین سے باہر آیا اور زیر منبر اکرم کے اُ پر کھڑا ہوگیا اور کسی اور ہی زبان سے متکلم ہوا اور آنحضرت بھی اسی زبان سے جواب دہ ہوے جب سانپ چلاگیا تو حضار محفل نے التجا کی کہ وہ سانپ کس زبان سے کیا تقریر دلپذیر کرتا تھا فرمایا کہ یہ سانپ بڑی عمر کا ہو کہتا تھا کہ مین نے بہت اولیاؤن کو آزمایا ہو مگر آپ کی طرح کسیکو نہین پایا کہ اسقدر حرکتیجا سے آپ کی جبین پر چین جھکنہ آیا اور نیز راوی صدق روایت ہو کہ مجالس عصر

وہ جناب پرنور ایک دن نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک سانپ آیا اور عین سجدہ گاہ مین منہ پھیلایا جب
آنحضرت نے سر سجدہ کو جھکایا تو ایک ہاتھ سے اسکو ہٹایا اور سجدہ کیا اسیطرح چند مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا
جب آپ نے قعدہ فرمایا تو اوسی سانپ نے آپکے گلوے مبارک مین پیچ ڈالکر عین اپنا سر برابر چہرۂ مبارک
آنحضرت کے رکھا جب نماز سے فارغ ہوے تو سانپ غائب ہوگیا دوسرے روز جناب غوثیہ خرابۂ عالم
مین تشریف فرما ہو تو ایک شخص آنحضرت کے روبرو آیا اور تعظیم کو سر جھکایا اور عرض کی کہ مین ہی سانپ ہون
جو کل عین نماز مین حارج اوقات شریف ہوا تھا اصل مین بندہ جن ہو مین نے بہت ولیون کو آزمایا جیسا کہ
آپکو ثابت قدم پایا کسیکو نپایا اب مہربانی فرماؤ اور مجھکو خادم بناؤ اور کلمۂ دین سکھلاؤ چنانچہ وہ جن مسلمان ہوا اور
داخل خادمان عالیشان ہوا اور نیز شیخ ابوعبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہو کہ ایک روز
شیخ صدقہ رحمۃ اللہ علیہ کہ ایکے لی باولایت تھی محفل خلد منزل غوثیہ حاضر ہوے اور دیکھا کہ [illegible] شیخ
اور جناب غوث الاعظم ہنوز اندرون حجرۂ مقدس رونق پذیر ہین اتنے مین آنحضرت مخزن کرامت بھی تشریف لاے
اور منبر معلّی پر اجلاس فرمایا ابھی کچھ نوبت سخن اور کلام کی نہ پہونچی تھی کہ حاضرین محفل مین حالت وجد کا زور ہوا
اور ہاے ہوے کا شور ہوا شیخ صدقہ کے دل مین آیا کہ ہنوز کچھ کلام فرحت انجام آنحضرت کی زبان گوہر فشان
سے سرزد ہی نہین ہوے یہ اسقدر جوش وخروش اہل محفل کو کس بات سے ہو شیخ صدقہ کے دل مین یہ خطرہ
گذرا تھا کہ جناب غوثیہ اونکی طرف مخاطب ہوے کہ آج ایک مرید ہمارا بیت المقدس سے یکقدم یہان پہونچا ہو
اور توبہ اسکی واقع ہونی ہے اہل محفل آج اسکی برکات وحالات کے مہمان ہین یہ بات سنکر پھر شیخ صدقہ کے
دل مین آیا کہ جو شخص بیت المقدس سے یکقدم یہان پہونچا ہو وہ کس بات سے توبہ کریگا پھر اس خیال کے
پھر جناب غوثیہ متکلم ہوے کہ توبہ اس بات سے کرتا ہے کہ پھر ہوا مین پرواز نہ کرے اور وہ محتاج ہوا ہے تو
کا کہ تعلیم کرون مین اسکو محبت الٰہی اور باز رکھون مین اسکو کرامات و خرق عادات سے اور نیز
شیخ ابوالقاسم احمد بغدادی فرماتے ہین کہ ہر ایک خوش شکل آدمی ہوکر ہر روز [illegible] آنحضرت کی خدمت مین
حاضر ہوا کرتا اور جو کہ واقعات اسمین وقوع ہونے والے ہوتے تھے آنحضرت کو اوس سے خبردار کردیتا تھا
آخر جس سال کہ آنحضرت معدن کمال نے دنیا دون سے انتقال فرمایا ماہ رمضان مین بشکل دلگیر حزین حاضر ہوکر دہاڑ مار کر رویا اور عرض کی

کہ ایکی سال بکار ندوے و داع بخدمت آنحضرت آیا ہوں کہ پھر حضرت کو نہ پاؤنگا اگلے سال بغیر آپکے ہمارے جاؤنگا اور نیز شیخ الاسلام ابو عبد اللہ بن ابو الفتح فرماتے ہین کہ ایک روز بندہ بمجلس وعظ حضرت غوثیہ حاضر ہوا تھا اور آنحضرت استغراق مین تھے اتنے مین آپ نے فرمایا کہ حق جل وعلا اگر چاہے تو طیر خضر کو پیدا کرے اور وہ حاضر ہو کر ہمارے کلام فرحت انجام سنے یکایک ایک جانور سبز رنگ نہایت خوبصورت حاضر ہوا اور آستین مبارک پر بیٹھی بعد ایک ساعت کے غائب ہو گیا پھر فرمایا کہ اگر حق سبحانہ تعالی چاہے تو طیور خضر کو ہماری محفل وعظ مین بھیجدیوے کہ وہ بھی ہمارے کلام سنین اتنے مین ہزار در ہزار طیور سبز رنگ حاضر ہوگئے اور تمام میدان اُنکے ہجوم سے پر ہو گیا اور نیز راوی صدق سے روایت ہے کہ ایک روز ایک شخص شہر صفہان سے بحضور جناب غوثیہ حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری منکوحہ کو صرع کا آزار ہے بندہ اُس سے نہایت لاچار ہے کہ عزیمت اہل عزائم و علاج معالجان اُسکے واسطے کچھ تاثیر نہین کرتے فرمایا کہ جب ایکی دفعہ تیری عورت کو حالت صرع عائد ہووے تو اُسکے کان مین کہدینا کہ اے جانس دیو سرا اندیپ رہنے والے غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی کا حکم ہی کہ تو یہان سے چلا جا اگر پھر آویگا تو سزاے سخت پاویگا راوی کہتا ہی کہ اُس شخص نے وہی عمل کیا تمام عمر پھر صرع لاحق حال اُس عورت کی نہ ہوئی

چند سطور در ذکر اداے صلوۃ دوگانہ یازدہ گامی کہ موسوم بصلوۃ الحاجت وصلوۃ الہدایت ہی تحریر ہوتی ہین

واضح ہوے مریدان باارادت ہو کہ یہ نماز مریدان قادریہ مابین نماز مغرب وعشا پڑھتے ہین کہ ارشاد اداے اس نماز کا جناب غوثیہ کو بیشگاہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بعالم باطن ہوا اور مامور ہوے کہ اس نماز کو وہ خود ادا فرماوین اور اپنے مریدان باارادت کو بھی حکم دین کہ پاداے اس نماز کے سعادت کونین پاوین اور نیز شیخ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مجھے حضرت شاہ رسالت پناہ کو خواب مین دیکھا اور عرض کی کہ یا حضرت اگر کسی شخص کی اجل نزدیک پہونچے تو اسکی بھی کوئی دوا ہی کہ وہ صدمہ سے اس سے امان پاوے اور عمر اُسکی کچھ بڑھ جاوے فرمایا کہ ہان جو کوئی صلوۃ دوگانہ یازدہ گامی ادی شیخ عبد القادر باعتقاد درست

ادا کرے البتہ عمر کی بڑھ جائیگی اور نیز کتاب بہجۃ الاسرار میں تحریر ہے کہ فرمایا حضرت شاہ ولایت غوثیہ نے کہ من
استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادانی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ عزوجل قضیت حاجتہ ومن
صلی رکعتین ویقرء فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدیٰ عشر مرۃ ثم یصلے علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم یخطو الی جہۃ العراق احد عشر خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضیٰ اور طریق ادائے نماز یہ ہے کہ غسل
کرے اور جامہ پاکیزہ پہنے اور خوشبو جلاوے اور جائے پاک پر کھڑا ہو کر نیت دو رکعت ادائے صلوٰۃ الاسرار
تقربًا الی اللہ کرے بعد فاتحہ کے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور سجدے میں جا کر گیارہ مرتبہ یا اسمائے
مبارک یا شیخ الثقلین یا قطب ربانی یا غوث صمدانی یا محبوب سبحانی یا محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی اغثنی
وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات زبان پر لاوے بعدہ کھڑا ہو جاوے اور بجانب عراق گیارہ
قدم اٹھاوے اور ہر قدم میں کہے یا شیخ الثقلین یا قطب ربانی یا غوث صمدانی یا محبوب سبحانی ابو محمد سید عبدالقادر
جیلانی بعدہ پہلے راست پاؤں چپ پر رکھے اور درود شریف جو یاد ہو گیارہ مرتبہ پڑھے اور فاتحہ گیارہ دفعہ اور سورۂ
اخلاص گیارہ مرتبہ اور سورۂ اذا جاء نصر اللہ گیارہ دفعہ اور پڑھے یا جنود اللہ یا عباد اللہ اغثنی وامددنی
فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات بعدہ مراقبے میں جاوے اور مصلے پر بیٹھ کر لا الٰہ الا اللہ [illegible] اکثر دفعہ پڑھے پھر
سجدے میں جاوے اور پڑھے یا روح القدس ویا جنود اللہ ویا عباد اللہ اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی
الحاجات اور نیز شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کتاب خلاصۃ القادریہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ برائے رفع
حاجات دینی و دنیاوی نماز یازدہ گامی جناب غوثیہ اس طرح پر ادا کرے بعد نماز فرض مغرب دو رکعت نماز ادا کرے
اور دونوں رکعت میں فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ اور بعد سلام درود شریف پڑھے میں بعد گیارہ
قدم طرف عراق کے اٹھاوے اور ایک ایک قدم میں ایک ایک اسم منجملہ اسمائے غوثیہ پڑھے بعدہ باواز بلند ندا
کرے یا حضرت غوث صمدانی عبدک ومریدک مظلوم عاجز و محتاج الیک فی جمیع الامور فی الدنیا والآخرۃ امددنی و
اغثنی باذن اللہ وبجاہ اللہ وبرضاء اللہ تعالیٰ فی حاجتی اور نام حاجت کا زبان پر لاوے انشاء اللہ تین دن میں مراد
پاوے اور نیز عارف حق آگاہ رحمانی شاہ قادری لکھتے ہیں کہ جو شخص یہ دوگانہ نماز مع یازدہ خطاب آنحضرت
پڑھے ہنوز زمین سے سر نہ اٹھایا ہوگا کہ حاجت مانگی روا ہوگی تفصیل یازدہ خطاب آنحضرت غوثیہ یا سلطان محی الدین

عبدالقادر اغثنی یا سید محی الدین عبدالقادر اغثنی یا شیخ محی الدین عبدالقادر اغثنی یا شاہ محی الدین عبدالقادر اغثنی یا شیخ محی الدین عبدالقادر اغثنی یا فقیر محی الدین عبدالقادر اغثنی یا درویش محی الدین عبدالقادر اغثنی یا قطب مولانا محی الدین عبدالقادر اغثنی یا قطب مولانا عبدالقادر محی الدین اغثنی یا غوث محی الدین عبدالقادر جیلانی اغثنی اور نیز زبدۃ مشائخ اہل الیقین شیخ غلام محی الدین قادری فرماتے ہیں کہ اول دوگانہ بدستور مرقوم پڑھے اور بعد سلام سجدے میں جاوے اور پڑھے اللھم انت الغنی و ایاک الکافی بعد گیارہ قدم طرف عراق کے جاوے اور ایک ایک قدم پر ایک ایک اسم منجملہ یازدہ اسمائے آنحضرت پڑھے بعدہ قدم راست چپ پر رکھکر تصور کرے کہ گویا روبروئے آنحضرت حاضر ہوا اور عرض کرے یا شیخ الثقلین اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی وحاجات المؤمنین والمؤمنات بعدہ سورۂ فاتحہ و اخلاص گیارہ گیارہ دفعہ پڑھے واپس باہر ہوکر مصلے پر آوے اور ہر قدم پر ایک ایک نام آنحضرت کا زبان پر لاوے اور مصلے پر آکر تصور حضوری روضۂ منورۂ آنحضرت کرے اور فاتحہ پڑھے اور کہے السلام علیک یا شیخ الثقلین اغثنی وامددنی بعدہ جھکر پڑھے حاجت ہو انشاء اللہ مطلب حاصل ہوگا اور نیز فوائد الاذکار میں لکھا ہے کہ بعد ادائے دوگانہ گیارہ قدم طرف عراق کو جاوے اور ہر قدم پر یا شیخ الثقلین یا قطب ربانی یا غوث صمدانی اغثنی پڑھے بعدہ دونوں ہاتھ باندھکر کھڑا ہو جاوے اور تصور حاضری روضۂ آنحضرت کرے اور گیارہ مرتبہ درود شریف اور اسیقدر فاتحہ اور اسیقدر سورۂ اخلاص اور اسیقدر یہ دعا پڑھے یا شیخ الثقلین یا قطب ربانی یا غوث صمدانی حضرت میر سید شاہ ابو محمد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی الحنبلی الشافعی اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات پھر پچھلے پانوں پیچھے ہٹکر مصلے پر آوے اور جھکر پڑھے ھی یا ھو ھی پھر ایک ایک دفعہ فاتحہ و اخلاص پڑھکر روح پاک غوثیہ اور والدہ شریفۂ آنحضرت کو بخشے اور حاجت سے خدا چاہے

عرض واجب العرض مؤلف

الحمد للہ والمنۃ کہ گلہائے گلشن کرامات ذات بابرکات عالی درجات سید السادات جامع الصفات مخزن تجلیات حضرت غوث الارض والسموات جمع ہوکر ایک گلدستہ عجیب و غریب تیار ہوا اور منظور نظر اہل ذوق گاہ ہوا اور یہ عاصی پر معاصی اگرچہ مرید خاکبوس آستان فیض توامان خاندان عالی شان نقشبندیہ مجددیہ ہے مگر محض بسبب ارادت و اعتقاد دلی کہ عاصی کو بجناب قطب الاقطاب غوثیہ ہے کمر ہمت چست باندھکر اس کار خیر میں مصروف ہوا

کہ گو وز حضرت ونشر اوت مندان غوثیہ میں شمار ہو کر اس غریق دریائے عصیان کا بیڑا پار ہو اور یہ کتاب اگرچہ میں
مناقب غوثیہ ہے مگر عاصی نے قطع نظر کتاب مذکور سے اور کتب والا رتبت سے بھی کرامات آنحضرت کی انتخاب
کر کے درج اس کتاب کرامت آنگیں کیے ہیں اور بندہ نالائق اگرچہ فنِ شعر اور شاعری میں ہرگز لیاقت نہیں
رکھتا مگر محض برائے محبت دلی و جوش دروںی اپنے کر چند مناجات تعریفی و مدح توصیفی حضرت غوثیہ لکھ کر
چون گلِ تازہ درج گلدستہ ہذا کردی گئیں پس جمیع صاحبانِ ہنر و اہلِ کمال کی خدمت میں التماس ہے کہ ان
اشعار کو اشعار مدحیہ حضرتِ غوثیہ تصور فرما کر خطا و نسیان اس عاصی پر انگشتِ طعن نہ رکھیں بلکہ بدامن عالی ہمتی
واصلاح و عطا و حسنت لیں کہ الانسان مرکب من الخطاءُ والنسیان شعر

بچشمِ صحیح در اصلاح کوشند	وگر اصلاح نتوانند بپوشند

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

غزل در نعت شریف من تصنیف حافظ محمد نادر حسین صاحب بریلوی شاگرد رشید مہربان علی صاحب فوجان بریلوی

پہونچے معراج کی شب آپ ہُوا سے پہلے	لیا یا بخشش امت لو خدا سے پہلے
یہ مراتب یہ شرافت نہ یہ رتبہ پایا	جو نبی گزرے امام دوسرا سے پہلے
یا نبی زیست میں ہر دم یہ تمنا ہے مری	عشق میں آپ کے مٹجاؤں فنا سے پہلے
انبیا جتنے ہیں وہ مغفرتِ امت کیلیے	التجا لائینگے محبوبِ خدا سے پہلے
بخشے خالق نے طفیل آپکے تو بے گناہ	آگئی رحمتِ حق روزِ جزا سے پہلے
ہے مزہ جب کہ سگ کوئے مدینہ اگر	استخوان سب سگے کھا جائیں ہما سے پہلے
ہوں مریض آپ کا میں مجکو ہو گی صحت	دیجیے شربتِ دیدار دوا سے پہلے
او مسیحا مری لے جلد خبر بہرِ خدا	جان لیتا ہے فراق اب تو قضا سے پہلے
شام غم ہے یہ جہاں تیرہ مری آنکھوں میں	ہو زیارت مجھے سورج کی ضیا سے پہلے

لو بلا مجھ کو کہ یہ چاہتا ہے شوق مرا
حق یہ ہے روز قیامت کا مجھے کیا ڈر ہو
ہوگی پرسش نہ گناہوں کی مگر جنت میں
نادر اثبات یہ ہے بخشش امت کے لیے

سیر بچوں میں باغ مدینہ میں صبا سے پہلے
تو یہ اللہ نے بھیجا ہے خطا سے پہلے
بھیجے گا حق مجھے احمد کی رضا سے پہلے
دے چلے جان محمد کے نولے سے پہلے

مناجات مصنفہ جناب حاجی الحرمین الشریفین حاجی محمد حسین صاحب تاجر کتب شہر بریلی

یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے
چاہیے میری دوا فریاد ہے
ہوں اسیر زلف کیجے اب رہا
خسرو جود و سخا فریاد ہے
ہے مدینے کا ارادہ دو بلا
حال دل ابتر ہوا فریاد ہے

یا حبیب کبریا فریاد ہے
رخ تاباں خواب میں دکھلائیے
اے مرے مشکلکشا فریاد ہے
حشر کے دن بخشوا لینا ضرور
تم سے اے حاجت روا فریاد ہے
یا نبی حاجی کو دو جاری بلا

یا محمد ہوں مریض ہجر میں
تم سے اے ماہ لقا فریاد ہے
مفلسی تن دستگیری چاہیے
تم ہو مقبول خدا فریاد ہے
جی نہیں لگتا پریشان ہوں بہت
آپ سے صبح و مسا فریاد ہے

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ دریں زمان میمنت نشان کتاب لاجواب گلدستہ کرامات در ذکر احوال حضرت غوث الثقلین محی الدین سید عبد القادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ کہ سالکان حقیقت را رہنما و محققین را حقائق بخش و ترقی افزا است حسب فرمائش جناب حاجی
محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵۵ در مطبع مجیدی واقع کانپور
باہتمام کمترین محمد احمد علی تجاوز اللہ عنہ خلف ... دہلی
بماہ شوال ۱۳۲۸ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۱۰ء
طبع گشتہ بہ نظر ناظرین ... شد

آئینہ تاریخ

(سوالاً جواباً)

مفید اضافے کے ساتھ

مختار احمد اویسی

مولانا محمد منشاء تابش قصوری

مکتبہ اشرفیہ

بائنڈنگ اینڈ پرنٹنگ شیخ عبدالوحید ہادی 0301-4735853